UNIVERSAL LIBRARY
OU_188933
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY /۱۸۲۰۹

Call No ھ - ع / ۸۹۲۵۲۳ Accession No. ۱۸۲۰۹

Author حامد علی خاں

Title ہزار داستان یعنی ترجمہ الف لیلہ نثر جلد دوم

This book should be returned on or before the date last marked below.

ان دنوں توفیق خالق کون و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان سے

یہ کتاب تالیف شاعر شیریں بیان مولوی محمد حامد علیخانصاحب حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی الغنی

ہزار داستان

یعنے ترجمہ جلد دوسری

الف لیلہ نثر

بحسن اہتمام وسعی مالا کلام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن زیبائش چھاپی گئی

۱۸۲۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ درزی کاشغری اور کبڑے کا

دوسرے دن ملکہ شہرزاد نے آخر شب مین اس قصہ کو اس طرح کہنا شروع کیا کہ اگلے زمانے مین ایک
درزی کاشغر کا جو متصل ملک تاتار کے ہی اپنی دُکان پر بیٹھ کر کپڑے سیا کرتا تھا ایکدن بیٹھا ہوا قریب شام
کے سی رہا تھا ناگہان ایک شخص کوزہ پشت طبلہ لیکر آیا اور اُسکی دُکان کے تلے بیٹھ کر گانے لگا
درزی بہت خوش ہوا اور جب وہ اپنے گھر جانے لگا تب اُسنے کبڑے سے کہا اگر تمھارا جی چاہے تو میرے
گھر کہ یہانسے قریب ہی چلکر گاؤ بجاؤ کبڑا اُسکے گھر گیا جب درزی منھ ہاتھ دھو کر بیٹھا تو اپنی بی بی سے
کہ خوبصورت تھی اور اُسکو نہایت پیار کرتا تھا کہنے لگا آج مین تمھارے گانا سُنانے کے لیے اس شخص کو کہ
خوب گاتا بجاتا ہے لایا ہون کھانا لاؤ اُسکی بی بی نے دسترخوان بچھا کر کھانا آگے لا کر رکھا اور میان
بی بی باہم بیٹھ کر کھانے لگے اور اُس کبڑے کو بھی شریک کیا اتفاقاً اُس دن درزی کے گھر مچھلی پکی تھی
کبڑے کو بھی دی وہ بہت لذیذ تھی کبڑے نے اس بے احتیاطی سے کھائی کہ ایک کانٹا اُس کے
حلق مین چبھ گیا بظاہر دم اُسکا بند ہو گیا ہرچند درزی اور اُسکے قبیلے نے بہت تدبیرین کین مگر
کوئی نہ بن پڑی آخر درزی ڈرا اور گھبرایا کہ اگر کوتوال شہر کو خبر ہوگی تو مجھے گرفتار کرے گا
کبڑے کو حکیم یہودی کے پاس جو اُسکے گھر کے نزدیک تھا اُٹھا کر لے گیا دروازہ حکیم کا بند پایا
کبڑے کو لٹا سیڑھی کی راہ سے اوپر چڑھ گیا اور دروازے پر دستک دی لونڈی حکیم کی

باہر نکلی درزی نے پانچ روپیہ اُسے دیکر کہا کہ تو جلد جاکر اپنے آقا سے خبر کر تا بیمار کو آکر دیکھے اور اُسکی تدبیر کرے جب لونڈی اندر گھر کے حکیم کو کہ بالاخانے پر رہتا تھا خبر کرنے گئی درزی کبڑے کو مردہ سمجھکر اوپر لے گیا اور دروازے کے سہارے کھڑا کرکے آپ چُپکے سے چلدیا حکیم زر کی لالچ سے اُس وقت بے روشنی دروازے کی طرف دوڑا اور کنڈی کھولکر چاہتا تھا کہ تلے اُترے اور بیمار کو دیکھے بمجرد کھولنے دروازے کے وہ کبڑا زینے سے لنڈھکتا ہوا نیچے آپڑا حکیم حیران ہوا کہ یہ کیا چیز تھی جو نیچے گر پڑی پھر جب روشنی منگاکر تلے اُترا کبڑے کو مُوا ہوا دیکھ واویلا کرنے لگا اور یہ سوچا اگر کوئی اس لاش کو دیکھکر حاکم سے خبر کرے تو مین بڑی مصیبت مین پڑونگا غرض حکیم اُس کبڑے کو اندر گھر کے لیگیا اور میان بی بی نے آپس مین مشورہ کرکے کبڑے کے دونون بازوون مین رسی باندھ آتشدان مین ایک مسلمان کے جو پچھواڑے رہتا تھا ڈال دیا وہ مسلمان مودی بادشاہ کا تھا اکثر روغن وغلہ وغیرہ اپنے گھر جمع رکھا کرتا چوہے جنس اُسکی کھایا کرتے اتفاقاً مودی آدھی رات کو جب اپنے گھر آیا لالٹین کی روشنی سے کبڑے کو نجاری مین کھڑا دیکھ کر چور سمجھا کہنے لگا تو ہی میری جنس چُراکر لے جایا کرتا ہے مین ابتک جانتا تھا کہ چوہے کھایا کرتے ہین اُسکو مارنے لگا دو چار لاٹھی کے پڑنے سے کبڑا زمین گر پڑا مودی نے نزدیک جاکر اُسکو مُردہ پایا بہت نادم ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ تونے بڑا غضب کیا کہ چور کا خون کیا اب تو اُسکے عوض جان سے مارا جائیگا اس اندیشے سے ایسا بیخود ہوا کہ ہوش مین نہ رہا جب ہوش مین آیا اُسکو کندھے پر رکھ بازار مین لیگیا اور اندھیرے مین ایک دُکان سے لگاکر کھڑا کر دیا اور اپنے گھر آکر سو رہا تھوڑی دیر مین ایک فرنگی سوداگر کہ بڑا آدمی اور داروغہ مکانات بادشاہی کا تھا کسی زن فاحشہ کے گھر سے نکل واسطے غسل کے حمام مین جانے لگا جب قریب اُس دُکان کے پہونچا اُسکی پیٹھ سے جسم کبڑے کا لگ گیا فرنگی چور سمجھ کر خوب اُسے لات مکی سے مار چور چور کرکے پکارا روندکے سپاہی دوڑے اور فرنگی سے کہا تو کیون اُس مسلمان کو مارتا ہے فرنگی بولا یہ چور ہے چاہتا تھا کہ میرا گلا دبائے غرض ایک سپاہی نے فرنگی کا ہاتھ پکڑ کر کبڑے سے جُدا کیا بمجرد ہاتھ لگانے کے اُسے مُردہ پایا سپاہی روندکے فرنگی کو گرفتار کر کوتوال شہر کے پاس لے گئے کوتوال اس فرنگی کو کبڑے کی لاش سمیت قاضی کے حضور مین لے گیا قاضی نے مجرم کو مع لاش بادشاہ کے حضور مین لے جاکر عرض کیا کہ اس سوداگر نے اسکو چور سمجھ کر اسقدر مارا

کہ مرگیا بادشاہ نے فرمایا موافق حکم شرع شریف کے تو حکم کر قاضی نے فتویٰ دیا کہ فرنگی کو پھانسی
دو بمجرد حکم قاضی کے لکڑی پھانسی کی چوراہے مین کھڑی ہوئی اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پیٹا
گیا کہ بعوض خون ایک کبڑے کے فلانا سوداگر پھانسی دیا جاتا ہے جب مجرم کو جلاد نے چاہا کہ اُسکے
گلے مین رسّی ڈالکر کھینچے مودی بادشاہ کا مقتل مین پہونچا اور پکار کر کہا کہ اے جلاد قاتل اس
کبڑے کا مین ہون اور سارا حال اپنا اور کبڑے کے مارنے کا ظاہر کیا قاضی نے جلاد سے کہا کہ
سوداگر کو چھوڑ دے اور مودی کو پھانسی دے جلاد مودی کے گلے مین رسّی ڈالکر چاہتا تھا کہ
کھینچے یکایک آواز حکیم یہودی کی سُنی کہ کہتا ہے اے جلاد ٹھہر اسکو قتل نہ کر مین نے اسکو مارا ہے
پھر اُس حکیم نے سب ماجرا ظاہر کیا قاضی نے جلاد سے کہا مودی کو چھوڑ دے اور حکیم کو پھانسی دے
جلاد نے جب رسّی گلے مین حکیم کے باندھی درزی نے پہونچکر جلاد سے کہا کہ خون اس کبڑے کا میرے
سبب سے ہوا حکیم بےقصور ہے قاضی در خلق کلام مودی اور حکیم اور درزی کا سُنکر نہایت متعجب ہوئے آخر
قاضی نے جلاد سے کہا کہ حکیم کو چھوڑ دے اور اس درزی کو پھانسی دے جلاد حکیم کو چھوڑ کر چاہتا تھا کہ
درزی کو قتل کرے اتنے مین پیرہ بادشاہی وہان آیا اور قاضی کو مع فرنگی اور مودی اور حکیم اور

تصویر دربار شاہی کی مع کبڑے اور حکیم یہودی اور مودی اور نصرانی و درزی کے

درزی اور لاش کبڑے کی بادشاہ کے پاس لیگیا اور سبب یہ ہوا کہ کبڑا خاص مسخرہ بادشاہ کا تھا روز فجر کو حاضر ہو کر بادشاہ کو خوش کیا کرتا اُس روز بادشاہ نے اُسکو حاضر نہ پاکر پوچھا کہ کیا سبب ہی کہ آج کبڑا ابتک حاضر نہین ہوا حضار دولت نے کل حال اُسکا عرض کیا بادشاہ نے اس حال عجیب و غریب کو سُنکر حکم کیا کہ جلد جاؤ اور قاضی سے کہو کہ چارون شخصون کو کبڑے کی لاش سمیت میرے پاس حاضر کر الغرض قاضی نے اُن سب کو لاکر بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا اور چارون کے اقرار و اظہار بھی مفصل عرض کیے بادشاہ نے اس حال کو بتفصیل لکھوا کر چارون شخصون سے کہا تمنے اس قصے سے کوئی قصہ عجیب تر اگر دیکھا سُنا ہو تو میرے حضور مین ظاہر کرو اگر اس سے تمھارے قصے عجیب ہونگے تو مین تم کو چھوڑ دونگا ورنہ تم چارون کی گردن مارونگا پہلے سب کے سوداگر فرنگی نے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ غلام اس سے عجیب تر قصہ جانتا ہی اگر جان بخشی ہو تو اُسکو عرض کردن بادشاہ نے قبول کیا

قصہ زبانی سوداگر فرنگی کے

سوداگر نے عرض کیا فدوی باشندہ کہ دار السلطنۃ مصر کا ہی باپ میرا ابپیشہ دلالی کا کیا کرتا تھا اور اسی پیشہ مین اُسنے بہت دولت پیدا کی تھی جب وہ مر گیا بہت مال و اسباب اُسکا میرے ہاتھ لگا مین نے بھی یہی پیشہ اختیار کیا ایک دن بازار مین غلہ فروشونکی گیا تھا وہان ایک جوان خوبصورت پوشاک عمدہ پہنے ہوے گھوڑے پر سوار آیا اور مجھ سے صاحب سلامت کرکے نمونہ تل کا مجھے دکھلایا اور پوچھا کہ ایسے تل کتنے من بکتے ہین مین بولا کہ فی من سو درہم جوان نے کہا کہ اگر کوئی خریدار اسکا ہو تو اُسکو میرے پاس کہ فتح دروازے کے متصل ایک سرا مین رہتا ہون لے آنا اور اس قیمت کو سب تل تلوا دینا یہ کہکر وہ چلا گیا مین نے وہ نمونہ اور سوداگرون کو دکھلایا وہ سب فی من ایکسو دس درہم دینے پر راضی ہوے مین بہت خوش ہوا کہ فی من دس درہم میرا حق ہی غرض سودا اُسکا پکا کرکے جوان کے گھر گیا اُسنے مجھے اپنے گودام مین لے جاکر بورا تل کا دکھایا مین نے اُن سب کو تلوایا ایکسو پچاس من نکلے اُنکو گدھون پر لدوا قیمت اُسکی سولہ ہزار پانچسو درہم اُس جوان کو حوالہ کیے جوان نے ایک ہزار پانچسو درہم مجھے دے کر کہا کہ یہ حق تمھارا ہی اسکو تم لو اور پندرہ ہزار بھی اپنے پاس امانت رکھو جب مجھے درکار ہونگے لے لونگا یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا بعد ایک مہینے کے اُس جوان نے آکر مجھ سے پوچھا کہ ہماری امانت تمھارے پاس ہی مین نے کہا ہی اگر کہو تو لا دون اور آپ گھوڑے

سے اُترکر کچھ کھانا بھی تناول فرمائین جوان نے کہا مین بسبب ایک کام ضروری کے ٹھہر نہین سکتا مگر جب پھرونگا تو لے لونگا تم تیار رکھنا مین منتظر رہا مگر وہ اُسدن نہ آیا بلکہ ایک مہینے تک مین نے اُسکو نہ دیکھا بعد تین مہینے کے پھر ایکدن وہ جوان مجھے نظر پڑا مین نے کہا کہ آپ اپنی امانت لین اُسنے کچھ خیال نہ کیا اور کہا صاحب اتنی جلدی کیون کرتے ہو جب درکار ہونگے مین آکر لے لونگا اور خدا حافظ کہکر چلا گیا غرض بعد ایک سال کے وہ سوداگر امیرانہ پوشاک پہنے ہوے میرے گھر آیا مین نے کہا آپ اُترکر میرے گھر قدم رنجہ فرمائین اُسنے کہا بہت اچھا لیکن اس شرط سے کہ کچھ تکلف میرے واسطے نہ کرنا مین نے کہا بہتر غرض وہ جوان میرے گھر آیا مین نے ماحضر حاضر کیا جب سب کھانا دسترخوان پر رکھا گیا جوان نے بائین ہاتھ سے کھانا شروع کیا مین بہت متعجب ہوا اور جب کھانا کھا چکے تو ہم اور وہ جوان دوسرے دالان مین جا بیٹھے اور مین جو کچھ قسم پان اور الائچی سے اُسکو دیتا تو وہ اُسکو بائین ہاتھ سے لیتا آخر مین نے کہا اگر تم ناخوش نہو تو مین کچھ پوچھون جوان نے کہا پوچھیے مین نے کہا یہ کیا سبب ہی کہ آپ سب کام بائین ہاتھ سے کرتے ہین یہانتک کہ کھانا بھی آپ بائین ہاتھ سے کھاتے ہین جوان نے ایک آہ سرد کھینچی اور داہنا بازو اپنی قبا کے نیچے سے جسکو ہمیشہ چھپائے رکھتا تھا نکالکر دکھلایا معلوم ہوا کہ داہنا ہاتھ اُسکا بالکل کٹا ہوا ہی مین نے پوچھا کہ یہ کیونکر کٹا جوان بے اختیار رو دیا اور اپنی سرگذشت کو اسطرح کہنا شروع کیا کہ مین باشندہ بغداد کا ہون باپ میرا بڑا آدمی اور اشراف وہان کا تھا مین تعریف مصر کی تاجرون سے سُنکر نہایت مشتاق ہوا خصوصاً اشتیاق گیرو کا کہ دار السلطنت مصر کی ہی زیادہ دل مین سمایا اور بارہا ارادہ وہان جانیکا کیا لیکن باپ نے اپنی زندگی تک مجھے وہان سے جانے نہ دیا جب وہ مر گیا مین نے قصد گیرو جانے کا کیا اور بہت سی تحفہ چیزین بغداد اور موصل کی خرید کرکے اُدھر کو روانہ ہوا جب گیرو پہونچا ایک سرا مین کہ جو مشہور نجان مسرور تھی اُترا بعدہ ایک گھر کرایہ کا لیا اور ایک گودام بھی گٹھریان کپڑے اور اسباب تجارت رکھنے کو لیا اور پھر مکان مین گیا اور آدمیون سے کہا کہ بازار سے کچھ کھانا مول لاؤ انھون نے لا دیا مین کھا کر واسطے دیکھنے قلعہ اور مسجد وغیرہ مکانون کے جو مشہور تھے گیا اور خوب انکی سیر کی پھر دوسرے دن مین نفیس کپڑے پہنکر اپنی گٹھریون سے دو دو تین تین تھان قیمتی لے کر چوک کی طرف چلا جب چوک مین پہونچا دلالون نے آکر مجھے گھیر لیا اور مین نے نمونے

ہر ایک جنس کے اُنکو دیے اُنھون نے وہ نمونے چوک کے بزازون کو دکھلا کر بیچنا شروع کیا روز مین آتا اور تھوڑا تھوڑا مال بیچ جاتا مگر میرے مکان سے چوک کہ بہت دور تھا کرایہ دینے سے مزدورون اور گاڑی والون کو بہت تنگ آیا دلالون نے مجھسے کہا اپنا مال یہان کے سوداگرون کو بیچنے کے واسطے تقسیم کردو وہ جلد تمکو بیچدینگے اور ہفتے مین پیر اور جمعرات کو فقط یہان آیا کرو اس عرصہ مین جسقدر مال تمھارا بکے قیمت اُسکی لے لینا اس مین تمکو فائدہ ہوگا اور کرایے سے بچوگے یہ سوداگر بھی کچھ فائدہ اُٹھا مین گے اور تم اس فرصت مین سیر شہر اور مکانات خصوصًا دریائے نیل کی بخوبی کیا کیجیو مین اُنکو اپنے گھر لے گیا سب جنس چوک مین لیجا کر وہان کے دکاندارونکو جو معتبر تھے بانٹ دی اُنھون نے موافق دستور کے رسید مال کی دستخط اور گواہون قیمت لکھدی اور مین نے بھی لکھدیا کہ ایک مہینے تک قیمت تم سے طلب کرونگا مین یہ بندوبست کرکے نہایت خوش ہوا اور مین نے کتنے ایک شخصون سے جو میرے ہم عمر تھے دوستی پیدا کی اور بعد گذرنے ایک مہینے کے اُن سوداگرون سے تقاضا شروع کیا اور ہفتے مین دو روز چوک جاکر قیمت اپنے اسباب کی اُنسے وصول کرتا تھوڑے عرصہ مین بہت روپے مجھے وصول ہوے اور مین نے اُنکو با احتیاط تمام صندوقون مین جمع کرکے رکھا اور اکثر صبح کو ہمراہ دوستون کے سیر کو جایا کرتا اور اہل شہر کو چوک مین جمع دیکھ اور اُنکی گفتگو سُنکر نہایت خوش ہوتا مین پیر کے دن بدرالدین نامے سوداگر کی دُکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بی بی زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوے کئی لونڈیون کے ساتھ کہ وہ بھی حسین اور اچھے کپڑے پہنے ہوے تھین اُس دُکان پر آکر نزدیک میرے بیٹھ گئی مین نہایت خوش ہوا اور چاہا کہ اُسکی صورت دیکھون اُسنے میرے اشتیاق کو سمجھکر جالی برقع کی ایسے ناز و انداز سے اُٹھائی کہ مین اُسکی صورت دیکھتے ہی جان و دل سے عاشق زار ہوگیا اُس بی بی نے بدرالدین سوداگر سے خیر و عافیت پوچھی اور تھان زر باف کا مانگا بدرالدین نے ایک تھان قیمتی گیارہ سو درہم کا نکالکر دکھایا بی بی نے اُسے پسند کیا اور کہا اگر مہلت ہو تو مین اس تھان کو آج اپنے گھر لے جاؤن اور قیمت کل بھیجدون بدرالدین نے کہا آپ بے تامل لے جایئے اور قیمت جب چاہے بھیجدیجیے لیکن یہ تھان اس جوان کا ہے جسکو تم دکان پر بیٹھے دیکھتی ہو اُس بی بی نے کہا کل ضرور تمھارے درہم بھیجدونگی سوداگر نے کہا بی بی آج ہی ہمکو درکار ہین یہ سنتے ہی

وہ بی بی خفا ہوئی اور تھان اپنی بغل سے نکالکر بدرالدین کے آگے پھینکدیا اور کہا تم سب داگر بڑے بیمروت ہو اپنے سوا کسی کو معتبر نہین سمجھتے یہ کہکر روانہ ہوئی جب مین نے دیکھا کہ دور نکل گئی پکارا کہ ادھر آؤ وہ بی بی پھر آئی اور تاڑ گئی کہ وہ مال میرا ہے مین نے اُس تھان کو بی بی کے حوالے کرکے سوداگر سے کہا ایک سو درہم اپنے نفع مین مجھ سے مجرا لو اور ہزار درہم کی رسید مین تمھین لکھے دیتا ہون چنانچہ رسید اپنی دستخطی مین نے اُسے لکھدی اور بی بی سے کہا اُسکو آپ لیجائین قیمت دیجیے یا نہ دیجیے آپ کی نذر ہے غرض اُسنے وہ تھان لے لیا اور مجھ سے بہت خوش ہوئی اور دعا دی کہ خدا تمھین صاحب مقدور کرے اور سلامت رکھے مین نے کہا ذری اپنی صورت مجھے دکھائی جاؤ اُس بی بی نے میری طرف پھر کر جالی کا ٹکڑا چہرہ نازنین سے اُٹھا لیا مین اُسکی صورت دیکھ آگے سے زیادہ فریفتہ ہوا اور ایک ٹکٹکی سی لگ گئی اور اُسنے جلد پھر منھ اپنا نقاب سے چھپا لیا اور تھان لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوئی مین وہین تڑپا کیا جب ہوش آیا تو مین نے اُس سوداگر سے پوچھا کہ یہ بی بی کون ہے اُسنے کہا ایک امیر کی بیٹی ہے اسکا باپ بہت دولت چھوڑ کر مر گیا پھر مین اُسی حال سے سرائے خان مسرور مین گیا اور بے کھائے پیے سو گیا رات بھر اُسکے تصور مین رہا دوسرے دن سویرے بدرالدین کی دُکان پر گیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ وہی بی بی اپنی لونڈیون کے حلقے مین پھر وہان پہونچی اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا دیکھو مین کیسی سچی ہون مین نے کہا صاحب میری سب طرح خاطر جمع تھی آپنے کیون تکلیف فرمائی اُسنے کہا خوش معاملگی اسی کا نام ہے یہ کہہ کے تھیلی گیارہ سو درہم کی میرے آگے رکھ پاس میرے بیٹھ گئی مین نے تھوڑا سا حال اپنے عشق اور بے قراری کا باتین گفتگو کے ظاہر کیا وہ سُنکے جلد اُٹھ کر روانہ ہوئی مین نے جانا کہ اُسے ملال ہوا مین بھی سوداگر سے رخصت ہو کر ایک سمت کو بے جانے بوجھے روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک شخص نے پیچھے سے آکے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا مین نے پھر کر دیکھا تا کہ وہ ایک جوان لونڈی اُس بی بی کی ہے جسپر مین فریفتہ ہو گیا ہون اُس کنیز نے آہستہ سے میرے کان مین کہا کہ میری بی بی بلاتی ہے مین جلد اُسکے ساتھ ہو لیا اور تھوڑی دور جا کر بی بی کو پایا کہ صراف کی دُکان پر بیٹھی ہوئی میری راہ دیکھتی ہے اُسنے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا بہت بیقرار نہ ہو میرا بھی تیری محبت مین یہی حال ہے لیکن دانائی سے بعید تھا کہ مین اُس سوداگر کے روبرو

کچھ باتین کرتی غرض بی بی نے کہا تم میرے گھر چلو یا مین تمھارے گھر چلون مین نے کہا مین اس شہر
مین مسافر ایک سرا مین اُترا ہون وہ جگہ آپکے لائق نہین اگر آپکے گھر کا پتہ معلوم ہو تو مین حاضر
ہون اُس بی بی نے کہا بہت اچھا کل بدھ کے دن بعد نماز ظہر کے میرے گھر کہ فلانی گلی مین ہے
آنا اور پوچھنا کہ فلانے امیر کا محل کہان ہے اُسی جگہ تم مجھے پاؤگے مین رخصت ہوا اور دوسرے
دن مین نے بہت سویرے اُٹھکر اچھے کپڑے پہنے اور ایک تھیلی پچاس اشرفی کی جیب مین رکھکر
مع مالک سواری کے سوار ہوا جب اُس گلی مین پہونچا اس امیر کا گھر آدمیون سے پوچھا ایک نے
ٹھیک بتادیا مین اپنی سواری سے اُترا اور کرایہ سواری کا دے وہان سے اُسکو رخصت کیا
اور کہدیا دوسرے دن فجر کو سواری سمیت آئیو اور مجھے سرائے مسرور مین لیجائیو پھر مین نے
اُس گھر کے دروازے پر دستک دی دو غلامون نے کہ چھوٹے چھوٹے تھے آکر دروازہ کھولا اور
کہنے لگے اندر آئیے ہماری بی بی دو دن سے تمھارے انتظار مین بے قرار ہے مین اندر گیا وہان
ایک بارہ دری دیکھی کہ بلند بمقدار سات زینے کی تھی اور چارون طرف اُسکے جالی کا کام بنا تھا
اور آگے اُسکے بہت اچھا ایک پائین باغ اور درخت موزون شاندار اور بہت درخت میودار
میوون سے پھلے اور لدے ہوے اور اُنپر طرح طرح کی چڑیان خوش آواز بول رہی تھین اور
ساتھ اُنکی آواز کے پانی کی آواز کہ بلند چشمون سے درمیان چمن کے گرتا تھا نہایت خوش آیند تھی اور
وہ چشمہ نہایت خوبصورت مربع اور چارون طرف اُسکے چار منھ اژدہے کی صورت کے بنے
ہوے جنکی راہ سے پانی نہایت صاف جاری تھا غرض وہ دونون غلام مجھے ایک مکان مین
لیگئے کہ نہایت پُر تکلف اور طرح طرح کے اسباب سے آراستہ تھا وہان ایک چھوکرا آگے دوڑتا ہوا میری
خبر کرنے کے واسطے اپنی بی بی کے پاس گیا اور دوسرا میرے پاس رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ
بی بی خرامان خرامان میرے پاس آئی سراپا زیور اور جواہر قیمتی سے آراستہ تھی مین اُسوقت کی
خوشی کا حال بیان نہین کرسکتا القصہ ہم ایک دوسرے کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور
ایک دالان مین ہم دونون بیٹھکر باتین کرنے لگے اتنے مین کھانا تیار ہوا ہم دونون بعد کھانے
کے باتون مین مشغول ہوے پھر اُنھون نے شراب لطیف اور میوے خشک و تر حاضر کئے
کچھ کنیزین بہت خوش آوازی سے گانے لگین اور کچھ اپنی اپنی خدمتون مین کھڑی رہین اور

بی بی بھی گا کے اور کبھی ناز و ادا سے مجھے اور زیادہ فریفتہ کرتی قصہ کوتاہ تمام رات اسی لطف مین گذری صبح کو مین نے چپکے سے وہ تھیلی اشرفیون کی اُسکے تکیے کے غلاف مین رکھدی اور اُٹھکر کہا مین اب رخصت ہوتا ہون خدا حافظ اُس بی بی نے مجھ سے پوچھا اب کب آؤ گے مین نے کہا شام کو وہ بہت خوش ہو کے مجھے دروازے تک پہونچا گئی اور قسم دی کہ ضرور اپنے وعدے کو وفا کرنا مین سوار ہو کر سرائے مسرور مین آیا اور ساربان سے کہا تو شام کو پھر اونٹ لے کر حاضر ہونا اور طرح طرح کی روٹی مع حلوان فربہ کے بی بی کی خدمت مین بھیجی اور وقت معین پر اونٹ آیا مین دوسری تھیلی پچاس اشرفیون کی کمر مین رکھ بی بی کے مکان پر گیا اور شب باش ہوا اور فجر کو چلتے وقت تھیلی اشرفیون کی تکیے مین رکھ آیا اور اسیطرح ایک مدت تک وہان جاتا اور چلتے وقت ایک تھیلی پچاس اشرفیون کی وہان دھر آتا یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین جو کچھ نقد و جنس میرے پاس تھا سب صرف ہو گیا جب کچھ نہ رہا جانا بی بی کے گھر کا موقوف کیا اور ایک دن صبح کو واسطے سیر کے طرف قلعہ بادشاہی کے گیا وہان دیکھا کہ ایک جگہ بہت آدمی جمع ہین مین بھیڑ مین گھس گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار اور ایک تھیلی اشرفیون کی اُس کے زین مین لٹکتی ہی اتفاقاً ایک شخص لکڑیون کا بوجھ لیے ہوے اس سوار کے نزدیک گذرا سوار نے اپنے گھوڑے کو بھیڑ کی طرف سے پھیرا ناگہان ڈورا تھیلی کا میرے ہاتھ مین آپڑا مین نے کھینچکر تھیلی اپنی کمر مین رکھ لی سوار نے جو تھیلی کو زین مین لٹکا ہوا نہ پایا میرے ایسا ایک ہولا تلوار کا مارا کہ مین گر پڑا لوگ سوار کو ملامت کرنے لگے کہ تو نے اس جوان کو بے قصور کیون مارا اور چاہتے تھے کہ اُس سے مواخذہ کرین سوار نے کہا یہ چور ہی میری اشرفیون کی تھیلی اسنے چرائی ہی اسی گفتگو مین روند پولس کی آپہونچی اور سردار روند نے پوچھا کیا ماجرا ہی سوار نے حال ظاہر کیا افسر پولس نے پوچھا تمھارا گمان کسپر ہے اُسنے مجھے بتایا پولسدار نے مجھسے پوچھا مین نے انکار کیا تب پولسدار نے اپنے آدمیون کو کہا اس جوان کا جھاڑا لو جب میرا جھاڑا لیا تو وہ تھیلی کمر سے نکلی پولسدار نے سوار سے پوچھا تو بتا کہ اسمین کتنی اشرفیان ہین اور کیا سکہ ہی اُسنے کہا بیس اشرفی فلان سکے کی ہین پولسدار نے اُسے کھولکر گنا تو بیس اشرفیان اُسی سکے کی پائین جیسا سوار نے کہا تھا پولسدار وہ تھیلی اشرفیون کی سوار کو دے کر مجھے قاضی کے پاس لے گیا قاضی نے

حکم دیا کہ داہنا ہاتھ اُسکا کاٹ ڈالو فوراً ہاتھ میرا کاٹا گیا پھر قاضی نے کہا یہ سزا اُسکی چوری کی تھی اُسکے جھوٹ بولنے کے لیے ایک پانون بھی اسکا کاٹو تب مین بہت گھبرایا اور اُسی سوار کو اپنا شفیع لایا سوار نے قاضی سے کہہ سُن پانون میرا کاٹنے سے بچایا اور براہ جوانمردی وہ تھیلی مجھے دے کر کہا مین جانتا ہون کہ تو چور نہین ایسی ہی کوئی ضرورت تجھے پیش آئی ہے کہ مرتکب ایسے جرم کا ہوا یہ کہکر سوار تو چلا گیا اور وہ لوگ جو وہان جمع تھے ترس کھا کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور شراب پلائی اور زخم میرا پٹی سے باندھا جب مین سراے مسرور کو گیا تو کرون سے کسی کو نیا یا خیال کیا کہ اُس بی بی کے گھر جاؤن پھر سوچا کہ اگر میرے اس حال سے خبردار ہوگی تو وہ بھی نہایت بے قرار ہوگی لیکن ناچار وہین کا قصد کیا جب بھیڑ چھٹ گئی مین نے اپنے تئین اور راہ سے اُسکے گھر تک پہونچایا بسبب شدت درد کے نہایت بیتاب تھا اُسکے گھر مین جا کے پلنگ پر لیٹ گیا اور داہنا بازو اپنی قبا کے دامن سے چھپا لیا بی بی کو میرے آنے کی خبر ہوئی دوڑی آئی اور مجھے بیقرار دیکھ بولی اے میری جان تمھارا کیا حال ہے مین نے کہا درد سر سے نہایت بےچین ہون یہ سُنکر نہایت مغموم ہوئی نیچے پلنگ کے بیٹھ گئی اور کہنے لگی مجھ سے بہانہ نکرو سچ کہو کہ تمپر کیا مصیبت گذری مین رونے لگا تب اُسنے کہا اگر تم اپنا حال نہین بتاتے تو مین جانتی ہون کہ تمھارا پیار میرے ساتھ سب جھوٹا تھا مین نے کہا بی بی مین اپنی مصیبت کیا بیان کرون مجھ سے کہی نہین جاتی غرض جب شام کو دسترخوان کھانے کا آراستہ کیا گیا اور اُسنے مجھے کھانے کے لیے طلب کیا مین نے دیکھا کہ سوا بائین ہاتھ کے کھانا دشوار ہے مین نے عذر کیا کہ میرا جی اسوقت نہین چاہتا تب اُسنے ایک گلاس شراب کا مجھے دیا کہ اسے پیو مین بائین ہاتھ سے لیکر پی گیا اور ایک ٹھنڈی سانس بھری بی بی نے پوچھا میرے صاحب تم کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے زار و نزار رو رہے ہو مین نے کہا میرے داہنے ہاتھ مین ورم ہے اور شدت سے درد کرتا ہے اُسنے کہا مجھے دکھاؤ مین چپ ہو رہا اور شراب جو باقی گلاس مین تھی پی لی غفلت معلوم ہوئی مین سو گیا جب اُس بی بی نے مجھے غافل پایا دامن قبا کا اٹھایا اور میرے ہاتھ کو کٹا ہوا دیکھ کر تعجب کیا اور پھر دامن سے چھپا دیا اور نہایت غمگین ہوئی جب مین جاگا تو اُسکو نہایت مغموم پایا پھر اُسنے اپنے آدمیون سے جلد مُرغ کے جوزون کا گاڑھا شوربا تیار کرا کے مجھے پلوایا جب مین شوربا پی چکا تو اُس سے رخصت ہوکر

پھلا اُسنے میرا دامن پکڑ لیا اور مجھے جانے سے باز رکھکر کہا مین تم کو اس حال مین نہ جانے دونگی تم اگرچہ
کچھ مجھ سے اپنا حال نہین کہتے ہو لیکن معلوم ہوتا ہی کہ سبب اس مصیبت کا مین ہی کمبخت ہون اور
مجھے معلوم ہوا کہ اس غم سے جلد مرونگی یہ کہکر اپنے آدمیون سے اس محلے کے پولسدار اور کئی گواہون
کو بلوایا اور روبرو اُنکے اپنی ساری دولت اور املاک مجھے ہبہ کر دی اور اُنکو دے لے کر رخصت
کیا اور پھر ایک بڑا صندوق کھولا جس مین سب وہ تھیلیان جنکو مین اول روز سے آخر دن تک
دے گیا تھا بجنسہ امانت رکھی ہوئی تھین کہا یہ سب تھیلیان تمھاری لائی ہوئی ہین مین نے
اُنکو ہاتھ بھی نہین لگایا یہ کہکر صندوق کو بند کر کے کنجی اُسکی میرے حوالے کی پھر وہ بی بی اُسی دن سے
بیمار ہوئی اور دو تین ہفتے کے بعد مر گئی مین اُسکی ماتم داری کے بعد سب اسباب لے کے
بغداد مین کہ میرا وطن ہے آیا وہ تیل جو تمھاری معرفت ابھی بکا اُسی کے مال سے تھے جب
اُس جوان بغدادی نے اس قصہ کو کہکر مجھ سے کہا کہ اب تم کو عذر میرے بائین ہاتھ سے
کھانے کا معلوم ہوا اور مین بہت ممنون ہوا کہ تم نے اس قصے کے سننے کے واسطے اتنی تکلیف
اُٹھائی تمھاری خوش خلقی سے بہت مجھے خوشی حاصل ہوئی اور یہ درہم بابت قیمت کنجد کے جو
تمھارے پاس امانت ہین مین نے تم کو دیے اور مین نے خرید و فروخت اور آنا جانا شہرون کا بالکل
موقوف کر دیا ہی لیکن اگر تم شریک ہو تو پھر مین تجارت کرون اور جو کچھ سال مین پیدا ہوگا حساب
کر کے ہم تم آدھون آدھ بانٹ لین گے سوداگر نصرانی کہتا ہی کہ مین نے اُس جوان سے کہا کہ مین
بہت شکرگذار تمھاری اس عنایت سے ہوا کہ تم نے یہ درہم سب مجھے دے ڈالے اور مجھے
اپنا شریک کرتے ہو مین تجارت مین اتنی کوشش کرونگا جیسا اپنے کام مین کرتا غرض ایک
تاریخ اچھی واسطے روانگی کے ہمنے مقرر کی جب وہ روز آیا ہمنے بغداد سے کوچ کیا شہر سیرہ
اور پیوٹمہ مین آئے اور وہان سے پارس کو گئے اور اسی طرح شہرون مین سیر کرتے ہوے
آپکی دار السلطنت مین پہونچے تھوڑے دنون کے بعد اُس جوان نے مجھ سے کہا مین چاہتا
کہ پھر پارس کو جاؤن اور وہان بیٹھ رہون ہم نے حساب و کتاب اصل و منافع تجارت کا کیا
منافع نصف نصف آپس مین بانٹ لیا اور وہ جوان پارس کو گیا اور مین نے اپنے گھر مین
بود و باش اختیار کی اور آپ کی سرکار مین خدمت بجا لایا یہ قصہ کیا قصہ سے اُس کبڑے کے

عجیب نہین بادشاہ کاشغر سوداگر نصرانی پر بہت غصہ ہوا اور کہا اے ہیچیا تو کیا کہتا ہے کہ تو نے قصہ اپنا مثل قصہ ہمارے کبڑے کے عجیب سنایا مین تم چارون کو عوض اس کبڑے کے پھانسی دونگا یہ سنکر مودی نے اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈال کے عرض کیا حضور غصہ نہ فرمائین اور میرا قصہ سُنین اور اگر اس کبڑے کے قصے سے عجیب ہو تو حضور چارون کا قصور معاف فرمائین بادشاہ نے فرمایا اچھا بیان کر

قصہ زبانی مودی بادشاہ سے

بغداد مین کل ایک بڑے آدمی کی لڑکی کے نکاح مین تھا اور اُسکی محفل مین بہت لوگ شہر کے جمع تھے جب سب رسوم شادی ہوچکین اور سامان ضیافت دسترخوان پر ایک بڑے مکان مین چنا گیا اور ہم سب دسترخوان پر جا کر بیٹھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی پسند کا کھانا شروع کیا ان سب کھانون مین ایک قاب لہسن کے دم پخت کی بہت اچھی مزیدار بھی رکھی تھی ہر شخص اُسمین سے تھوڑا لے کر چکھتا مگر ایک شخص کہ نزدیک اُس قاب کے بیٹھا تھا اُسنے ہرگز اُسکی طرف التفات نہ کی ہمنے اس سے کہا تم کیون نہین کھاتے اُسنے کہا مین نے آگے اُسے ایک بار کھایا تھا اُسکے سبب سے ایسی مصیبت مین پڑا کہ اب تک اُسکو نہین بھولا تب سب مہمانون نے اُس جوان سے باصرار پوچھا کہ تم کیون پرہیز کرتے ہو اُسنے کچھ جواب نہ دیا پھر صاحب خانہ نے کہا صاحب یہ دم پخت بہت تکلف سے پکا ہے اور سب برغبت کھاتے ہین تم کیون نہین کھاتے اُس جوان نے کہ باشندہ بغداد کا تھا صاحب خانہ سے کہا مجھے انکار نہین لیکن بعد کھانے اس دم پخت کے چالیس بار میرا ہاتھ اشنان اور چالیس بار فلانی گھاس کی راکھ سے اور بہت دفعہ صابون سے دُھلوانا اور مین نے اس طعام خاص کے نہ کھانے کے واسطے بڑی قسم کھائی ہے جسے توڑ نہین سکتا صاحب خانہ نے کہا ہم سب کی خاطر تمکو کرنا ضرور ہے پھر اُسنے ایک طشتری مین دم پخت سیر سے تھوڑا نکالکر اُس جوان کے آگے رکھا اور اپنے آدمیون کو حکم کیا کہ کئی لوٹون مین خیسا یندہ اشنان کا اور راکھ فلانی گھاس کی اور بہت صابون تیار رکھین یہ کہکر اس جوان سے کہا کھائیے اُس سوداگر نے مجبور ہو کر ڈرتے ڈرتے ایک لقمہ اُس دم پخت سے اُٹھایا اور نہایت نفرت سے منھ مین رکھ کھانے لگا ہم کو کمال تعجب ہوا اور زیادہ تر اس امر سے کہ سوا انگوٹھے

کے اُسنے فقط چار انگلیوں سے کھایا صاحب خانہ نے کہا شاید تم اپنے ہاتھ کا انگوٹھا نہین رکھتے ہو جوان نے کہا ہان آگے ایسی ایک واردات بندے پر گذرنی تھی کہ جسکے سبب سے چارون انگوٹھے ہاتھ اور پانون کے میرے کاٹے گئے اگر تم سب صاحب سنوگے تو نہایت متعجب ہوگے یہ کہکر اُٹھا اور اپنے ہاتھون کو دھوکے پھر آ بیٹھا اور اپنا قصہ اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ جوان نر انگشت بریدہ کا

صاحبو میرا باپ رہنے والا بغداد کا تھا خلیفہ ہارون رشید کے عہد سلطنت مین مین بھی وہین پیدا ہوا اور وہ منجملہ سوداگران مالدار کے گنا جاتا تھا اگرچہ مسرف اور عیش دوست تھا سواسطے اکثر اُسکے امور غیر منتظم تھے اور بعد وفات کے بہت قرض لوگون کا چھوڑا کہ مجھے اُسکے ادا کرنے مین بہت دقت ہوئی غرض رفتہ رفتہ مین نے سب قرض اپنے باپ کا ادا کیا اُسکے بعد خدا کے فضل سے اسقدر مقدور ہوا کہ بفراغت تمام دکان مین بیٹھکر سادا کپڑا بیچا کرتا اتفاقاً ایکدن مین اپنی دکان صبح کو کھولکر بیٹھا تھا کہ ایک بی بی خچر پر سوار ایک خواجہ سرا آگے اور دو کنیز پیچھے میری دکان پر آکھڑی ہوئی اور خواجہ سرا نے ہاتھ تھام سواری سے اُتارا اور چارون طرف دیکھکر کہا بی بی آپ بہت سویرے آئین ابھی کوئی دکان بھی نہین کھلی وہ بی بی چارون طرف دیکھکر میری دکان پر آئی اور مجھ سے صاحب سلامت کرکے اجازت بیٹھنے کی چاہی مین نے جواب صاحب سلامت کا دیکر کہا آئیے بیٹھیے غرض وہ بیٹھ گئی اور دیکھا کہ چوک مین سوا خواجہ سرا اور بندے کے کوئی نہین ہو الکھانے کو اپنے چہرے سے ذرا نقاب کو اُٹھایا مین نے کہ عمر بھر ایسی صورت دلفریب دیکھی تھی دیکھتے ہی اُسپر عاشق ہوگیا پھر تو اُسنے اچھی طرح نقاب اُٹھاکر اپنے تئین دکھایا یہانتک کہ لوگ اور دکاندار وہان جمع ہوئے اُسوقت اُسنے پھر اپنا چہرہ چھپالیا اور مجھ سے کہا مجھے تھان زرباف کے بہت بھاری درکار ہین اگر ہون تو دکھلا مین نے کہا میری دکان مین نہین ہین مگر آپ کی خاطر مین اور دکاندارون کے پاس سے لادونگا اور قیمت بھی مناسب ہوگی وہ بی بی اس بات پر راضی ہوئی اور اسی امر مین دیر تک میرے اور اُسکے بات چیت رہی اور مین سوا حُسن کے اُسکی خوش کلامی پر زیادہ تر مفتون ہوا غرض مین اُن تھانون کو اور دکان سے ڈھونڈھکر لایا اُسنے کئی تھان پسند کرکے اُن مین سے رکھ لیے اور اُنکی قیمت پوچھی مین نے کہا پانچ ہزار درہم اُسنے کہا بہتر

پھر وہ بی بی مجھ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئی مین نے کہ اُسکی محبت مین از خود رفتہ تھا نہ اُن تھانونکی قیمت مانگی اور نہ پوچھا کہ وہ بی بی کہان رہتی ہی چلے جانے کے بعد مجھے بڑی تشویش ہوئی کہ مین زر کہان سے لاکر بزازون کو دونگا ہر کیف مین اُنکے پاس گیا اور اُنکی تسلی کرکے اپنے گھر آیا رات بھر اُسکی محبت اور فکر مین زر کے مجھے نیند نہ پڑی فجر کو ہر ایک دکاندار کے گھر جاکر مہلت ایک ہفتہ کی مانگی اُنھون نے منظور کی آٹھوین دن ہر ایک نے تقاضا شروع کیا پھر مین نے منت کرکے اُن سے تھوڑی مہلت چاہی اُنھون نے اپنی نیک ذاتی سے تقاضا موقوف کیا اُسکے دوسرے دن علی الصباح وہی بی بی اُسی خچر پر اُنھین اپنے نوکرون کے ساتھ میری دکان پر آکر کہنے لگی کہ مین نے تمھارا بڑا انتظار کیا کہ آکر روپے تھانون کے لے جاؤ گے آخر مین آپ لیکر آئی اسکو صراف سے پرکھوالو خواجہ سرا مجھے لیے ہوئے صراف کے پاس گیا اور ان درہمونکو پرکھوایا سب اچھے تھے اور مین وہان سے اپنی دکان پر آکے اُس بی بی سے باتین کرتا رہا اُس بی بی کے انداز گفتگو سے معلوم ہوا کہ نہایت عقلمند ہی پھر جب دکاندارون نے آکر اپنی دکانین کھولین مین نے ہر ایک کے دام چکا دیے وہ سب بہت راضی ہوئے اور آگے سے زیادہ معتبر مجھے سمجھا پھر اُس بی بی نے ہزار تھان زربافت کے طلب کیے مین نے وہ بھی لاکر دیے وہ سب کو لیکر چلی گئی پھر بھی مین نے نہ دریافت کیا کہ وہ کون ہے اور کہانسے آئی اور جانے کے بعد مجھے پھر تردد ہوا کہ دیکھیے اب اسکا انجام کیا ہوتا ہی جب ایک مہینا گذرا اور کچھ اُس بی بی کا پتہ نہ لگا اور سوداگرونکو اپنے مال کے واسطے بے قراری شروع ہوئی مین جو کچھ کہ میری دکان مین تھا جلد جلد بیچتا اور کچھ کچھ اُنکو پہونچاتا یہانتک کہ ایک دن صبح کو وہی بی بی اُسی سواری پر اور اُنھین خادمون کے ساتھ پھر میری دکان پر آکے بیٹھی اور اشرفیان مقدار قیمت اُس مال کے دیکر کئی ایک سوال مجھ سے کیے منجملہ اُن کے ایک یہ تھا کہ تمھاری شادی ہوئی ہی مین نے کہا ابھی نہین پھر اُس بی بی نے اپنے خواجہ سرا سے کچھ اشارہ کیا وہ مسکراکر مجھے الگ لے گیا اور میرے کان مین کہا کہ تم میری بی بی پر عاشق ہو مگر تعجب ہی کہ تمنے ابتک کچھ درخواست کسی امر کی نہین کی اور وہ بھی تمھاری محبت کا دم بھرتی ہی یہ نہ جانو کہ یہان فقط تھانون کے واسطے آیا کرتی ہے تمھاری محبت کی کشش اُسے یہان لے آتی ہے مین نے خواجہ سرا سے کہا فی الحقیقت تمھاری بی بی پر مرتا ہون

مین یہ احسان تمھارا کبھی نہ بھولونگا اگر اس کام مین میری مدد کروگے خواجہ سرا وہان سے اٹھکر بی بی کے پاس گیا اور کہا مین نے سب طرح خاطر جمع کرلی تب وہ بی بی اپنی دونون کنیزون کو کچھ اشارہ کرکے اٹھکھڑی ہوئی اور مجھ سے کہا مین اس خواجہ سرا کو تمھارے پاس بھیجونگی جو وہ کہے تم عمل کیجیو مین نے بعد اُسکے جانے کے سوداگرون کے پاس جاکر ہر ایک کو قیمت تھانون کی دیدی اور منتظر خواجہ سرا کا رہا وہ کئی دن کے بعد آیا مین نے بڑے اشتیاق سے خیروعافیت اُس بی بی کی پوچھی اُسنے کہا تم بڑے خوش قسمت ہو وہ تمکو دل سے چاہتی ہی تب مین نے کہا وہ بی بی بڑی ذی رتبہ معلوم ہوتی ہی خواجہ سرا نے کہا اُسکو زبیدہ خاتون زوجہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنا مصاحب کیا ہی اور اُسے بہت پیار کرتی ہی اور بچپن سے اُسکو پالا اور سب کاروبار کی وہان یہ بی بی مختار ہے زبیدہ خاتون نے کئی بار شادی کے لیے اُسکو فرمایا اب اُسنے تمھارا ذکر کیا کہ وہ سوداگر مجھے پسند آیا ہے بشرطیکہ آپ کی رضا ہو زبیدہ خاتون نے بھی قبول کیا لیکن وہ تمکو دیکھا چاہتی ہی اب تم اُسکے محل مین چلو مین خاص تم کو لینے آیا ہون مین نے کہا مین حاضر ہون اُس نے کہا بہت اچھا لیکن کوئی مرد خلیفہ کے محل مین نہین جا سکتا مگر کسی تدبیر سے تمھین وہان ہم لیجاینگے آج شام کو تم اس مسجد مین جو زبیدہ خاتون نے کنارے فلان ندی کے تعمیر کی ہے جاکر میرے آنے کے منتظر رہنا غرض شام کو مین اُس مسجد مین جاکر خواجہ سرا کا منتظر رہا بعد نماز مغرب مینے دیکھا کہ ایک چھوٹی کشتی جس کے ملاح خواجہ سرا ہین اُس دریا سے کنارے کی طرف آتی ہی جب وہ مسجد کے نیچے پہونچی وہ سب اُترے بہت سے صندوق اُسپر بارتھے اُنمین سے ایک لنبا چوڑا صندوق اپنے ساتھ لائے اور مسجد مین رکھکر چلے گئے مگر ایک خواجہ سرا وہان رہگیا اتنے مین وہ بی بی آئی اور مجھ سے کہا اسکے اندر جاکر لیٹ رہو مین اُس کے کہنے کے موافق اُس صندوق مین لیٹ رہا اُس نے جلد صندوق کو مقفل کردیا تب اُس خواجہ سرا نے کہ اُس کا محرم راز تھا اُن خواجہ سراؤن کو پکارکے کہا اس صندوق کو اُس کشتی پر رکھو وہ اُسکو اُٹھا کر کشتی پر لے گئے اور اُس بی بی نے سوار ہوکر کشتی کو زبیدہ خاتون کے محل کی طرف روانہ کیا کشتی ٹھیک خلیفہ ہارون رشید کے محل کے دروازہ پر جالگی صندوقون کو کشتی سے اُتار کر خواجہ سراؤن کے جمعدار کے گھر لے گئے جس کے پاس صندوقون کی کنجیان تھین اور کوئی چیز

بے تلاشی اور حکم جمعدار کے محل مین نہین جانے پاتی تھی وہ جمعدار اُسوقت سوتا تھا جب اُسکو جگا دیا وہ نہایت خفا ہوا اور میان اُس بی بی اور جمعدار کے بہت تکرار ہوئی وہ کہتا تھا کہ یہ سب صندوق بے میرے دیکھے محل کے اندر نہ جانے پائین اور اُس بی بی نے خواجہ سراؤن کو حکم دیا تھا کہ ان صندوقون کو اُٹھا اُٹھا بے تلاشی اندر محل کے اسی وقت لے جاؤ مگر خواجہ سراؤن نے کہ فرمانبردار جمعدار کے تھے صندوقون کو اُٹھا کے اُسکے پاس تلاشی کے واسطے لے جانا شروع کیا اتفاقاً پہلے اُسی صندوق کو جس مین مین تھا اُٹھا کر اُسکے آگے رکھا مین کہ یہ سب گفتگو سنتا تھا بہت ڈرا کہ کھلتے ہی اس صندوق کے جان سے مارا جاؤنگا مگر اُس بی بی نے نہ تو کنجی اُس صندوق کی داروغہ کو دی اور نہ اُسے ہاتھ لگانے دیا اور اُس سے کہا کہ اس صندوق مین بہت اسباب قیمتی امانت رکھا ہوا سوداگرون کا ہے جو ابھی اس شہر مین پہونچے ہین اور کئی قرابے آب زمزم کے اگر ایک شیشہ بھی ٹوٹ گیا تو سب چیزین ناقص اور خراب ہوجائینگی اسکی جوابدہی تم کو دینا ہوگی اور زبیدہ خاتون تم کو قرار واقعی سزا دیگی داروغہ نے ڈر کر مزاحمت نہ کی اور صندوق اُٹھوا دیے خواجہ سرا ہاتھون ہاتھ سب اُس بی بی کے مکان مین لے گئے مگر عجب اتفاق ہوا کہ دفعۃً خلیفہ خود اُس بی بی کے مکان پر آگیا اور بہت اصرار کیا کہ مجھے ان صندوقون کو دکھلا کہ کیا اسباب ہے ہرچند اُس بی بی نے حیلہ کیا مگر کوئی تدبیر پیش نہ گئی آخر مجبور ہوکر ایک ایک صندوق کھولکر دکھانے لگی جب ایک کہ جسمین مین کمبخت تھا باقی رہ گیا خلیفہ نے کہا اسکو بھی دکھا صاحبو اُسوقت کا حال میرا نہ پوچھو کہ کیا مجھپر گذرا اُس بی بی چالاک نے عرض کیا کہ آپ اس صندوق کے کھلوانے مین مصر نہون اسمین وہ اسباب ہے کہ سوا زبیدہ خاتون کے مین نہین دکھا سکتی خلیفہ وہان سے چلا گیا پھر خواجہ سراؤن کو حکم کیا کہ ان صندوقون کو جلد یہان سے لے جاؤ خواجہ سرا جلد ان سب کو اُس بی بی کے مکانون مین لے گئے جب مکان مین کوئی نہ رہا تب اُس بی بی نے اُس صندوق کو جسمین مین تھا کھولکر کہا جلدی نکل مین نکل آیا پھر مجھے ایک زینہ دکھا کر کہا کہ اس پر چڑھ جا اوپر اُس کے ایک کمرہ ہے وہان بیٹھ مین ابھی آتی ہون جب مین اوپر چڑھ گیا اُسنے دروازہ اُسکا مقفل کردیا ایک گھڑی نہ گذری تھی کہ خلیفہ اُس مکان مین پھر آکر اُسی صندوق پر جسمین مین آگے بند تھا

بیٹھ گیا اور اُس بی بی سے حال شہر کا دیر تک پوچھا کیا اور وہ بی بی دیر تک خلیفہ سے باتین کرتی رہی پھر خلیفہ اپنی خوابگاہ مین گیا وہ بی بی بھی اُس مکان مین جہان مین تھا آئی اور مجھ سے ہزارون عذر کیے کہ یہ صدمے میرے سبب سے تم کو پہونچے لیکن خاطر جمع رکھو کہ اب کسی طرح کا خوف نہین پھر مین نے اور اُسنے باہم بیٹھ کر کھانا کھایا اور دیر تک گفتگو کرتے رہے پھر اُسنے کہا اب تم آرام کرو کل کسی وقت تمھاری ملاقات زبیدہ خاتون سے ہوجاے گی مین بڑے آرام سے اُس مکان پُرتکلف مین سو رہا اور اپنے دل مین خوش ہوتا تھا کہ مین نے بہت اچھی بی بی پائی پھر فجر کو وہ بی بی مجھے اپنے ساتھ واسطے ملاقات زبیدہ کے لے گئی اور سب مراتب مجھے سکھائے الغرض زبیدہ کے کمرے مین کہ نہایت وسیع اور سامان شاہی سے سجا ہوا تھا لے جاکے ایک جگہ کھڑا کر دیا اور آپ چلی گئی پہلے بیس عورتین جوان کمسن نہایت حسین اچھی اچھی پوشاک اور زیور پہنے ہوے آئین اور سامنے تخت کے صف باندھ کر کھڑی ہوئین بعد اسکے بیس عورتین اور جوان خوبصورت مثل جماعت پہلی کے نکلین اور اُنکے بیچ مین زبیدہ خاتون بڑے جاہ و حشمت سے برآمد ہوئی جواہرات ایسے پہنے تھی کہ آنکھ بشر کی اُس پر نہ ٹھہرتی تھی اور بوجھ سے پوشاک اور زیور کے آہستہ آہستہ چلتی جب وہ تخت مرصع پر آکر بیٹھی اور وہ مصاحبین اور خواصین اپنے اپنے قرینے سے کھڑی ہوئین وہ بی بی جو پروردہ زبیدہ کی اور میری معشوقہ تھی داہنی طرف زبیدہ کے نہایت ناز و انداز سے کھڑی ہوئی ایک خواص نے مجھے اشارہ کیا مین آگے تخت کے جاکے واسطے بجالانے تسلیمات کے اتنا جھکا کہ سر میرا قالین پر لگ گیا اور دیر تک جھکا رہا یہانتک کہ خود خاتون نے سر اُٹھانے کے واسطے فرمایا اور میرا نام اور حسب و نسب پوچھا مین نے جو مناسب تھا عرض کیا مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی فرمایا مین چاہتی ہون کہ اپنی لڑکی کے ساتھ تیری شادی کرون آج کے دسوین دن تمھاری رسمین نکاح کی کر دی جائینگی اور اس عرصہ مین خلیفہ سے بھی اجازت لے لونگی دس روز تک تم یہین ہوشیاری سے رہو غرض مین دس دن تک وہان رہا اس درمیان مین وہ بی بی اکثر میرے پاس آتی جاتی رہی مین وہان بہت آرام سے رہا اس عرصہ مین زبیدہ نے اجازت خلیفہ سے بھی لی اور بہت نقد و جنس اُس بی بی کو دیا اور ہر روز گانا اور ناچنا وہان ہوتا تھا جب نو دن گذر گئے اور دسوین دن

برسمین شادی کی ہونے لگین ہم دونون دولھا دُلھن نے حمام کرکے لباس فاخرہ پہنا شام کو خواصون نے طرح طرح کے کھانے چُنے اُن سب کھانون مین ایک قاب پلاؤ سیر کی بھی تھی جسے تم سب صاحبون نے بزور کھلوایا مین نے اُسے برغبت تمام کھایا مگر بدبختی سے منھ ہاتھ کو خوب نہین دھویا فقط رومال سے پونچھ ڈالا جب رات ہوئی وہان پر بڑی روشنی کرکے خواصون نے گانا بجانا شروع کیا ایک طرف گانا بجانا ایک طرف ناچ اور نقلین ہو رہی تھین جب رسمین نکاح کی ہو چکین خواصین ہم دونون کو حجرۂ عروسی مین لے گئین مین نے ارادہ ہم آغوشی کا کیا دُلھن دفعتہً مجھ سے بکمال ناخوش ہوئی اور ایسا شور وغل مچایا کہ سب خواصین حجرے مین دوڑی آئین مین نہایت متحیر ہوا آخر خواصون نے دُلھن سے پوچھا کہ بی بی کیا صدمہ تمکو پہونچا جو تم ایسی مضطر ہو کر چلائین وہ بی بی کمال غصہ سے بولی کہ اس نامعقول بے امتیاز کو ابھی میرے سامنے سے دور کرو مین نے ڈرتے ڈرتے کہا بی بی مجھ سے کیا قصور ہوا اُسنے نہایت خفگی سے کہا تو بڑا حرامزادہ ہے کیون تونے پلاؤ لہسن کا کھایا اور ہاتھ نہ دھوئے ابتک میرا اسکی بدبو سے دماغ پھٹا جاتا ہے پھر اپنی خواصون سے کہا اسکو زمین پر لٹاؤ اور چابک مجھے دو انھون نے فی الفور مجھے زمین پر گرا کے بعضون نے ہاتھ پکڑے اور بعضون نے پانون اور میری دولھن نے اس بیرحمی سے مجھے مارا کہ تھک گئی بعد اُس کے اپنی خواصون سے کہا اسکو پولس مین لے جاؤ اور پولسدار سے کہو کہ اس کے ہاتھ کو جس سے اسنے پلاؤ سیر کھایا تھا کاٹ ڈالے غرض ایک خواص کو میرے حال زار پر بہت ترس آیا سبھون نے ہاتھ باندھ کر اُس سے کہا ہماری اچھی بی بی اب بہت غصہ نکرو واقعی اس آدمی سے بڑا قصور ہوا اور نہایت بے امتیازی کی تمھارے رتبے اور نفاست مزاج سے واقف نہ تھا بہرکیف قصور سے اُسکے درگذر کرو کہ وہ اپنی سزا کو پہونچ گیا اُسنے کہا جبتک کوئی نشان سخت اُسکو نہ دونگی اسکو ہرگز یاد نہ رہے گا کہ پلاؤ سیر کو کھانا اور ہاتھ اچھی طرح سے نہ دھونا اُنھون نے پھر میرے لیے شفاعت کی اُسوقت وہ چُپ ہو رہی پھر اُس مکان سے اُٹھ کر چلی گئی سب خواصین بھی پیچھے اُسکے ہو لین اور مجھے تنہا وہین چھوڑ دیا دس دن تک تنہا مین وہین رہا ایک بوڑھی لونڈی کبھی کبھی کچھ میرے کھانے کے واسطے لاتی ایک دن مین نے اُس سے حال اپنی دُلھن کا پوچھا اُسنے کہا وہ بہت بیمار رہے بسبب اس بدبو کے جو تیرے ہاتھ سے

اُس کے دماغ مین پہونچی تھی پھر ایکدن اُس کنیز پیرنے کہا اب تیری بی بی کو صحت ہوئی آج وہ
واسطے غسل صحت کے حمام کو گئی ہو اور اُسنے مجھ سے تیرا نام لیکر کہا ہو کہ کل اُسے دیکھنے آونگی غرض دوسرے
دن وہ مجھے دیکھنے آئی اور اپنی لونڈی سے مجھے بندھوا کر پچھڑوایا اور نہایت بیرحمی سے اُسترا
ہاتھ مین پکڑ دونون انگوٹھے ہاتھ کے اور دونون پانون کے کاٹ ڈالے ایک عورت نے
دوڑ کر کسی درخت کی جڑ پیس میرے زخمون پر لگادی لیکن مجھے غش آگیا جب قدرے ہوش آیا
اُنھون نے مجھے تھوڑی سی شراب پلائی جس سے مجھ مین کچھ طاقت آئی اپنی بی بی سے کہا آج
کے دن سے اگر پھر کبھی اس منحوس پلاؤ سیر کو کھاؤنگا تو قسم کھا کر تم سے عہد کرتا ہون کہ اپنے ہاتھ کو
ایک سو بیس بار اشنان اور فلان گھانس کی راکھ اور صابون سے دھوؤنگا یہ سنکے میری بی بی
نے کہا ہان اس صورت مین مین تجھے اپنا خاوند جانکر تیرے ساتھ رہونگی سوداگر بغدادی نے
ان سب مہانون سے جو مجلس شادی مین جمع تھے کہا صاحبو اس کمبخت پلاؤ سیر کے کھانے سے
یہ سبب تھا انکار کرنے کا الغرض خواصون نے روغن بلسان میرے زخمون مین لگایا تھوڑے
دنون مین مین اچھا ہوگیا اُسکے بعد مین اور میری بی بی خوشی سے باہم رہنے لگے مگر جو اندر محل خلیفہ
کے رہتا تھا اور اکثر چھپایا اور بند کیا جاتا اسواسطے اُداس ہوا لیکن بخوف ناخوشی اپنی بی بی کے
اس بات کو زبان پر نہ لاسکتا تھا آخر اُسنے اس امر کو سمجھ بوجھکر زبیدہ خاتون سے درخواست
رہنے کی علیحدہ مکان مین کی زبیدہ خاتون چپ ہو رہی جب ایک مہینا گذرا مین نے اپنی بی بی
کو دیکھا کہ اپنے مکان کی طرف چلی آتی ہے اور کئی خواجہ سرا توڑے اشرفیون کے لیے پیچھے
اُسکے ہین جب وہ توڑون کو رکھکے چلے گئے میری بی بی نے کہا تمھاری تکلیف کے سبب
زبیدہ خاتون نے اجازت جُدا رہنے کی دی اور پچاس ہزار اشرفیان عنایت فرمائین تاکہ ہم
عزت سے اس شہر مین رہین دس ہزار اشرفیان مجھے دیکر کہا کہ کوئی مکان لائق ہمارے رہنے
کے مول لو ہم نے جلد ایک مکان بہت اچھا خرید کیا اور اُسکو اسباب اور سامان سے سجا کر
وہان جا رہے اور بہت سے لونڈی غلام مول لیکر نفیس پوشاکین ہم دونون نے پہنین اور بہت
عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر افسوس کہ ایک برس کے بعد میری بی بی مرگئی اور مین دوسری بی بی
کے ساتھ عقد کر کے بغداد مین اُسی طرح رہنے لگا اتفاقاً اُس بی بی نے بھی قضا کی پھر

یتیسری کا اتفاق ہوا پھر تیسری کے بعد چوتھی کا اور سب اسی طرح قضا کی تب اُس مکان کو نحوس سمجھ کر بیچ ڈالا اور اسباب تجارت مول لیکر پارس کو گیا اور وہان سے سمرقند کو پھر وہان سے یہان آکر بود و باش اختیار کی یہودی نے بادشاہ کاشغر سے عرض کی کہ خداوند یہ وہ قصہ ہی جو تاجر بغدادی نے روبرو جماعت کے تمہین مین کل کے دن تھا بیان کیا بادشاہ نے فرمایا یہ حکایت البتہ تھوڑی سی عجیب ہی لیکن ہمارے کبڑے کے حال کو نہین پہونچتی اتنے مین حکیم یہودی نے عرض کی کہ غلام کے قصے کو سنکر حضور بہت خوش ہونگے

قصہ حکیم یہودی کی زبان سے

حکیم یہودی نے بادشاہ کی جناب مین عرض کیا خداوند مین پیشہ طبابت دمشق مین کیا کرتا تھا اور سب ہمہ دانی کے وہان میری بڑی عزت تھی ایک روز حاکم شہر نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ ایک بیمار کا علاج کرو پھر مجھے وہ حاکم ایک حجرے مین لے گیا وہان ایک جوان حسین لیٹا ہوا درد سے بیقرار تھا مین نے صاحب سلامت کی اُسنے جواب نہ دیا لیکن آنکھون سے اشارہ کیا کہ مین تمھارے آنے سے بہت ممنون ہوا مین نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دو کہ نبض تمھاری دیکھون اُس جوان نے بایان ہاتھ اپنا پیش کیا مین بہت متعجب ہوا اور اُسکی نبض دیکھ کر نسخہ لکھا اور رخصت ہوا اور متواتر اُسکے دیکھنے کو نو روز تک جایا کیا اور وہ ہر روز بائین ہاتھ کی نبض دکھایا کیا دسوین دن مین نے اُسے اچھا پاکر کہا اب آپ غسل صحت کیجیے پھر حاکم دمشق نے مجھے خلعت بھاری دے کر اپنے دارالشفا کا طبیب مقرر کیا اور اپنے محل کا علاج بھی مجھی سے متعلق رکھا وہ جوان جو میرے علاج سے اچھا ہوا تھا جب مجھکو دیکھتا بڑی محبت سے پیش آتا چنانچہ حمام مین بھی مجھے اپنے ساتھ لے گیا وقت کپڑے اُتارنے کے مین نے دہنا ہاتھ اُسکا کٹا دیکھا اور اسی سبب سے اسکو بیماری تھی اور مجھ سے چھپاتا تھا مجھے بڑا افسوس ہوا اُسنے مجھے متاسف دیکھ کر کہا فقط میرا دہنا ہاتھ کٹا ہوا دیکھ کر تعجب اور افسوس نہ کرو میری سرگذشت عجیب و غریب ہی بعد فراغت حمام مین تمسے بیان کرونگا پھر مجھ سے پوچھا کہ اگر سیر باغ مفر ہو تو مین سیر باغ کرون مین نے کہا بہت مفید ہی اُس جوان نے کہا اگر تمھارا ابھی جی چاہتا ہو تو چلو کہ مین تم سے اثناے سیر مین اپنا حال کہونگا مین نے کہا کیا مضایقہ پھر اُس نے اپنے آدمیون سے کہا کھانا تیار رکھو اور ہم دونون اُس

باغ مین گئے دو تین بار اُس باغچے مین گشت کرکے قالین پر کہ نیچے ایک درخت کے بچھا تھا بیٹھ گئے اُس جوان نے اپنا قصہ اسطرح کہنا شروع کیا کہ میری پیدائش شہر موصل کی ہے اور مین ایک عالی خاندان ہون میرے دادا کے دس بیٹے تھے میرا باپ سب سے بڑا تھا اور نو چچا میرے لاولد تھے مین فقط اپنے باپ کا اکیلا بیٹا تھا اور میرے باپ نے میری تعلیم کے لیے بہت کوشش کی اور ہر علم و ہنر مجھے سکھلایا جب مین بڑا ہوا تو ایک صحبت مین بیٹھنے اُٹھنے لگا ایکدن جمعے کے روز میرا باپ اور سب چچا واسطے نماز جمعہ کے جامع مسجد موصل مین گئے پھر جب سب نمازی نماز پڑھ کے رخصت ہوے میرا باپ اور سب چچا وہان بیٹھا ذکر ہر ایک شہر کی خوبی اور آبادی کا کرنے لگے ایک نے میرے چچاؤن سے کہا کوئی ملک مصر کی جو کنارے دریاے نیل کے واقع ہے برابری نہین کرتا مین تعریف مصر کی سنکر اتنا مشتاق ہوا کہ اگر مین اپنے بس مین ہوتا تو اُسیدم مصر کو چلا جاتا اگرچہ میرے سب چچا ترجیح دیتے تھے بغداد اور اُسکے دریا کو مگر میرے باپ نے تعریف مصر کی بہت کرکے کہا جسنے مصر کو نہین دیکھا عجائب غرائب دنیا سے وہ محض بیخبر ہے اور مصر اور کیرو اُسکے دار السلطنت کے عجائبات اور وہان کی خوبیون کی تفصیلوار اسطرح تعریف کی کہ میرے چچاؤن نے بھی سُنکر اقرار کیا اور مین تو اُسوقت سے ایسا مشتاق مصر کے دیکھنے کا ہوا کہ دن رات بے قرار رہا کرتا تھا اور خدا سے دعا مانگتا کہ کوئی سبب میرے جانیکا پیدا فرما ناگاہ میرے چچاؤن کو بھی اشتیاق مصر کے دیکھنے کا ہوا اور سب نے متفق ہوکر میرے باپ سے درخواست کی کہ ہم تم ملکے چلین اور وہان کی کیفیتین دیکھین اور خوب سیر کرین میرے باپ نے اُنکی درخواست کو منظور کیا میرے چچاؤن نے کہ سوداگر اور بہت دولتمند تھے وہ اسباب جو مصر مین بہت نفع بکتا تھا بہت سا خرید کیا جب مین نے یہ حال سُنا اپنے باپ پاس روتا ہوا آگیا اور کہا کہ مجکو بھی اجازت جانے کی اُنکے ساتھ دو تا مین بھی مال تجارت اپنے واسطے خرید کرون میرے باپ نے کہا ابھی تم خرد سال ہو تمھارا جانا مصر مین صلاح نہین تب مین نے اپنے چچاؤن سے کہا کہ تم میرے باپ سے سفارش کرو غرض اُنکے کہنے سے میرا باپ راضی ہوا کہ خیر دمشق تک ہمارے ساتھ چلے وہان سے جب ہم قصد مصر کے جانے کا کرینگے اسے رخصت موصل کی طرف کردینگے پھر والد نے کہا دمشق بھی بہت اچھا شہر ہے مین راضی ہوا کہ وہین مجھے لے چلیے غرض

موصل سے اپنے باپ اور چچاؤن کے ساتھ موس پٹہ مارکو روانہ ہوا اور وہانسے پرلش کو گیا
وہان سے حلب کو وہان سے ہم سب دمشق کو پہونچے دیکھنے سے اس شہر کے مین نہایت خوش ہوا
اور ہم سب ایک سرا مین اُترے اور اُس شہر کو نہایت وسیع اور آباد پایا رہنے والے سب مہذب
اور خلیق تھے کئی روز تک سیر و گلگشت وہان کے باغات کی کہ ہر ایک مانند فردوس کے تھا کی
اور شہر کی شہر پناہ نہایت مستحکم اور دلچسپ تھی اور میرے چچاؤن نے بعد چند روز کے قصد آگے
جانے کا مصمم کر میرا اسباب بڑے نفع سے بیچا کہ مجھے فی صد پانچ روپیہ فائدہ مین حاصل ہوا
غرض مین بہت متمتع ہوا آخر میرے باپ اور چچا مجھے دمشق مین چھوڑ کر آگے کو روانہ ہوے اور
اُنکے بعد جانے کے مین نے اخراجات مین ایسی کفایت کی کہ بیفائدہ ایک حبہ صرف نکرتا ایک
بڑی حویلی اپنے رہنے کے واسطے کرایے کو لی وہ حویلی نہایت نفیس و رسنگ مرمر کی تھی اور لعل و زر نگار
سے اندر باہر اُسکے نقش و نگار رنے ہوے ایک پائین باغ تھا جسمین بہت فوارے جاری تھے
مین نے اُسکو شیشہ آلات وغیرہ سے تھوڑے سے خرچ مین سجا مالک اُس گھر کے پہلے عبدالرحیم نامے
ایک شخص شرفاے دمشق سے تھے اب اُسکو کوئی جوہری مالدار مول لیکر کرایہ پر چلاتا تھا مین نے اُسکو
دو اشرفی کرایہ کو لیا اور مین امیرانہ اُسمین رہتا اور کبھی کبھی وہان کے شرفا کی جنسے شناسائی ہو گئی
تھی دعوت کرتا اور کبھی وہ میری ضیافت کرتے اسی طرح مین غیبت مین باپ اور چچاؤن کے شہر دمشق
مین مصروف آسائش رہا کرتا اور لوگ میرے پاس آتے جاتے اور میرا کاروبار کیا کرتے ایک دن
مین دروازے پر اپنے ہوا کھانے کے لیے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بی بی بہت اچھی پوشاک پہنے نہایت
خوبصورت میرے پاس آئی اور کہا کیا تم کپڑا بیچتے ہو یہ کہکر اندر گھر کے چلی گئی جب وہ اندر حویلی
کے جا چکی مین وہان سے اُٹھا اور اندر جا کر دروازہ بند کر لیا اور اُس بی بی کو ایک دالان مین
لے گیا اور بٹھا کے کہا بی بی صاحب اچھے اچھے تھان آپ کی پسند کے لائق میرے پاس ہین مگر
افسوس کہ اسوقت موجود نہین اُس بی بی نے نقاب کو اپنے چہرے سے اُلٹ لیا مین اُسکی صورت
کہ از بس حسین تھی دیکھتے ہی حواس باختہ ہو گیا وہ بی بی بولی کہ مین فقط تیری ملاقات چاہتی
ہون کہ شام تک رہون اور اسوقت کچھ کھایا چاہتی ہون مین نے جلد سب طرح کے میوے
اور کچھ شیشے شراب نفیس کے مہیا کیے پھر ہم دونون بیٹھ کر بڑے لطف سے کھایا پیا کیے اور آدھی

رات کمال عیش مین کٹی پھر ہم دونون سو رہے جب فجر ہوئی مین نے دس اشرفیان نکالکر اُس
بی بی کو دین اُسنے آنکھو پھیرکر کہا مین اشرفیان لینے نہین آئی تھی اور اُلٹی دس اشرفیان اپنی تھیلی
سے نکال کے بزور مجھے دین اور کہا کہ بعد تین دن کے پھر شام کے وقت آؤنگی یہ کہکر رخصت ہوئی
مین اُسکی جدائی مین نہایت بیتاب رہا حتی کہ بعد تین روز کے وہ آئی مین بڑے اشتیاق سے اُسکو
گھر مین لیگیا اور وہ تمام رات ہماری اُسی لطف مین گذری جیسی کہ اگلی رات گذری تھی دوسرے
دن وقت رخصت پھر اقرار کیا کہ تیسرے دن پھر آؤنگی اور دس اشرفیان پھر مجھے دے کر چلی گئی
غرض تیسری ملاقات مین بحالت نشہ مجھ سے کہنے لگی کہ میری جان مین خوبصورت ہون یا نہین
مین نے کہا مین جان و دل سے تجپر فدا ہون تم میری شاہزادی اور ملکہ ہو وہ بولی جب دوسری
بی بی کو جو مجھ سے جان پہچان رکھتی ہے دیکھوگے تو یہ باتین بھول جاؤگے وہ مجھ سے سن مین
چھوٹی اور نہایت نازنین ہے مین اُسکو اپنے ساتھ لاؤنگی تمہارے دیکھنے کا اُسے بڑا اشتیاق ہے
مین نے کہا بی بی جب جا ہو اُنکو لے آؤ لیکن مجھے اُس سے کیا غرض مین تو تجپر فدا ہون اُس
بی بی نے کہا خبردار اسی قول پہ رہنا جب یہ گفتگو ہو چکی تب وہ بی بی مجھ سے رخصت ہوئی
اور اُس روز پچاس اشرفیان مجھے دین اور چلتے وقت مجھ سے کہنے لگی دو روز کے بعد ایک
نیا مہمان تمہارے گھر آئیگا اُسکی ضیافت کی تیاری کر رکھنا مین نے جسدن اُسنے وعدہ
اُس کے لے آنے کا کیا تھا اُس مکان کو جھڑوا اور فرش و فروش سے تیار کر رکھا اور طرح
طرح کے کھانے اور میوے وغیرہ مہیا کیے آخر قریب شام وہ دونون بیبیان آئین اور دونون
نے نقاب کو منھ سے اُٹھایا فی الحقیقت دوسری دس حصہ پہلی سے ہر امر مین زیادہ تھی اگر
ایک نظر میری پہلی پر پڑتی تو کئی بار دوسری پر اور خواہ مخواہ دل اُسکی طرف کھنچتا تھا غرض مین نے
دونون کی شکر گذاری کی اور دونون کو کھانے پر بٹھا کے آپ بھی سامنے نئے مہمان کے
جا بیٹھا اور وہ خوف سے پہلی بی بی کے نظر میری طرف نہ کر سکتی تھی مگر اُسنے شیرین حرکتون سے
میرے دل کو اپنے اوپر فریفتہ کیا اور جب اُسنے جانا کہ مین دل سے اُسکی طرف مائل ہون
تب اُسنے اشارون سے بہت باتین پیار کی مجھ سے کین پہلی بی بی اس حال کو جان گئی
پہلے ہنس کے کہنے لگی کہ تم میری دوستدار بی بی پر آنکھ ڈالتے ہو اپنی قسم کو بھول گئے

مین نے بھی ہنسکر کہا کہ تم ناحق متہم کرتی ہو مجھے کیا منا سب ہی کہ تمھارے خلاف اس بی بی کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھون جب ہم سب خوب شراب کے نشے مین چور ہوے نئی بی بی اور مین چوری سے ایک دوسرے کو دیکھتے اور اشارے کرتے پہلی بی بی کو ایسا حسد ہوا کہ نہایت غصہ مین آکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور یہ کہہ کے کہ مین ابھی آتی ہون میرے گھر سے چلی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد دوسری بی بی کہ میرے پاس بیٹھی تھی رنگ اُسکے چہرے کا بدل گیا اور حالت نزع کی سی ہوگئی مین نے اُسے سنبھالا کہ کرسی سے گر نہ پڑے اتنے مین وہ جان بحق تسلیم ہوگئی مین نے گھبرا کر اپنے آدمیون کو پکارا کہ اُسکو تھانبھین اور باہر نکل کے پوچھا کہ وہ پہلی بی بی کدھر گئی میرے آدمیون نے کہا کہ فلانی گلی سے چلی گئی ہی تب مجھکو معلوم ہوا کہ مقرر اُسی کی بدذاتی سے یہ امر ہوا پچھلے گلاس مین کچھ زہر قاتل ملا کر اُسکو پلا گئی مین اس واردات ناگہانی سے نہایت ڈرا اور کہا کہ دیکھیے کیا مصیبت مجھپر پڑے پھر یہ سوچا کہ جو کچھ کہ ہو سو ہو اب اس بی بی کی لاش کو دفن کر دیا چاہیے تب مین نے صحن مین اُس حویلی کے قبر کھدوا کر اُس بی بی کی لاش کو دفن کر دیا پھر مین نے لباس سفر کا پہن اور زر نقد کو اپنے ساتھ لے باقی اسباب حجرون مین مقفل کیا اور مُہر اپنی اُسپر لگا کے باہر کے دروازے پر بھی قفل لگا دیا اور اُس جوہری کے پاس جو مالک اُس حویلی کا تھا گیا اور ایک برس کا کرایہ پیشگی اُسے دے کر کہا کہ یہ کنجی اُس حویلی کی اپنے پاس امانت رکھنا مین اپنے چچاؤن کے پاس شہر کیرو کو چند مدت کے واسطے جاتا ہون یہ کہکر اُس سے رخصت ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر کیرو کی طرف چلا چند روز کے بعد شہر کیرو مین پہونچکر اپنے چچاؤن سے ملاقات کی وہ دیکھ کر مجھے حیران ہوے اور کہنے لگے کہ تم کیونکر آئے مین نے کہا کہ تمھاری انتظاری مین گھبرا کر چلا آیا اُنھون نے بہت مہربانی فرما کر اقرار کیا کہ ہم سب تمھاری سفارش تمھارے باپ سے کرین گے وہ تمھارے آنے سے یہان بہت ناخوش ہوگا کہ بے اجازت کیون آئے پھر اُسی سرا مین جہان وہ سب تھے مین بھی شب باش ہوا اور شہر کیرو کے عجائب و غرائب اچھی طرح سے دیکھے پھر جب میرے باپ اور چچاؤن نے سب اپنا اسباب بیچکر شہر موصل کے جانے کی تیاری کی مین کہ ہنوز خوب کیرو دیکھ نہین چکا تھا اُنسے چھپ کے اور جگہ جا رہا اور جبتک کہ وہ وہان سے نہ گئے مین اپنے مکان سے نہ نکلا اُنھون نے مجھے بہت ڈھونڈھا

لیکن نہ پایا سب سمجھے کہ شاید وہ اس شرمندگی سے کہ بے اجازت اپنے باپ کے یہان آیا تھا پھر دمشق کو پھر گیا ہم وہان پہونچکر اُسکو اپنے ساتھ گھر لیجاوینگے یہ سوچکر وہ وہانسے چلے مین اُن کے جانے کے بعد شہر کیرو مین تین برس تک رہا اور ہر برس کرایہ حویلی کا دمشق مین اُس جوہری کے پاس بھیجدیا کیا اور لکھ بھیجتا تھا کہ اسباب بہت حفاظت سے رکھنا مین کئی برس اور وہان رہا مگر کوئی واردات مجھپر ایسی نہین ہوئی جیسی مصیبت دمشق مین مجھپر پڑی غرض جب مین شہر کیرو سے پھر دمشق مین آیا تو پہلے اُسی جوہری کے پاس گیا وہ مجھے دیکھکر بہت خوش ہوا اور میرے ساتھ اُس حویلی تک آیا اور مین نے قفل اور مُہر کو بدستور پایا اور بعد چلے جانے جوہری کے جھاڑنے مین اس مکان کے خدمتگار نے ایک مالا طلائی زنجیر کی صورت جسمین دس دانے گول موتیون کے پروئے ہوئے تھے پایا وہ اُسکو میرے پاس لایا مین نے پہچانا کہ وہی مالا ہے جسکو اُس بی بی کے گلے مین جو زہر سے موئی پڑا ہوا دیکھا تھا غرض وہ مالا دیکھکر مین اُس بی بی کو یاد کرکے بہت رویا اور کپڑے مین لپیٹ کر گلے مین ڈال لیا پھر بدستور دمشق مین رہنے لگا یہانتک کہ نقد سب خرچ ہوگیا اور اسباب بیچنے کی نوبت پہونچی تب مین نے پہلے قصد مالا بیچنے کا کیا اور اُسکو چوک مین لیگیا اور ایک دلال کے ہاتھ مین اُس مالے کو دیکر کہا کہ اسکو بیچتا ہون اُس دلال نے کہا اسکا ہر ایک موتی نایاب ہے پھر وہ دلال مجھے جوہری کی دکان پر بٹھا گیا کہ ذرا آپ یہان ٹھہرین مین اس رقم کو بازار مین دکھلا اور اُسکے خریدار کو بہم پہونچا حال قیمت کا جو کچھ ہوگا ابھی آپسے آکر کہتا ہون تھوڑی دیر کے بعد اُس دلال نے آکر مجھسے چپکے سے کہا صاحب قیمت اس مالے کی دو ہزار اشرفی ہے مگر ایک لالچی پچاس اشرفی سے زیادہ نہین دیتا مین نے کہا جس قیمت کو بکے مجھے لا دے وہ دلال سوداگر کے پاس گیا اور کہا مالک اس قیمت پر راضی ہے سوداگر دلال کو پکڑکر کوتوال کے پاس لیگیا اور اُس مالے کو دکھلاکر کہا یہ مالا چوری گیا تھا اب چور چوک مین موجود ہے دو ہزار اشرفی کا مالا پچاس اشرفی پر بیچتا اُسکا دلیل چوری کی صریح ہے کوتوال نے مجھے پکڑ بلواکر پوچھا کہ مالا تیرا ہے مین نے کہا ہان آخر کو کوتوال ظالم نے مجھے اس قدر مارا کہ خوف سے مین نے اقرار چوری کا کیا بموجب اقرار کے دہنا ہاتھ میرا کاٹ ڈالا اور مالا مجھسے چھین لیا تین دن تک مین اُسی گھر مین پڑا تڑپا کیا

آدمی میرے حاکم کے خوف سے مجھے چھوڑکر چلے گئے بعد تین دن کے کیا دیکھتا ہون کہ بہت سے آدمی پولیس کے میرے گھر گھس آئے اور اُنکے ساتھ میرا گھروالا اور وہ سوداگر جسنے مجھپر مالے کی چوری لگائی تھی اُنھون نے آکے مجھے ایک رسی مین باندھ دیا اور بہت سی گالیان دیکر کہنے لگے یہ مالا اس شہر کے حاکم کا ہے تین برس ہوئے ہین کہ وہ کھو گیا تھا اور اُسی وقت سے اُسکی صاحبزادی بھی غائب ہے مین یہ سُنکر سارا دردبھول گیا کہ یہ مصیبت پہلے سے زیادہ ہے پھر اپنے دل کو تسلی دی کہ خیر ہرچہ باد اباد حاکم یا تو میرا قصور معاف کرے گا یا مار ڈالے گا ہر کیف اُنھون نے مجھے حاکم کے سامنے لیجا کر حاضر کیا حاکم نے مجھے نظر رحمت سے دیکھکر چھڑوا دیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ وہی ہے جس نے مالا بیچا تھا سب نے کہا ہان وہی ہے حاکم نے کہا یہ جوان چور نہین ناحق اسپر ظلم ہوا اور حکم کیا کہ جس سوداگر نے اس جوان پر چوری کی تہمت کی تھی اُسکو قتل کرو چنانچہ وہ فوراً قتل کیا گیا اس کے بعد حاکم نے تنہائی مین مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند بیخوف وخطر بیان کر کہ یہ مالا تیرے ہاتھ کیونکر لگا مین نے اُن دونون بیبیون کا حال مفصل بیان کیا حاکم نے سُنکر فرمایا مشیت ایزدی سے کسی کو چارہ نہین ہے پھر مجھ سے متوجہ ہوکر کہا اے فرزند تیری مصیبت سے مجھے بڑا رنج ہوا اب مین اپنا حال بیان کرتا ہون وہ دونون بیبیان میری بیٹیان تھین پہلی بی بی کہ پہلے تمھارے گھر گئی بڑی بیٹی اور دوسری چھوٹی بیٹی ہین نے بڑی کی شادی شہر کیرو مین اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھ کی تھی اتفاقاً اُسکا شوہر مرگیا اور وہ لڑکی [illegible] مین کئی برس رہی اور سیکڑون شرارتین سیکھکر وہان سے میرے گھر آئی اور وہ دوسری بی بی بڑی شور اور نیک بخت تھی بڑی بہن اُسکو بھی بدراہ کرکے اپنے ساتھ باہر [illegible] اُس [illegible] کرنے کو ایکدن گذرا تھا کہ مین نے کھاتے وقت اُسکو پوچھا وہ کہان ہے [illegible] بہن اُسکی [illegible] نے لگی مین سمجھ گیا کہ کچھ مصیبت اُس پر پڑی تب مین نے اُس سے باصرار کہا [illegible] کہ اُسنے ایک آہ ٹھنڈی بھرکے کہا کہ مین اس کے سوا اور کچھ نہین کہہ سکتی [illegible] کل اچھی پوشاک اور دیتون کا مالا پہن کر باہر کہین گئی تھی جب [illegible] سے بہت تلاش کیا مگر کچھ اُسکی خبر نہ پائی بعد کتنی مدت کے اُسکی بڑی [illegible] سے جو اُس کے ساتھ کیا تھا پشیمان ہوئی اور دن رات رویا کرتی اور کھانا [illegible] یہانتک کہ بیمار ہوکے مرگئی پھر اُس حاکم نے فرمایا کہ اے

فرزند مین تیسری لڑکی سے تیری شادی کرونگا وہ لڑکی ان دونون سے چھوٹی اور خوبصورت ہی تم میرے گھر کو اپنا گھر سمجھو میرے بعد وہ اور تم میرے وارث ہو مین نے کہا مین حضور کا فرمانبردار ہون اور آپکی عنایت کا کسی طرح شکر ادا نہین کر سکتا اُسنے گواہ بلوا کر شرعی طور پر اپنی لڑکی کو میرے ساتھ بیاہ دیا اور جو اُس مفتری کذاب کے قتل کرنے سے اُسکی تسلی قرار واقعی ہوئی تھی اُسکی دولت مجھے دلوا دی تمسے وقت ملاقات کے حال عنایت اس حاکم کا نسبت میرے دریافت کیا ہوگا کل ایک آدمی میرے چچاؤن کے پاس سے مجھے تلاش کرنے یہان آیا اور خط اُنکا مجھے دیا جس مین حال میرے باپکے مرنے اور مجھے بلا بھیجنے کا تھا کہ اپنے باپ کے مال و دولت کا آکر وارث ہو مگر میری شادی یہان کے حاکم کی لڑکی سے ہوئی تھی اور جانا وہان سے موصل کو دشوار تھا اسواسطے اپنے چچاؤن کو مین نے لکھ بھیجا کہ میرا آنا کسی طور سے نہین ہو سکتا اور مین یہان آپ کی دعا سے بہت خوش ہون اپنے باپ کا سب ترکہ مین نے اپنی طرف سے تم کو دیا اُس جوان نے حکیم سے یہانتک اپنے حال کو کہکر کہا اب یقین ہے کہ بعد سننے اس حال کے تم کو عذر میرے دہنے ہاتھ نہ دینے کا نبض دکھانے کے وقت بخوبی معلوم ہوا ہوگا جب یہ قصہ تمام ہوا حکیم یہودی نے بادشاہ کاشغر سے کہا یہ قصہ جوان سوداگر موصلی کا ہے جسکو آپکے حضور مین ظاہر کیا اور مین اُسوقت دمشق مین تھا اور اس حاکم کی زندگی تک دمشق مین اُسکے پاس رہا کیا جب اُسنے قضا کی مین وہان سے ملک پارس مین گیا اور سب پارس کے شہرونکی سیر کرکے ہندوستان مین آیا اور وہان سے آپکی دارالریاست مین پہونچا اور طبابت کو کہ میرا پیشہ قدیم تھا اختیار کیا بادشاہ کاشغر نے کہا اگرچہ یہ قصہ عجیب ہے لیکن مثل قصہ اُس کبڑے کے نہین تم سب یاد رکھو کہ مین تم چارون کو عوض خون اُس کبڑے کے قتل کرونگا پھر وہ درزی اُٹھکر بادشاہ کے حضور مین آیا اور اپنے تئین اُسکے قدمون پر ڈالکر کہا اب مین ایک سرگذشت کو عرض کرتا ہون یقین ہے کہ اُسکو سنکر حضور کمال خوش ہون گے

قصہ درزی کی زبانی

درزی نے بیان کیا کہ ایک سوداگر نے اس شہر مین اپنے دوستون کی دعوت کی اور مجھے بھی بلایا پرسون صبح کو مین اُس کے گھر گیا قریب بیس آدمی کے جمع دیکھے مگر صاحب خانہ نہ تھا

ہم سب اُسکے آنے کے منتظر تھے کہ وہ ایک جوان لنگ کو جو بہت حسین اور پوشاک فاخرہ پہنے تھا اپنے ساتھ لایا ہم سب تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوے صاحب خانہ اُس جوان کو اپنے ساتھ دالان مین جہان ہم سب بیٹھے تھے بیجا کے صدر کی جگہ بٹھلانے لگا جوان بیٹھا چاہتا تھا کہ ایک حجام اُسکو نظر پڑا وہ اُسکو دیکھتے ہی پچھلے پانون پھرا اور ارادہ چلے جانے کا کیا صاحب خانہ نے بہت متحیر ہوکے کہا صاحب تم کہان جاتے ہو کھانا تناول کیجیے تیار ہے بغیر کھانا کھلائے مین تم کو جانے نہ دون گا جوان بولا صاحب مین تمھارے گھر مرنے کے واسطے نہین آیا برائے خدا مجھے جانے دو مین صورت نحس اس حجام کی کہ یہان حاضر ہے دیکھ نہین سکتا درزی نے کہا ہم سب اُس جوان کی باتین سنکر متحیر ہوے کہ یہ کسقدر کیون اس حجام سے ناراض ہے چنانچہ اُس سے کہا کہ واسطے سننے حال اس حجام کے ہم مشتاق ہین اُسنے کہا صاحبو میرے لنگڑے ہونے کا سبب یہی حجام شوم ہے اور مین بہت مصیبتون مین اسکے سبب سے بتلا ہوا سو واسطے مین نے عہد کیا کہ جہان کہین یہ نائی ہوگا اُس جگہ مین نہونگا بلکہ اُس شہر کو چھوڑ دونگا صاحبو مین نے رہنا بغداد کا جو میرا وطن تھا اسی کے سبب سے چھوڑا اور اس شہر مین رہنے لگا مگر افسوس یہان بھی یہ دشمن موجود ہے لہذا مین یہان ٹھہر نہین سکتا مجھے معاف کرو کہ مین اسی وقت اور شہر کو چلا جاؤن یہ کہکر ہم سب سے رخصت ہوا اور چاہتا تھا کہ بے اجازت صاحب خانہ کے چلا جائے مگر صاحب خانہ نے دوڑ کر اُسے ٹھہرایا اور مکان علیحدہ مین بڑی توقیر سے کھانا کھلایا اور بعد ازان اُسکو دیکر کہا مین کمال شکر گذار تمھارا ہونگا اگر تم اس حجام کی بدسلوکی کا حال ظاہر کرو اور ہم سب نے بھی شریک صاحب خانہ کے ہوکے اسی امر مین اس جوان سے درخواست کی اور وہ حجام بھی جوان کی باتین سنتا جاتا اور جھکائے سر زمین کی طرف دیکھ رہا تھا آخر وہ جوان اُسکی طرف پشت کرکے بیٹھا اور اسطرح بیان کرنا شروع کیا

قصہ جوان لنگ کا زبانی درزی کے

میرا باپ بغداد مین رہتا اور بہت عزت وحرمت سے بسر ہوتی تھی اور مین ایک ہی اُسکا فرزند تھا جب وہ مرگیا مین لکھ پڑھ کر کار تجارت سے بخوبی واقف ہوگیا تھا اُسنے اپنی زندگی مین سب مال و دولت کو مجھے ہبہ کیا تھا مین بعد انتقال والد کے بہت سمجھ بوجھ کر زر کو صرف

کیا کرتا میرے ایسے چلن سے ہر ایک وہان کے باشندے مجھکو نہایت عزیز رکھتے اور مین باوجود جوانی کے محبت سے عورتون کی کچھ واقف نہ تھا اور نہایت شرم وحیا مجھکو تھی کہ کبھی بیبیونکی صحبت مین نہ جاتا اتفاقاً ایک روز مین ایک طرف جاتا تھا اور دوسری طرف سے بہت سی عورتین آتی تھین مین اپنے تئین اُنسے بچانے کے واسطے ایک تنگ کوچے مین جا کر تخت پہ جو متصل ایک دروازے کے بچھا ہوا تھا بیٹھ گیا اور یہ خیال کیا کہ جب یہ عورتین چلی جاوینگی تو مین پھر اپنے گھر چلا جاؤنگا اتفاقاً وہان ایک کھڑکی میری نظر کے سامنے تھی اور نیچے اُس کھڑکی کے کتنے درخت پھولون کے لگے تھے مین وہ پھول کھلے ہوے وہان سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اتنے مین وہ کھڑکی کھلی اور ایک بی بی پندرہ سولہ برس کی عمر جسپر مین ہزار جان سے عاشق ہوگیا نظر پڑی وہ مجھے دیکھکر

تصویر جوان تخت نشین اور حسین بی بی کی کھڑکی کھولکر دیکھنے کی

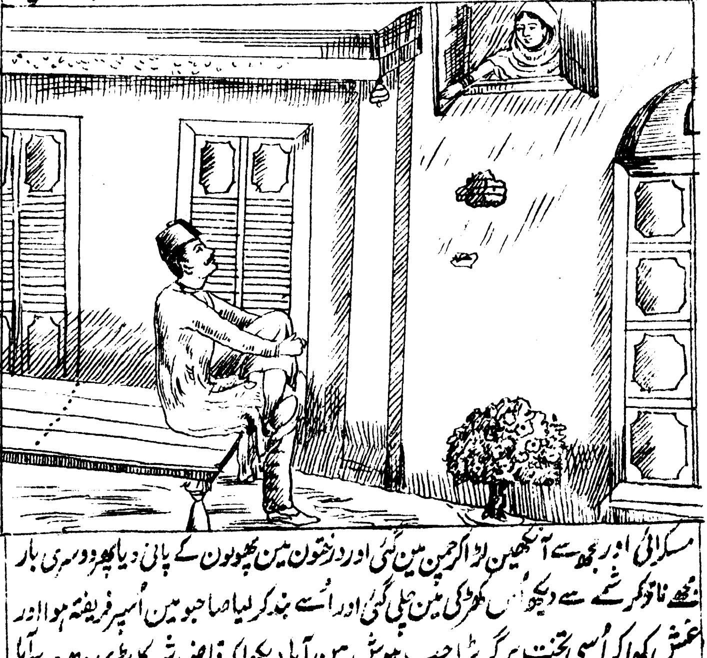

مسکرائی اور مجھ سے آنکھین لڑا کر چمن مین گئی اور درختون مین پھولون کے پانی دیا پھر دوسری بار مجھے ناز وکرشمے سے دیکھ اُس کھڑکی مین چلی گئی اور اُسے بند کر لیا صاحبو مین اُسپر فریفتہ ہوا اور غش کھا کر اُسی تخت پر گر پڑا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ قاضی شہر کا بڑی دھوم سے آیا

اور اُسی گھر مین چلا گیا مین نے قیاس کیا کہ یہ اُس بی بی کا باپ ہی مین وہانسے اپنے گھر اُسی حال
مین آیا اور تپ محرقہ مین مبتلا ہو کے بچھونے پر ایسا گرا کہ ذرا مجھ مین ہوش و حواس نہ رہے میرے
گھر کے لوگ یہ حال دیکھ کر نہایت متردد ہوے اور میرے عزیز و اقربا مجھے دیکھنے دوڑے
آئے اور نہایت مضطر ہو کر پوچھنے لگے میان تمھارا کیا حال ہی اور تمکو دفعۃً کیا ہو گیا ہی مین نے
خاموشی اختیار کی میرے چپ رہنے سے اُنکو زیادہ قلق ہوا اور حکیم لوگ جو دوا دیتے کوئی مفید
نہ پڑتی اور کوئی تدبیر فائدہ نہ بخشتی تھوڑے دنون مین میری طاقت سلب ہو گئی اور
صاحب فراش ہو گیا کئی دن کے بعد ایک بڑی بی کہ میرے گھر کے لوگون سے تعارف رکھتی
تھی اُس حال کو سنکر میرے دیکھنے کو آئی اور بہت غور سے مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھا اور
سوچکر اُسنے میرے گھر کے لوگون سے کہا مین تنہائی مین اسکو پھر دیکھونگی جب سب لوگ چلے
گئے اُس بی بی نے مجھے پھر تلے سے اوپر تک خوب بغور دیکھ کر کان مین میرے کہا میان مین نے
تمھاری صورت کو خوب دیکھا کوئی بیماری نہین مگر یہ کہ کسی بی بی خوبصورت کو دیکھ عاشق ہوے ہو
اگر مجھے تمھاری معشوقہ کا نام و نشان معلوم ہو تو مین تمھاری مدد کرون اب سچ بتاؤ وہ کون سی
بی بی ہی جسپر تم فریفتہ ہوے مین حتی الامکان کوشش کرونگی مین نے اُسکی طرف دیکھ کر ایک
آہ سرد کی اور کچھ نہ کہا مگر اُس نیک بی بی نے اس قسم کی باتین بہت کین یہانتک کہ مین اس سے
کھلا اور اپنی بیماری کا سبب ظاہر کیا اُس پیرزال نے کہا اے فرزند وہ بی بی جسکا تم نے ذکر کیا
بیٹی بڑے قاضی شہر کی ہی اور وہ ایسی ہی نازنین دلفریب بی بی بغداد کی بیبیون مین سے
لیکن وہ اور اُسکا باپ دونون نہایت متکبر اور درشت مزاج ہین اور وہ قاضی اپنی لڑکیونکو
کبھی گھر سے باہر نکلنے نہین دیتا حال اُس بی بی اور اُسکے باپ کا یہ ہے جو مین نے کہا مگر تم
خاطر جمع رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے یہ کہکر وہ پیرزن چلی گئی اور دو تین دن کے بعد وہ پھر آئی
اور مجھ سے کہنے لگی میان وہ لڑکی جسپر تم مرتے ہو بڑی نک چڑھی ہے ہر چند مین نے
بہت کچھ کہا مگر اُسنے ذرا خیال نہ کیا جب تک تمھاری بیماری کا حال کہا کی مجھکے سنا کی
پھر جب ذکر ملاقات کا آیا بہت غصے ہو کر میری طرف دیکھا اور کہا تم نے بڑی گستاخی کی کہ
ایسی بات مجھ سے کہی صاحبو مین مایوس ہو کر قریب مرگ ہوا اور آگے سے زیادہ میری حالت

تباہ ہوئی مگر جب کبھی وہ بڑی بی آتی تو گونہ میری تسلی ہوتی ایک دن وہ آئی اور میرے کان مین چپکے سے کہا کل مین اُس بی بی کے پاس گئی تھی اور ایسا اُسکو باتون مین پھُسلایا کہ اُس نازنین نے جواب دیا مین تو اُس شخص کو جانتی نہین کہ کون ہے اور کہان رہتا ہے مین نے کہا بی بی تم بھولگئین مین نے اُس روز تم سے کہا تھا کہ یہ وہ جوان ہی جو تمھارے دروازے کے سامنے بیٹھا تھا اور تم جب کھڑکی کھولکر اپنے پھولون کو پانی دینے کے واسطے باہر آئی تھین اُسوقت وہ تم کو دیکھ کر عاشق زار ہوگیا اور اُس گھڑی سے تمھاری محبت مین مبتلا ہی اُس محبوبہ نے کہا کہ بی بی تم سچ کہتی ہو میرے ہی عشق مین اُس جوان کا یہ حال ہوا پھر وہ بولی کہ اگر فقط میرے دیکھنے اور مجھ سے باتین کرنے سے اُس جوان کی زندگی ہو تو مجھے کچھ دریغ نہین مین نے کہا اسقدر مہربانی اُسکے حق مین کافی ہی اُسنے ایک سانس ٹھنڈی بھر کر کہا اچھا تم جاکر اُس سے کہو کہ وہ مجھے پھر دیکھ سکتا ہی لیکن بجز بات چیت کرنے کے اور اُمید مجھ سے نہ رکھے جبتک کہ اُس سے کتخدا نہون اور باپ میرا راضی نہو مین نے اُس بی بی کی بہت تعریف کی اور بلائین اُسکی لے کر کہا خدا تمکو سلامت رکھے اب مین جاکر اُسکو یہ خوشخبری دیتی ہون پھر اُس محبوبہ نے کہا جمعے کے دن میرا باپ جامع مسجد مین جاتا ہی وہ جوان اُسوقت تنہا آوے مین اُسکو اندر بلالونگی اور گھڑی پیشتر باپ کے آنے سے رخصت کردونگی اس عرصہ مین مجھے دیکھے اور بات چیت بخوبی کرے جب اُس بڑی بی نے آکر یہ مژدہ مجھ سے کہا صاحبو مین اُسوقت کی خوشی کا حال بیان نہین کرسکتا فوراً مجھ مین طاقت آگئی مین نے اُس بڑی بی کو ایک توڑا اشرفی کا دیکے رخصت کیا اور جمعے کے دن صبح کو اُٹھ کر مین نے چاہا کہ بعد اصلاح اور حمام کے پوشاک نفیس پہن اور عطر ملکر قاضی کے گھر جاؤن اور اس معشوقہ سے بات چیت اپنی شادی کی کرون اور اُسکو راضی پاکر درخواست اُسکی قاضی سے کرون یہ سوچ کر مین نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ جلد ایک حجام ہوشیار کو بلا لا غلام اسی کمبخت حجام کو جو یہان بیٹھا ہی بلا لایا اُسنے آتے ہی بعد سلام علیک کے کہا آپکے بشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے دشمن بہت بیمار تھے مین نے کہا ہان حجام نے کہا حق تعالے آپکو ہمیشہ سب آفتون سے محفوظ رکھے پھر اُسنے کہا اب فرمایئے کہ آپکی حجامت بناؤن یا فصد کھولون مین نے کہا حاجت فصد کی کیا ہے تو جلد میرا خط بنا دیر نکر مجھے ٹھیک دوپہر کو کہین ضرور

جانا ہی یہ حجام تب بھی ہٹ دیرتک بکا کیا اور اپنے ہتھیار نہ کھوسے بلکہ کسوت سے ایک بہت اچھا
اصطرلاب نکالا اور دالان سے اُٹھکر صحن مین گیا اور قریب اوسکو آہستہ رکھا ہوا ارتفاع آفتاب کو
اُصطرلاب سے سمجھ بکمال غرور دالان مین آیا اور کہا کہ خوش ہو جیے اس جمعے کے دن آٹھوین تاریخ
صفر سنہ چھ سو پچاس برس ہجری مطابق سات ہزار تین سو بیس سال اسکندری مین قران اور
اتصال مریخ اور مشتری کا ہوتا ہے اس سے بہتر کوئی اور ساعت موتراشی کے واسطے نہین دوسری
گھڑی مین یہ اتصال برعکس پہلے کے نہایت بد اور نحس آپکے حق مین اور اتصالات کواکب سے
بھی مجھے اسوقت معلوم ہوا کہ آج کے دن آپکے دشمنون پر بڑی مصیبت پڑے گی مگر جان کی خیر
ہے اور وہ بدی کہ تم کو آج پہونچے گی زندگی تک اُسکا رہنا معلوم ہوتا ہی لیکن مجھے اگر اپنے ساتھ رکھیے
یقین ہی کہ مین ان مصائب مین مقابلے کا م آؤن پھر اُس جوان نے یہان تک بیان کر کے
کہا صاحبو ذرا میری پریشانی اور اضطراب پر خیال فرماؤ کہ کس قدر اس حجام نے اپنی بیہودہ گوئی
سے مجھکو ایسی معشوقہ جلیل القدر کی ملاقات سے باز رکھا مین اُس سے ان مزخرفات کو

تصویر حجّام کی مع اصطرلاب اور کسوت وغیرہ کے

سُنکر نہایت غصہ مین آیا پھر ضبط کر کے اُس سے کہا کہ آیا مین نے تجھے مشورے کے واسطے یا
واسطے دریافت کرنے سعد و نحس گھڑی کے بلایا ہی تجھے واسطے حجامت کے طلب کیا ہی یا تو
اپنا کام کر یا چلتا پھرتا نظر آ مین دوسرا حجام بلا لونگا وہ منھ مین کف بھر لا کر بولا اتنا غصہ آپ کیون
کرتے ہین تم نہین جانتے مجھ ایسا حجام کبھی آپ کو نہ ملے گا مجھ مین بہت کمال ہین جن کا حال تھوڑا سا
آپ کی خدمت مین بیان کرتا ہون طبابت نجوم صرف نحو بلاغت فصاحت منطق اور تمام
علوم ریاضی خصوص ہندسہ ہیئت علم حساب ستارہ شناسی ان سب علمون مین مجھے تکمیل ہے
اور سوا اسکے علم تاریخ والی سلاطین ماضیہ بلکہ تمام عالم کی مجھے اچھی طرح سے علوم اور علوم حکمت کے
سب یاد ہین اور سب مسئلون شرعی اور علوم سینہ بسینہ سے آگاہ ہون غرض کوئی علم دنیا مین ایسا
نہین کہ جسکو مین خوب نہین جانتا آپکے باپ غریق رحمت ہون جنکو مین اکثر یاد کرکے روتا ہون میری
لیاقت خوب جانتے تھے اور میری بہت قدر کرتے اور اپنے سے کبھی مجھے جدا نہ کرتے تھے چاہتا
ہون کہ آپکے ساتھ رہ کر اُن امور مین جو تمھارے مد نظر ہین شریک ہو کر کسی طرح کی
آفت تم پر نہ آنے دون یہ مزخرفات اسکی سُنکر باوجود غصے کے مین بے اختیار ہنس پڑا اور
کہا کب تک اے بکی تو بک بک کرے گا اور شطاک بنائے گا اُسنے جواب دیا سبحان اللہ
آپنے مجھے بکی کہا میرے چھ بھائی ہین اُنکے نام سُنیے بڑے کا نام بکبک دوسرے کا بکبارہ تیسرے
کا بوباک چوتھے کا الکوز پانچوین کا السنجر چھٹے کا شاکاک ہے یہ سب البتہ بڑے بکی ہین اور مین ان
سب مین چھوٹا اور بہت کم سخن ہون درزی نے کہا اُس جوان نے جماعت سے خطاب
کیا صاحبو ذرا انصاف کرو کیا دیکھو اس بکبک کے اپنے تئین چپکا اور کم گو تصور کرتا ہی تب مین نے
اپنے دل [illegible] سے غلام سے کہا تین اشرفی اسے دیکر رخصت کر آج مین حجامت نہ بنواؤن گا حجام
بولا صاحب کیا فرماتے ہین مین موجب طلب کے آیا ہون اور قسم ہی مجھے جو تمھاری بغیر حجامت
بنائے یہان سے جاؤن تمھارا باپ میری لیاقت سے خوب آگاہ تھا اگر وہ مرحوم کبھی اپنی فصد
کھلوانے کو مجھے طلب کرتا تو اپنے پہلو مین مجھے بٹھاتا اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتا اور میری
باتین حکمت آمیز سُنکر نہایت خوش ہو کے فرماتا کہ مشکل ہے ترے قابل دنیا مین نہین مین عرض
کرتا کہ بندہ تو اس لائق نہین مگر آپ براہ بندہ نوازی کیا فرماتے ہین یہ سنکر تبسم [illegible]

انھی مجھ سے آپکے والد ماجد ایسے راضی ہوے کہ سو اشرفی اور ایک بھاری خلعت دیا ایکبار
اُنکی فصد کھولنے سے مین مالا مال ہوگیا چنانچہ ابتک اُنکو یاد کرتا ہون یہ قصہ بھی کہکر وہ حجام چپ ہوا
فوراً دوسری کہانی باندھی اور بکنا شروع کیا یہانتک کہ آدھا گھنٹا گذر گیا اور مین بہت پریشان
ہوکر سوچا کہ اس ظالم نائی سے بملائمت پیش آیا چاہیئے تب نرمی سے مین نے کہا کہ اب اپنی حکمت
تمام کیجیے اور میری حجامت بنا دیجیئے مجھے ایک بڑا کام درپیش ہے وہ نابکار ہنسا اور کہا
مجھے معلوم ہوا کہ تم کو کوئی بڑی مہم درپیش ہے لیکن اُس سے مجھے بھی آگاہ کیجیے اور اپنے
تئین آزاد نہ رکھیے بلکہ مجھ سے مشورہ لے کر کار بند ہوجیے جیسا کہ تمھارے باپ دادا ہر امر مین مجھ سے
اصلاح لیا کرتے تھے آپ بھی مجھے اپنا فرمانبردار سمجھیے اور دل کی بات مجھ سے کہیے مین نے کہا اے
عزیز تو بکتے بکتے میرا مغز چاٹ گیا اور میرے بہت کام حرج کیے یہ کہہ کے مین نے اُٹھ کر غصے مین
اپنا ایک پانون زور سے زمین پر مارا حجام بھیا کہنے لگا کہ آپ ناخوش نہ ہوجیے اب مین جلد
آپکا خط بنائے دیتا ہون پھر اُسنے میرا سر بھگو کر مونڈنا شروع کیا اور تھوڑا مونڈ کر ٹھہر گیا اور کہا
ان خیالات فاسد کو جو آپکے دل مین گذرتے ہین دور کیجیے اور میری ہمدردی کا خیال نہ فرمایئے
مین نے کہا چل زیادہ نہ بک پھر اُسنے کہا کیا آپ کو کوئی بڑا ضروری امر درپیش ہے مین نے
کہا ہان بار بار کیون پوچھتا ہے اُس موذی نے کہا صاحب اتنا گرم نہو مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ بے مجھے
پوچھے اُس کام مین قدم رکھین اور خطا پائین اسواسطے کہ جو کوئی بے تامل کام کرتا ہے ندامت اُٹھاتا
ہے اسلیے آپ مجھے اُس سے آگاہ کیجیے تین ساعت ابھی دوپہر مین باقی ہین اسقدر جلدی کیا ہے
مین نے کہا تو بک بک نہ کر تو حجامت میری جلد بنا دے تب اُسنے اصطرلاب کو رکھکر استرے کو اُٹھا
لیا اور میرا آدھا سر مونڈ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور آفتاب کی طرف دیکھ کہا ابھی دوپہر مین تین گھڑی کامل
باقی ہین مین نے کہا مین نجوم کا قائل نہین میرے نزدیک وہ علم جھوٹا ہے اور رمل بھی اُن کے بہت
باتین سخت سُست اُسکو کہین تب اُسنے کہا اے میرے صاحب اتنی گرمی نفرمایئے ذرا
ٹھنڈے ہوجیے مین ڈرتا ہون کہ مبادا کہین آپ کی بیماری پھر عود نکرے یہ کہکر اُس نے
اصطرلاب کو اپنی کسبت مین رکھا اور پھر سر مونڈنے لگا مگر چپ نہوا اگر ایک بال مونڈتا تو دس
باتین کرتا آخر کو کہنے لگا کہ اگر مجھے ہمراہ لیجیے اور اپنے کار ضروری سے آگاہ کیجیے تو آپکو بہت باتین

مین تعلیم کرونگا مین نے ناچار ہوکر اُس کمبخت حجام کے دھوکا دینے کے لیے کہا بعضے دوستون
میری صحت کی تقریب مین دعوت کی ہی اور وہ منتظر میرے آنے کے ہین حجام یہ سُنکر اُچھل پڑا
کہنے لگا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے آپنے اسوقت خوب یاد دلایا مین نے کل کے دن پانچ
اپنے دوستون کی دعوت کی تھی اور آج مین بھول گیا تھا ابتک کچھ تیاری کھانیکی نہین کی پھر
نے کہا یار دسترخوان تیار ہی مین سب کھانا تجھے دلوا دونگا اور شراب بھی بہت اچھی تجھے ملے گی
بشرطیکہ میری حجامت جلد بنا دے حجام خوش ہوا اور کہا خدا آپ کو سلامت رکھے مین ان کھانون
کو ذرا دیکھ لون مین نے کہا ایک حلوان ہی اور چھ مرغ آختہ اور بارہ مرغ خانگی اور وہ سب کئی
آدمیون کو کفایت کرینگے پھر مین نے اپنے غلام سے کہا وہ سب کھانے اور چار شیشے شراب
اس حجام کو دیجیو اُس نے کہا بہت خوب پھر حجام نے کہا کچھ میوے اور ظروف بھی عنایت ہون میر
نے اُسکی بھی پروانگی دی وہ نجس لئیم حجامت کو چھوڑ ہر ایک چیز دیکھنے لگا غرض اُس ملعون نے
اسی بہانے سے آدھی گھڑی میری اور بھی ضائع کی پھر میرے غصہ کرنے پر حجامت بنانے لگا
تھوڑی دیر کے بعد اُسترے کو رکھکر کہنے لگا افسوس ہی اگر آپ کے والد ماجد جیتے رہتے تو مین کبھی
محتاج نہوتا مگر الحمد للہ کہ آپ نے بھی میری عزت کی مین نے سوا تمھارے اور تمھارے باپ کے
آجتک کسی سے کچھ نہین لیا اور حال میرا مانند زنطوٹ کے ہی کہ تما ہون مین دلالی کیا کرتا تھا یا
مانند سلے کے کہ جو بھنے چنے گلیون مین بیچا پھرتا تھا یا مثل سالور یا قلہ فروش کے یا مثل شاہترہ
فروش کے یا مانند ابو مکری کے کہ رستون مین پانی چھڑکتا تھا یا مانند قاسم کے کہ خلیفہ کا پاسبان تھا
سب ہمیشہ اچھی طرح سے رہتے اور ناچا گایا کرتے سب لوگ بغداد کے اُنکو ضیافتین کھلاتے اور اُن
سب مین ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ بہت کم سخن تھے مانند اس غلام کے اب مین ایک گیت الٰہی و نایج
زنطوٹ دلال کا گاتا ہون آپ اسکو سنئے پھر اُس حجام نامعقول نے گانا اور ناچنا مثل زنطوٹ
کے شروع کیا ہرچند مین نے غصہ ہوکے اُس سے کہا اپنا مسخراپن موقوف کر مگر وہ کب سنتا تھا
یہانتک کہ اُس نے نقل پوری کی پھر کہنے لگا کہ اب مین ان سب کو جنکا حال مین نے کہا جا کہ بلا عو
کرتا ہون اور آپ بھی اسی ضیافت مین شریک ہوجئیے ورنہ آپ کے دوست بالکل کر بہت
رنج دینگے آپ کے دشمنون کو بیمار ڈالدینگے آپ بندگی گھر تشریف لے چلیے مین باوجود غصہ

ہنس دیا اور کہا مجھے تیری دعوت بدل قبول ہے کسی دن تیرے گھر میں آؤنگا آج معذور ہون تو
حجامت میری بنا اور اپنے گھر جا اُس نے پھر بلجاجت کہا کہ انکار نہ کیجیے ضرور چلیئے میرے گھر کی
مجلس کا تماشا دیکھکر آپ بہت خوش ہونگے مین نے کہا بیہودہ کیون بکتا ہے مین آج تیرے گھر
کسی طرح جا نہین سکتا اوس نے کہا خیر اگر آپ میرے گھر نہین چلتے تو مجھے اپنے ساتھ لے چلیئے مین اب یہ
سب کھانے جو آپ نے دیے ہین اپنے گھر لیے جاتا ہون اور اپنے مہمانون کو کھلاکر بہت جلد
آتا ہون مین تمھین اکیلا جانے نہ دونگا اب مین آپ خوش ہون یا ناخوش مین بہت دق ہوا تمام
بدن میرا اسی کی بک بک اور زٹل مین کٹا پھر اس نالائق سے کہا خدا کے واسطے میری حجامت بنا اور
اپنے گھر جا مین تنہا جاؤنگا مین نہین چاہتا کہ کسی کو اپنے ساتھ لیجاؤن حجام نے کہا کیا خوب
آپ مجھ سے ہنسی کرتے ہین صاحب جب آپکے دوستون نے آپکی دعوت کی ہے تو وہ مجھ ایسے
آدمی سے بہت خوش ہونگے اسلیے کہ مین علم مجلس خوب جانتا ہون میرے لطیفون سے
اُنکو نہایت خوشی حاصل ہوگی مین مقرر آپ کے ساتھ چلونگا صاحبو مین نہایت گھبرایا کہ
دیکھیے کس طرح اس حجام موذی سے مجھے نجات ہوگی پھر سوچا کہ بدون نرمی کے اُس سے
رہائی متصور نہین اتنے مین پہلی اذان نماز جمعے کی ہوئی مین نے اُسکی اچھی بُری بات کا کچھ جواب
نہ دیا یہانتک کہ اُس ملعون نے میری پوری حجامت کی تب مین نے کہا میرے آدمی سے
سب کھانا لیکر اپنے گھر جا اور اُنکو کھلاکے جلد آ کہ مین تیرا منتظر رہونگا جب وہ حجام اپنے گھر
گیا مین جلد نہا دھوکر کپڑے پہن منتظر سُننے دوسری اذان کے بیٹھا وہ بدذات حجام اپنے گھر سے خبر میری
رکھتا تھا یہانتک کہ آگے گلی مین کہ میرے گھر سے ملی ہوئی تھی چھپ رہا جب مین بن ٹھن کے اپنی
معشوقہ کے گھر کی طرف روانہ ہوا وہ شکیلہ سے میرے پیچھے ہو لیا جب مین قاضی کے گھر پہونچا
تو پھر کے دیکھتا کیا ہون کہ وہ شریر بھی چلا آتا ہے مین نے لاحول پڑھی اور نہایت غصہ ہوا مگر
اسجگہ کہنے سننے کا کچھ موقع نہ پایا قاضی کے گھر کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا جب دروازے پر
پہونچا وہ بڑی بی کہ میری منتظر تھی مجھے اُس معشوقہ کے پاس لیگئی ہم دونون کمال ذوق وشوق
سے باتین کر رہے تھے کہ دفعتہ ایک شور و غل آدمیون کا سُنا وہ معشوقہ اور مین دونون اُٹھکر کھڑکی سے
دیکھنے لگے اول قاضی کو دیکھا کہ نماز جمعے کی پڑھکر اپنے گھر آیا بعد اسکے اُس حجام کو دیکھا کہ مقابل

اس لڑکی کے اُسی تخت پر جسپر مین نے بیٹھ کر پہلے پہل اُس بی بی کو دیکھا تھا بیٹھا ہی تب مجھکو دو طرح کا خوف پیدا ہوا ایک تو قاضی کے پہونچنے کا دوسرے اس حجام ملعون کے آنیکا غرض اُس بی بی نے میرے لیے دور اندیشی کی راہ سے ایک جگہ سوچ رکھی تھی کہ وقت ضرورت کے کام آوے جسوقت قاضی اپنے محل مین آیا اتفاقاً اپنے غلام کو کہ اُسنے کچھ شوخی کی تھی خوب مارا اُس غلام نے ایسا شور وغل کیا کہ گلی تک اُسکی آواز پہونچی حجام شوم یہ سمجھا کہ قاضی کو حال میری جانیکا اُس لڑکی کے پاس معلوم ہوا اور وہ فریاد و فغان میری ہے یہ تصور کرکے حجام بہت چلّا کے رویا اور اپنے کپڑے پھاڑ کر سر پر خاک اُڑائی اور محلے کے لوگون کو اپنی مدد کے واسطے پکارا کہ وہ سب دوڑے آئے اور پوچھنے لگے کہ خیر تو ہی اُس نے رو کر کہا کہ میرے آقا کو مار [illegible] صرف اسی قدر کہہ کے میرے گھر دوڑا گیا اور اسی طرح وہان بھی کہا میرے اقربا اور نوکر جا کر یہ بات سنکر سب کے سب لاٹھیان لے قاضی کے گھر پر دوڑ پڑے اور نہایت غصے سے قاضی کا دروازہ توڑنے لگے قاضی نے ایک غلام کو فرمایا کہ باہر جا کر دیکھ کہ یہ کون لوگ ہین غلام اُنکو

تصویر قاضی کے دروازے پر مجمع کی

دیکھکر بہت ڈرا اور اندر جا کر قاضی سے کہا خداوند قریب دس ہزار آدمیوں کے آپ کے دروازے پر کھڑے دروازہ توڑنے کا قصد کرتے ہیں قاضی نے دروازے پر آکے پوچھا کہ سبب اس ہنگامے کا کیا ہی میرے آدمی کہ نہایت طیش میں تھے بولے کہ اے ملعون ہم کہتے کسواسطے ہمارے خاوند کو تو نے مارا اُس نے تیرا کیا کیا تھا قاضی نے کہا میں نے تمھارے آقا کو جبکی میں نے شکل بھی نہیں دیکھی کب مارا میں دروازہ کھولتا ہوں تم اُسکو ڈھونڈھ لو حجام نے غریب قاضی کو گالیاں دیکر کہا تیری بیٹی میرے میاں پر عاشق ہی اُسنے اپنی ملاقات کیواسطے اُسے دوپہر کو بلایا تھا تو نے اُسے خوب مارا بیٹا اگر اپنا بھلا چاہتا ہی تو میرے میاں کو چھوڑ دے نہیں تو ہم سب تیرے گھر جا کے اُسے نکال لائینگے اور تیری اُس میں بڑی فضیحتی ہوگی قاضی نے کہا اگر تو سچا ہی تو اپنے میاں کو میرے محل سے ڈھونڈھکر نکال لا یہ حجام اور میرے اقربا غصے میں اُسکے گھر گھس گئے اور ہر ایک کونے میں ڈھونڈھنے لگے میں بنظر ذلت ایک صندوق میں جا چھپا وہ ملعون ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اس حجرے میں جس میں وہ صندوق تھا آیا اور صندوق کو تھوڑا سا کھولکر دریافت کیا کہ میں اُس میں چھپا ہوں جھٹ اُسکو اپنے سر پر اُٹھا لیا اور زینے کی راہ اس مکان بلند سے تلے اُترکر صحن میں آیا اور وہاں سے باہر کے دروازے کی طرف ہو کوچے کیطرف بھاگا لیچلا اتفاقاً کنڈی صندوق کی کھل گئی اُسوقت میں صندوق سے نکل کر منھ اپنا چھپا کوچے کی طرف بھاگا پیچھے میرے بھیڑ آدمیوں کی لیے ہوئے وہ حجام موذی دوڑا آتا تھا ایک نالی کے پھاندنے میں ایسا گرا کہ میرا پانوں ٹوٹ گیا اُسپر بھی آدمی پیچھے میرے ہنستے ٹھٹھا مارتے دوڑتے آتے تھے اور میں بھاگا جاتا تھا جب دیکھتا کہ بہت نزدیک پہونچ گئے ہیں ایک دو مٹھی روپے پیسے اُنکی طرف پھینک دیتا وہ اُن کے چننے میں مشغول ہوتے میں لنگڑاتا لنگڑاتا آگے کو نکل جاتا پھر جب وہ دوڑ کر میرے پاس پہونچتے پھر اس حیلے سے اُنکو باز رکھتا پھر جب میں دور نکل گیا تو لوگوں نے تھک کر پیچھا نہ کیا مگر کمبخت حجام مانند سایے کے پیچھے میرے لگا چلا جاتا تھا اور پکار پکار کر کہتا کہ صاحب دوڑو نہیں اور دیکھو میری نمک حلالی اور عرق ریزی کو کہ کس طرح آپ کو قاضی کے ہاتھ سے بچایا میں نے آگے عرض کیا تھا کہ اگر مجھے آپ ساتھ اپنے نہ لیجائینگے تو دشمن آپکے بڑی مصیبت میں پڑینگے یہ سب فضیحتی تمھاری حماقت سے ہوئی اب بھی مجھ سے نہ بھاگیے غرضکہ اسطرح

وہ کمبخت حجام تمام ماجرا سب کو جیون مین کہتا ہوا پیچھے میرے چلا آتا تھا اور مجھے رسوا کرتا تھا یہانتک کہ تمام شہر کے لوگ میری رسوائی پر مطلع ہوئے اس ملعون پر ایسا مجھے غصہ آتا تھا کہ ٹھہر جاؤن اور کچا اسے چبا جاؤن مگر اس مین بھی اپنی فضیحتی سمجھتا تھا اسواسطے مین وہ راہ چھوڑ کر اور طرف کو بھاگا تب بھی اُس حجام نے میرا پیچھا نہ چھوڑا اور بکتا چلا آتا تھا لوگ اُسکی باتین سُنکر میرا تماشہ دیکھتے اور انگشت نما کرتے غرض عجب طرح کی فضیحتی مین اُسکے ہاتھ سے مین پڑا تھا آخر مین ایک سرا مین کہ صاحب اُسکا اپنے دروازے پر کھڑا تھا اور مجھ سے جان پہچان رکھتا تھا چلا گیا اور اُس سے کہا کہ للہ مجھے اس دیوانے سے کہ میرے پیچھے چلا آتا ہے بچاؤ تب اُس نے اُس حجام کو للکارا اور بہت سی گالیان اسکو دیکر میرے تعاقب سے باز رکھا تب مین نے ذرا دم کو راست کیا پھر اُس دوست نے مجھسے پوچھا کہ صاحب تمھارا یہ کیا حال ہی مین نے سب سنا کر اپنا حال مفصل اُس سے کہا اُسنے کہا صاحب بہتر یہ ہی کہ تم اپنے گھر جاؤ مین نے کہا کہ یہ ظالم حجام وہان بھی مجھے نچھوڑیگا اور مین نے اس بدذات کے ہاتھ سے اتنی رسوائی نہین اُٹھائی کہ مین پھر اس شہر کے رہنے والونکو اپنا منھ دکھاؤن پھر کیفیت چند روز اُس سرا مین رہا جب مجھکو آرام ہوا تب مین نے خرچ بہت لیکر بغداد کو چھوڑا اور اس شہر مین آیا اور مجھکو یقین تھا کہ پھر اس بدنصیب حجام سے دوچار نہونگا مگر خوبی قسمت کہ یہان بھی شکل نظر آئی تو بڑی صاحبو تم ان سب مصیبتون کو کہ اُسکے ہاتھ سے مجھپر پڑین خوب خیال کرو کہ حجام ایسا موذی ہی بدذات ہی وہ معشوقہ کہ میرے ساتھ شادی کرنے کو راضی تھی اسطرح ہاتھ سے گئی اور لنگڑا ہوا اور شہر اور اقربا اور دوست سب چھوٹے یہ کہکر وہ لنگڑا جوان اُٹھکر چلا گیا صاحبخانہ نے اُسکے ہمراہ دروازے تک جاکے بہت سی معذرت کی درزی نے کہا جب وہ جوان چلا گیا ہم سب نے اُسکا اور اُس حجام کا حال سُنکر بہت تعجب کیا اور بعد اُسکے اُس حجام کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر یہ سب باتین جوان کی سچ ہین تو تو بڑا بدذات اور واجب الاحتراز ہی اُس حجام نے سر اُٹھا کر کہا صاحبو جو کچھ اس جوان نے اپنا حال کہا سب سچ ہی سر مو اس مین فرق نہین اب مین تمکو منصف ٹھہراتا ہون اگر مین اس کی مدد نہ کرتا تو ایسی جگہ خوفناک سے کیونکر جانبر ہوتا خیر اسی پر گذری کہ لنگڑا ہوا اور جان سے مارا نہ گیا صاحبو جب مین نے اسکی آواز رونے اور چلانے کی سُنی تب مین نے اسکی مخلصی کے لیے یہ سب جانفشانی کی اُسکے عوض میری شکایت کرتا ہی طرفہ یہ کہ مجھکو بکی مقرر کیا حالانکہ مین ساعت

بھائیون مین کم گو مشہور ہون اب تمھارے سامنے اپنا قصہ اور اُن چھ کا بیان کرتا ہون

قصہ حجام کا روبرو جماعت کے

عہد خلافت مین مستنصر باللہ کے جو داد و دہش مین محتاجون کی مشہور تھا دس قزاق گرد نواح شہر بغداد کے رہزنی کرتے تھے اور ایک مدت سے اُنکے ظلم سے وہان کے باشندے شاکی و نالان تھے خلیفہ حال قزاقون کا سُنکر بہت غضب مین آیا اور کوتوال کو فرمایا کہ جلد اُن دسون قزاقونکو گرفتار کرکے عید الضحیٰ کے روز حاضر کر ورنہ تیری گردن مارونگا کوتوال نے کہ بہت ہوشیار تھا فوراً اپنے سپاہیون کو اُنکی گرفتاری کے لیے بھیجا اتفاقاً نوین تاریخ ذی الحجہ کے کہ روز عرفہ کا ہے قزاقون کو پکڑ کر کشتی پر سوار کیا اور عید کے دن علی الصباح اُن دسون قزاقون کو مرد آدمی سمجھکر مین بھی بے کہے سنے اُس کشتی پر سوار ہوا جب کشتی کو سِتّے کر خلیفہ کے محل کیطرف لیچلے اُسوقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ سب قزاق ہین واسطے قتل ہونے کے پکڑے آئے ہین جب ہم سب کشتی سے کنارے پر اُترے سپاہیون نے آکر ہم سبکو گھیر لیا اور ایک ایک کی مشکین باندھکر خلیفہ کے حضور مین لیگئے اور مین بھی باندھا گیا اور مجھ زبان سے نہ بولا غرض جب ہم سب خلیفہ کے سامنے حاضر کیے گئے اُسنے جلاد کو فرمایا کہ ان دسون ٹھگونکی گردن مارے اُسنے ہم سب کو برابر صف باندھکر بٹھایا میری خوش نصیبی سے جلاد نے مجھے آخر صف مین بٹھایا پھر سرے سے اُسنے گردن مارنا شروع کیا جب دس سر کاٹ چکا میرے پاس آیا اور ٹھہر گیا خلیفہ خفا ہوا کہ کیون ایک کو چھوڑ دیا جلاد نے عرض کیا کہ مین نے دس آدمیونکو قتل کیا حضور گن لین بادشاہ نے دس مقتول کو دیکھکر مجھسے فرمایا کہ اے پیر مرد تو تو قزاق نہین کیون مقتل مین آیا مین نے عرض کیا خداوند مین دھوکے سے کشتی مین بیٹھ گیا تھا خلیفہ بہت ہنسا اور میرے چپ رہنے پر تعجب کیا تب مین نے کہا غلام نے بخلاف اپنے چھ بھائیون کے خاموشی اختیار کی ہے جسکے سبب سے مین بہت معزز رہتا ہون بادشاہ بہت خوش ہوا اور فرمانے لگا اب کہو کہ تمھارے اور بھائی اس صفت مین مثل تمھارے ہین یا نہین مین نے کہا ہرگز نہین وہ سب بکی ہین اور خلقت مین بھی میرے اور اُن کے بہت فرق ہے ایک کبڑا دوسرا توتلا تیسرا کانا چوتھا اندھا پانچوان بوچا چھٹا خرگوش کی طرح چلتا ہے اُسکے حالات اگر حضور سنین تو اُنکے رتبون کو پہچانین اُمیدوار اجازت کا ہون تا اُن سب کا حال جُدا جُدا بیان کرون مین نے اسبات کو خیال کرکے کہ شاید بادشاہ اجازت کہنے کی دے مرے جلد کہنا شروع کیا

قصہ حجّام کے پہلے بھائی کا جو کبڑا تھا

خداوند میرا بڑا بھائی بکبک نامے کبڑا تھا اور پیشہ درزیون کا کیا کرتا جب وہ پیشہ خیاطی سیکھ چکا تب اُس نے ایک دکان کرائے پر لی جو متصل ایک پن چکی کے واقع تھی ہنوز اُسکا کام بخوبی نہ چلتا تھا اور اپنی گذر بڑی مشکل سے کیا کرتا اور پن چکی والا بہت خوش مرفہ حال تھا اور بی بی اُسکی نہایت خوبصورت تھی ایک دن میرا بھائی اپنی دکان پر بیٹھا کام کر رہا تھا کہ نظر اسکی پن چکی والے کی بی بی پر جو کھڑکی مین بیٹھی ہوئی تھی پڑی وہ اُس پر عاشق ہو گیا اُس عورت نے کہ عفیفہ تھی کھڑکی بند کر لی اور کچھ التفات نکیا اور اُس احمق نے اُسکے عشق مین کام کرنا چھوڑ دیا اور کھڑکی کی طرف مُنھ کر کے بیٹھ رہا اُسدن وہ عورت پھر نظر نہ پڑی مگر دوسرے دن وہ کھڑکی کھول کر درزی کی طرف دیکھکر سمجھ گئی کہ وہ مجھے نظر بد سے دیکھتا ہے دل مین بہت ناخوش ہوئی مگر بظاہر مسکرائی درزی بھی ہنسا اور اشارہ بدکاری کا کیا وہ شرما کے کھڑکی سے اُٹھکر چلی گئی درزی سمجھا کہ عورت مجھے چاہتی ہے یہ خیال کر کے بہت خوش ہوا اُس عورت نے چاہا کہ اُسے سزا دے اُسنے کئی پارچہ قیمتی لونڈی کے ہاتھ اس کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جلد میرے واسطے پیراہن موافق اس نمونے کے تیار کر دے میرا بھائی سمجھا کہ عورت مجھے چاہتی ہے بڑی محنت کر کے شام تک سی کر دوسرے روز جب لونڈی پیراہن لینے آئی اس نے پیراہن دیکر کہا بعد سلام کے اپنی بی بی سے کہیو کہ اپنا سب کپڑا مجھ سے سلوایا کرین مین بہت جلد سی دیا کرونگا وہ لونڈی تھوڑی دور جا کر پھر آئی اور کہا مین بھول گئی تھی میری بی بی نے تمسے پوچھا ہے کہ تمھاری رات کیونکر گذری مین تمام شب بیقرار رہی نیند نہین آئی وہ سادہ لوح بہت خوش ہوا اور یقین ہو گیا کہ وہ بھی مجھپر عاشق ہے اور لونڈی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ مین تمھارے عشق مین چار دن سے مطلق نہین سویا وہ لونڈی رخصت ہوئی اور پھر آکر پیغام پہونچایا کہ میری بی بی اس پیراہن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور وہ بہت ٹھیک اُسکے بدن مین آیا اب اُسنے ایک ٹکڑا اطلس کا دیا ہے کہ اسکا میرے واسطے جلد شلوار سی کر بھیجدے میرا بھائی اُس ٹکڑے کو بھی لیکر سینے لگا اُسوقت اُسکی معشوقہ نے کھڑکی مین آکر اپنے تئین اُسکو دکھایا تا زیادہ اُسکو اشتیاق ہو اور کام جلد تیار ہو یہانتک کہ وہ شلوار تیار ہو گئی اور وہ لونڈی آکر اُسے لے گئی اور کچھ مزدوری نہ دی اُس نادان عاشق کو بسبب تہیدستی کے اُس روز کچھ غذا میسر نہوئی شام کو کچھ قرض دام کر کے کھانے کی تدبیر کی دوسرے دن

پھر وہ جوان لونڈی اُسکے پاس آئی اور کہا میرا میان تجھے بُلاتا ہے کہ اپنے کپڑے تجھ سے سلوائے
اور میری بی بی چاہتی ہے کہ اسی بہانے تیری آمد و رفت ہمارے گھر مین ہو اور یہی سبب تمھارے
حصول مطلب کا ہو میرا بھائی لونڈی کے ساتھ پن چکی والے کے گھر گیا اُسنے بڑی خاطر کرکے ایک تھان
کپڑے کا دیا کہ مجھے بیس عدد قمیض اس تھان مین سے دے اور جو کپڑا بچے پھیر دیجیو میرے بھائی نے
پانچ سات دن کے عرصہ مین بیس عدد قمیض اسکو سی دیے پھر اُسنے ایک تھان اور دیا کہ کئی شلوار
سی دے وہ اُنکو بھی سی کرکے گیا چکی والا نہایت خوش ہوا اور حساب کرکے کئی درہم اُسکو دینے لگا
لونڈی نے اشارے سے میرے بھائی کو منع کیا کہ اگر تو اسکی مزدوری لیگا تو تو اپنے مقصد کو نہ پہونچیگا
میرے احمق بھائی نے کچھ نہ لیا بلکہ قیمت سوت کی بھی نہ مانگی اور وہانسے رخصت ہو کر میرے پاس
آیا اور کہا لوگون نے مجھ سے سلوائی اب تک کچھ نہین دی تو مجھے کچھ قرض دے مین نے کئی پیسے دیے وہ
اُن پیسون کو کئی دن تک صرف مین لایا ایکدن میرا بھائی اُس عورت کے گھر گیا اُسکا شوہر چکی چلانے
مین مشغول تھا اُسنے جانا کہ اپنی مزدوری لینے آیا ہے اُسنے کئی درہم دینا چاہے مگر اُس
لونڈی نے پھر منع کیا کہ زنہار نہ لیجیو میرے بھائی نے چکی والے سے کہا مین اسواسطے نہین آیا
صرف تمھاری خیر و عافیت پوچھنی منظور تھی چکی والے نے ادائے شکر کرکے پھر ایک قبا سینے کی فرمائش
کی وہ اُسکو بھی دوسرے ہی دن تیار کرکے لے گیا پھر چکی والے نے چاہا کہ اُسکو اُجرت دے لیکن بسبب
اشارے لونڈی کے کہ وہ قطامہ ہر وقت حاضر رہتی تھی میرے بھائی نے کچھ نہ لیا اور بھوکا [illegible]
پھر گیا اور چکی والے کی جورو کو کہ عفیفہ اور شریفہ تھی میرے بھائی کو بسواسے مزدوری نہ
دینے کے سزا دینا منظور ہوا اور چاہا کہ مزہ نیت فاسد کا اُسے چکھائے ایک روز
اپنے خاوند کو میرے بھائی کے ارادے سے مطلع کیا خاوند یہ حال سنتے ہی غصے مین
آیا اور ایک روز میرے بھائی کی شام کے وقت دعوت کی اور اُسکو اپنے گھر بلوایا جب
رات کو سب باہم بیٹھ کے کھانا کھا چکے چکی والے نے اُس [illegible] جان رات
بہت آئی ہے اب یہین آرام کرو اور ایک بڑی جگہ [illegible] اور آپ
جاکے اپنی بی بی کے ساتھ سویا پھر آدھی رات [illegible] میرے بھائی کو [illegible] اُٹھایا اور
کہا اے ہمسائے آج کی رات [illegible] اگر
تم مہربانی سے اس چکی کو تھوڑی دیر تک چلاؤ [illegible] میرے بھائی [illegible] حاضر [illegible]

بشرطیکہ تم مجھے طریق چکی چلانیکا بتا دو چکی والے نے رسی چکی کی میرے بھائی کی کمر مین مانند خچر کے باندھی اور کہا اس چکر کے گرد دوڑتا چکی چلے اور ایک چابک اُسکی پیٹھ پر مارا تب وہ چلایا کہ مارتے

تصویر بکبک کی چکی مین خچر کی طرح باندھے جانے کی

کیون ہو چکی والے نے کہا اے بھائی بس مت چلا اک جست ہوکے گھوموگے بکبک یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور پانچ سات چکر تو چلا لیکن آخر تھک کے بیٹھ گیا تب پھر اُسنے ایکدم مین چابک خوب زور سے اُسے مارے اور کہا چل گھومو اور مت ٹھہرو غرض اُس چکی والے نے ساری رات پھر اُس کے ساتھ یہی معاملہ کیا اور صبح کے وقت اُس غریب بچارے کو اسیطرح بندھا ہوا چھوڑ کر اپنی بی بی کے حجرے مین چلا گیا اتنے مین وہ لونڈی آئی اور اُسکو کھولکر کہا دیکھو مین اور میری بی بی کیسے رحمدل ہین تم کو اس حال مین دیکھ نہ سکے بکبک نے کچھ جواب نہ دیا اسواسطے کہ اُسنے ایسا صدمہ اُٹھایا تھا کہ اُسکو طاقت بولنے کی نہ تھی تھوڑی دیر کے بعد وہان سے اُٹھ کر اپنے گھر آیا خلیفہ نے میرے بھائی کا حال سُنکر کہا کہ انعام عید کا لیکر اپنے گھر جا تب مین نے عرض کیا خداوند جب تک مین اپنے سب بھائیون کا حال حضور مین بیان نہ کرونگا نہ انعام لونگا نہ رخصت ہونگا غرضکہ عجیب ہے ما

مین نے قصہ اپنے دوسرے بھائی کا کہنا شروع کیا

قصہ حجام کے دوسرے بھائی کا جسکا نام بکبارہ تھا

خداوند میرا دوسرا بھائی جو بلا بکبارہ نام ایکدن پھرتا ہوا کسی کوچے مین شہر کے جا نکلا ایک بڑھیا نے پہلے اُس سے صاحب سلامت کی بعد اُسکے کہا مین تیرے فائدے کی بات ایک کہا چاہتی ہون بشرطیکہ تو اُسپر عمل کرے میرے بھائی نے کہا فرماؤ مین اُسکو بسر وچشم بجا لاؤن گا بڑھیا نے کہا تو میرے ساتھ ایک محل مین چل مالک اُس محل کی ایک بی بی جوان نہایت حسین اور خوش طبع ہے وہ تیرے ساتھ بڑا سلوک کریگی تو بڑا آدمی ہو جائیگا مگر ایک شرط ہے کہ وہ بی بی ہنسوڑ کھلنڈری ہے تجھے ہنسنے کی اور اُسکی مصاحبین اور خواصین بھی تیرے ساتھ کھیلین کودینگی تو کچھ بُرا نہ مانیو بکبارہ شرط کو قبول کر کے بڑھیا کے ساتھ ایک بہت عالیشان محل کے اندر گیا جب کئی ڈیوڑھیان اُسنے طے کین پھر بڑھیا نے اُس سے اُسی شرط کو کہا کہ خبردار اس بی بی اور اُسکی خواصون کے ہنسنے سے ناخوش نہونا وہ تجھے نہال کر دیگی بکبارہ نے کہا دیکھو تو مین کس طرح سے اُسے راضی رکھتا ہون پھر وہ عورت اُسکو محل کے اندر لے گئی میرے بھائی نے اُس محل کی وسعت اور تیاری دیکھکر نہایت تعجب کیا اور آگے محل کے ایک پائین باغ بھی بہت خوب تھا غرض بڑھیا نے اُسکو ایک دالان مین لیجا کر کہا کہ تو یہین بیٹھا رہ مین اُس بی بی سے خبر کرتی ہون میرا بھائی اُس مکان کی ہر ایک چیز کو دیکھکر خوش ہوتا اتنے مین اُسنے آواز خواصون کی سُنی کہ اُسکی طرف چلی آتی ہین جب نزدیک اُسکے پہونچین اُسکی صورت مضحک کو دیکھکر سب کھلکھلا کر ہنسنے لگین اور اُن خواصون کے حلقے مین ایک نوجوان بی بی کو کہ بہت حسین تھی لباس شاہانہ اور جواہرات گرانبہا پہنے ہوئے تھی دیکھا اُسکی شان وشوکت سے اُسنے جانا کہ سردار اور مالک یہی ہے اور بہت خواصون کو کہ جوان اور حسین اور بھاری بھاری جوڑے اور زیور پہنے ہوئے گرد وپیش اُسکے تھین دیکھکر ششدر رہا جب وہ بی بی نزدیک دالان کے پہونچی میرے بھائی نے جھککر اُسکو مجرا کیا اُس بی بی نے بیٹھنے کو فرمایا اور مسکرا کے کہا ہم تمھین دیکھکر بہت خوش ہوے اور جو کچھ تم کہو وہ ہم تمھین دین بکبارہ نے عرض کیا غلام سوا حاضرباشی کے کچھ نہین چاہتا اُس بی بی نے فرمایا مین بھی یہی چاہتی ہون پھر اُس نے حکم کیا کہ کھانا لاؤ خواصون نے سب چیزین کھانے کی لا کر اُسکے

آگے رکھین اُسنے میرے بھائی کو بھی اجازت بیٹھنے کی دی خواصون نے اُسکو دوسری طرف دسترخوان
کے بٹھایا جہان سے وہ بی بی مقابل تھی جب اُسنے منھ اپنا کھانے کیواسطے کھولا تو بی بی نے دیکھا کہ ایک
دانت اُسکے منھ مین نہین اُسنے اپنی خواصون کو اشارہ کیا وہ سب دیکھکر ہنسین اور یکبارہ گھڑی گھڑی
اُس بی بی کی طرف دیکھتا اور اُسکو ہنستا پاکر یہ تصور کرکے کہ میری صحبت سے وہ خوش ہوکر ہنستی ہے بہت
اپنے دل مین خوش ہوتا پھر اُس بی بی نے واسطے بے تکلف ہو جانے یکبارہ کے خواصون کو اشارہ
کیا کہ ہٹ جاؤ تا یہ شخص اچھی طرح سے کھانا کھائے اور مجھ سے باتین کرے پھر نہایت مہربانی سے
اچھے اچھے کھانے اور طرح طرح کے میوے اپنے ہاتھون سے اُسے دیے اور ہنس ہنس کے اُس سے
باتین کرنے لگی پھر کھانے کے بعد گانے والیان گانے بجانے لگین اور بعضی ناچنے اور میرا بھائی بھی مزے
مین آکر اُن سب کے ساتھ ناچنے لگا فقط وہ بی بی بیٹھی ہوئی سب کا تماشا دیکھتی تھی جب وہ خوب سا
ناچین گائین اور دم لینے کے لیے ذرا بیٹھ گئین اُس بی بی نے ایک گلاس شراب کا پہلے آپ پیا
اور ایک گلاس میرے بھائی کو دیا میرے بھائی نے گلاس لیکر اُس کے ہاتھ چومے پھر اس گلاس کو پیا
اور بغرض ادائے شکر آداب بجا لاکر سامنے اُسکے باادب کھڑا ہوا اُس بی بی نے اپنے پہلو مین اُسکو حکم بیٹھنے کا کیا
وہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور وہ بی بی کمال ناز سے ہاتھ اپنا اُسکے گلے مین ڈالکر آہستہ آہستہ طمانچے منھ مین
اُسکے مارنے لگی میرا بھائی اُسوقت خوشی سے پھولا نہ سماتا اور خیال کرتا کہ دنیا مین مجھ سے کوئی زیادہ صاحب
نصیب نہین اور شراب کے نشہ مین چاہتا تھا کہ وہی معاملہ اُس بی بی نازنین کے ساتھ کرے۔
لیکن بسبب رعب خواصون کے جرأت نہین پاتا وہ بی بی پھر زور زور سے طمانچے مارنے لگی تب وہ
ناخوش ہوکے دور اُس بی بی سے جا بیٹھا اُس بڑھیا نے جو اُسکو لیگئی تھی اشارون سے اُسکو آگاہ کیا کہ تو
شرط کو بھول گیا وہ احمق پھر اس بی بی کے پاس آیا اور بہت معذرت کی تب اُس بی بی نے اُسکو اپنے
نزدیک اپنے بٹھا کر بہت مہربانی ظاہر مین اُسکے ساتھ کی اور خواصون نے طرح طرح کے کھیل کیے
آخر اُن سبھون نے میرے بھائی کو مسخرا بنایا کوئی اُسکی ناک اور کوئی کان پکڑ کر کھینچتی اور کوئی اُسکو
طمانچے مارتی میرے بھائی نے اُس بڑھیا کی طرف دیکھا بڑھیا نے کہا ابھی کیا ہوا ہے دیکھ آگے کیا کیا مزے تجھے
یہ بی بی دکھائے گی پھر اُس جوان بی بی نے کہا تو زود رنج مجھے معلوم ہوتا ہے دیکھ تو تھوڑے مزاح کے واسطے
کسقدر تلطف تیرے حال پر مین کرتی ہون مگر تو خفا ہو جاتا ہے تب میرے بھائی نے کہا

خداوند مین حاضر ہون جسمین آپکی خوشی ہو وہ کیجیے اُس جوان بی بی نے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا
کہ اگر تو ہماری خوشی چاہتا ہی تو ہمارے شل ہو جا یہ کہکے اپنی کنیزون سے کہا جلد عطر اور گلاب لاؤ
ایک شیشی عطر کی لائی دوسری گلاب کی اُس بی بی نے عطر لے کر اپنے ہاتھ سے میرے بھائی
کے خوب سا لگایا اور گلاب اُسکے مُنھ پر چھڑکا میرا بھائی خوشی سے آپ مین نہین سماتا تھا پھر
اُس بی بی نے خواصون کو گانے بجانے کے لیے فرمایا وہ گانے بجانے لگین اور دوسری ایک کنیز کو
بلا کر کہا کہ اسکو لیجا اور جس طرح تجھے معلوم ہی بنا سنوار کر میرے پاس لے آ یکبارہ یہ سُن کے جلد اُٹھ
کھڑا ہوا اور اس بڑھیا سے پوچھا کہ اُس بی بی نے میرے حق مین کیا حکم کیا اُسنے اسکے کان مین کہا
وہ بی بی چاہتی ہی کہ تجھے عورت بنائے اب یہ کنیز تیرے ابروؤن کو نقش و نگار کریگی اور تیری
مونچھین مونڈ کر تجھے لباس عورتون کا پہنائے گی میرے بھائی نے کہا مونچھون کے مونڈنے مین
قباحت ہی مین برا معلوم ہونگا بڑھیا نے کہا خبردار ذرا انکار نہ کیجیو ہماری بی بی تجھپر مرتی ہی وہ مین اسکے
اب یہی ہی کہ تجھے مالا مال کر دے تو اس بی بی کو کہ تیری معشوقہ ہی ناخوش نکر یکبارہ راضی ہوا اور کہا جو چاہو
سو کرو تب وہ کنیز اُسکو ایک حجرے مین لے گئی اور اُسکے ابروؤن کو سُرخ رنگ کر اس پر نقش
و نگار کیے پھر اُسکی مونچھین مونڈ ڈالین اور ڈاڑھی مونڈ عورت کے کپڑے پہنا اور بناؤ سنگار اُسکا
کر اُس بی بی کے حضور لیگئی وہ میرے بھائی کو اس ہیئت مین دیکھ ہنستے ہنستے لوٹ گئی اور
لونڈیان گرد اسکے تالیان بجانے لگین میرا بھائی اُنکے حلقے مین کھڑا تھا اس بی بی نے کہا تو نے
میری بڑی خاطر کی بلکہ مجھے گنہگار کیا کہ میری خاطر یہ سب باتین اختیار کین اب ایک بات رہی
کہ اُسکے کرنے سے میری پوری خوشی ہو گی یعنے بے تکلف ہو کر میرے روبرو ناچ وہ ہاتھ اُٹھا ازناک
پر انگلی رکھ ناچنے لگا وہ بی بی اور سب خواصین بھی ملکر اُسکے ساتھ ناچنے لگین اور ہنستے ہنستے دیوانی ہو گئین
جب وہ سب ناچ چکین سبھون نے اُس غریب کو خوب مارا اور ایک دوسرے کو اُسپر ڈھکیلنے لگین
اُس بڑھیا نے انکو اس حرکت سے باز رکھا اور بظاہر حمایت کی اور اُن خواصونکو جھڑکا یہانتک کہ
میرے بھائی کو اُن کی حرکتون سے ناخوش نہ ہونے دیا اور آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ جو کچھ ہونا تھا
اب سب ہو چکا عنقریب صلہ اسکا تجھے ملے گا مگر ایک بات فقط کرنے کو رہی یعنی ہماری بی بی جب
روز شراب پیتی ہی اُسکے نشے مین کسی کو اپنے نزدیک نہین آنے دیتی مگر اُس کو جو ننگا ہو کے

اُسکے پاس جاوے اور اُسکے پکڑنے کا قصد کرے لیکن وہ اُس سے آگے آگے بھاگتی ہی کبھی دالان
مین اور کبھی ایک حجرے سے دوسرے حجرے مین یہانتک کہ وہ بی بی تھک کر کھڑی ہو جاتی ہی اور
وہ شخص اُسکو پکڑ لیتا ہی اب وہ تیرے آگے سے ہو کر بھاگے گی تو برہنہ ہو کر اُسکے پیچھے دوڑ کر پکڑ لیجیو
میرے بھائی نے سب کپڑے اپنے اُتار فقط ایک شلوار بدن مین رہنے دی اور سے قصد دوڑنے کا
ہوا تب وہ بی بی بھی اُسکو دھوکا دیکر بیس قدم اُسکے آگے ہو کر دوڑی میرا بھائی بھی اُسکے پیچھے
دوڑا اور وہ خواصین بھی اُسکے ساتھ تالیان بجاتی ہوئی دوڑین وہ بی بی دو تین دفعہ
گرد دالان کے گھوم ایک چھتے مین کہ بہت تاریک تھا چلی گئی میرا بھائی بھی اسیطرح پیچھے اُسکے
دوڑ کر اُس مکان تاریک مین گیا وہ بی بی تو اُس مکان سے اور راہ مین ہو کر اپنے محل مین نکل
آئی مگر میرا بھائی اُس راہ سے واقف نہ تھا اُسی اندھیرے مکان مین دوڑتا رہا یہانتک کہ کچھ اُسکو وہان
نہ سوجھتا تھا کہ مین کدھر جاتا ہون اور وہ بی بی کہان ہی آخر ایک طرف کچھ روشنی دیکھ کر اُسکی طرف
دوڑا اور اُس مکان کے دروازے سے باہر نکل گیا اور نکلتے ہی اُسکے وہ دروازہ فوراً بند ہوا اب میرے
بھائی نے اپنے تئین چمارون کی گلی مین پایا چمار اُسکو برہنہ اور داڑھی مونچھ منڈا اور بھوین رنگین اُسکی دیکھ کر
بہت متحیر ہوے اور تالیان بجانے لگے اور بعضے اُسکے پیچھے دوڑ کر تسمون سے اُسے مارنا شروع کیا پھر گدھے پر

تصویر یکبارہ کی کہ برہنہ گدھے پر سوار اور گرد اُس کے چمار رہتے

اُسپے سوار کرکے شہر کو لے گئے اتفاقاً شور و غل کرتے ہوئے ایک کوچے سے کہ متصل مکان قاضی کے تھا اُسکو لیکر نکلے قاضی نے سب چماردن اور میرے بھائی کو پکڑ کر بُلوایا اور حال پوچھا چماردن نے سب حال بیان کیا قاضی نے فرمایا کہ ایک سو تازیانے اُسکے پانون پر مار کے شہر بدر کردو اور پھر اس شہر مین کبھی نہ آنے پائے اُس حجام نے خلیفہ مستنصر باللہ سے کہا کہ یہ قصہ میرے دوسرے بھائی کا تھا پھر اُسنے جلد قصہ اپنے تیسرے بھائی کا اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ حجام کے تیسرے بھائی کا جسکا نام بوبک تھا اور اندھا تھا

خداوند میرا تیسرا بھائی اندھا تھا اور اسکو بوبک کہتے تھے وہ دربدر شہر کے بھیک مانگا کرتا اور ہمیشہ گلیون مین اکیلا پھرتا اور دروازہ کھٹکھٹا کر جبتک گھر ارستا اور کچھ منھ سے نہ بولتا یہانتک کہ صاحب خانہ دروازہ کھولکر بھیک دیتا اتفاقات سے ایک دروازے کو جا کر کھٹکھٹایا صاحبخانہ نے کہ اکیلا گھر مین تھا آواز دی کون ہی میرے بھائی نے جواب نہ دیا دوسری بار دروازے کو پھر کھٹکھٹایا صاحب خانہ نے پھر پوچھا کہ کون ہی پھر بھی وہ نہ بولا تب گھر والے نے دروازہ آکر کھولا اور میرے بھائی سے کہا تو کیا مانگتا ہی اُسنے کہا فقیر ہون خدا کی راہ پر کچھ خیرات دو اُسنے کہا کہ مجھے تو اندھا معلوم ہوتا ہے میرے بھائی نے کہا سچ ہی پھر اُسنے کہا ہاتھ پھیلا میرے بھائی نے ہاتھ کو آگے بڑھا دیا وہ ہاتھ اُسکا پکڑ زینے سے کھینچتا ہوا بالاخانہ پر لے گیا بوبک سمجھا کہ شاید مجھ کو کچھ کھانا کھلائیگا مگر اُس گھر والے نے اوپر لیجا کر میرے بھائی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور پوچھا کہ تو کیا مانگتا ہی اُسنے دعا دیکر کہا خیرات مانگتا ہون اُسنے کہا میری بھی دعا ہی کہ خدا تجھے بینا کر دے تب میرے بھائی نے کہا اتنی بات دروازے ہی پر مجھ سے کہنی تھی تا مین تکلیف چڑھنے کی زینہ سے نہ اُٹھاتا تب اُسنے کہا مین نے تو دوبارہ تجھ سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا مانگتا ہی تو کچھ نہ بولا یہانتک کہ تو نے مجھکو تکلیف اُترنے کی دی پھر میرے بھائی نے کہا میان آخر کچھ بھی دوگے اُسنے کہا میرے پاس کچھ بھی نہین تب میرے بھائی نے کہا مجھے نیچے اُتار دو اُسنے کہا تو آپ اُتر جا میرے بھائی نے ناچار ہو کر زینے سے اُترنا شروع کیا آدھی دور سے اُسکا پانون پھسلا اور نیچے کو گرا اُسکے سر اور کمر مین خوب چوٹ لگی اور بڑا صدمہ اُٹھایا اور وہانسے اُٹھ کر گھر والے کو برا بھلا کہتا ہوا آگے چلا اتفاقاً راہ مین دو اندھے کہ میرے بھائی کے دوست تھے ملے اُسکی آواز پہچانکر کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ آج تجھکو بھیک مین کیا ملا میرے بھائی نے اُنسے سارا قصہ بیان کر کے کہا آج مجھے تمام دن کچھ نہین ملا

پھر میرے بھائی نے اُن دونوں اندھوں کو قسم دیکر کہا کہ تم میرے گھر چلو اور کچھ نقد اُنکو دیا کہ میرے واسطے کچھ کھانے کو مول لاؤ اور جاننا چاہیئے کہ وہ شخص جو میرے بھائی کو بالاخانے پر لیگیا تھا ایک چور تھا نہایت فیلسوف بوبک کے پیچھے ہولیا اور اُن اندھوں کی لاعلمی میں اُنکے ساتھ لگا ہوا گھر کے اندر جہاں میرا بھائی رہتا تھا گیا بوبک نے اپنے ہمراہیوں سے کہا خوب دیکھ بھال کے دروازہ باہر کا بند کرو چور یہ بات سُنکر بہت سٹ پٹایا اور ایک رسی موٹی کہ چھت میں بندھی تھی دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر لٹک رہا وہ تینوں اندھے دروازہ بند کر لاٹھیوں سے چاروں کونے خوب ٹٹول کے ایک جگہ بیٹھ گئے چور بھی رسی کو چھوڑ کر میرے بھائی کے پاس چپکا آبیٹھا میرا بھائی جب سمجھا کہ کوئی غیر یہاں نہیں ہے باتیں بھید کی کہنی شروع کیں کہ تم دونوں نے مجھکو امین سمجھکر اپنا زر میرے پاس رکھا تھا میں نے اب تک جسطرح ہو سکا رکھا اب نہیں رکھ سکتا ہوں تم اسکو گن کر لیلو بوبک اُس گدڑی کو جس میں دس ہزار درہم تھیلیوں میں رکھ دیے تھے اٹھا لایا اور اُنکے آگے رکھ دیے اُنھوں نے کہا ہمکو تمھاری دیانت پر بڑا یقین ہے تولنے اور گننے کی کچھ حاجت نہیں وہ دونوں تھیلیوں کو اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کے پھر اسیطرح گدڑی میں کہ جس جگہ میں کہ پہلے تھی رکھ آئے اسکے بعد میرے بھائی نے کہا مجھے بھوک لگی ہے کچھ کھانا میرے لیے بازار سے مول لاؤ ایک اندھے نے کہا کل فلانے امیر نے مجھے خوان کھانے کا بھیجا تھا اسمیں سے بہت سا باقی ہے ہم تینوں کو بخوبی کافی ہوگا یہ کہکر اُسنے اپنی جھولی سے روٹیاں پنیر سمیت نکالکر رکھیں پھر میوے نکالے اور تینوں نے باہم بیٹھکر کھانا شروع کیا وہ چور بھی آگے بڑھ کے اچھی اچھی چیزیں کھانے لگا لیکن بوبک آواز چبانے کی اُسکے منھ سے سُنکر چونکا اور دل میں کہنے لگا کہ یہاں کوئی اجنبی معلوم ہوتا ہے یہ کہتے ہی جھٹ چور کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسپر چڑھ بیٹھکر پکارا کہ چور چور اور خوب سے اُسے مُکے لگائے اور اُن دونوں اندھوں نے بھی اُسے مارا اور شور وغل کیا چور بھی حتی المقدور اُن تینوں کو باری باری سے مارتا اور غل مچاتا کہ لوگو دوڑو چور مجھے مارے ڈالتے ہیں ہمسایے چاروں طرف سے دوڑ پڑے اور دروازے توڑ کر اندر آئے اور پوچھا کہ کیا ماجرا ہے میرے بھائی نے کہا صاحبو جسکو میں پکڑے ہوئے ہوں یہ چور ہے واسطے چُرانے ہمارے درہموں کے جو ہم نے بھیک مانگ کر جمع کیے ہیں آیا ہے چور نے دونوں آنکھیں بند کر اپنے تئیں بھی مکر سے اندھا بنا لیا اور کہا کہ صاحبو یہ اندھا جھوٹا ہے قسم خدا کی میں بھی ایک انکے ہمراہیوں اور رفیقوں سے ہوں میرا حصہ مجھکو

دیجیے

نہین دیتے اور ان تینون نے مجھے خوب مارا اور چور ٹھہرایا ہی تم سب للہ میرا انصاف کرو ہمسائے کے
لوگ چارون کو کوتوال کے پاس لے گئے جب وہ چارون وہان کھڑے کیے گئے چور نے کہ اپنے
تئین مکر سے اندھا بنایا تھا خود بخود کہا خداوند ہم چارون برابر مجرم ہین اگر آپ چاہتے ہین کہ ہم چارون
کا جرم آپ پر کھل جاوے تو ایک ایک کو حکم مارنے کا فرمایئے تا ہر ایک اپنا حال سچ سچ کہدے پہلے مجھ سے
شروع کیجیے میرے بھائی نے چاہا کہ کچھ بولے لوگون نے اُسے کچھ کہنے نہ دیا اور مار چور پر پڑنے
لگی جب قریب تین سو کوڑے کے اُسپر پڑے تڑپنے لگا پہلے ایک آنکھ کھولی پھر دوسری کھولکر
حاکم سے عرض کیا خداوند اب معاف فرمایئے مرجاؤنگا حاکم آنکھین اُسکی چنگی بھلی دیکھکر کے حیران ہوا اور
بولا کہ اے حرامزادے یہ کیا مکر تو نے کیا اُسنے عرض کی کہ اگر آپ قصور میرا معاف کرین تو مین کچھ کہون قاضی
نے قصور معاف کیا تب چور نے کہا سچ یون ہی کہ مین اور یہ تینون میرے ساتھی جنکو آپ سب اندھا جانتے
ہین سب بینا ہین ہم چارون نے اپنے تئین اندھا بنایا ہی کہ جسکے گھر مین چاہین چلے جائین اور ہم چارون آدمیون
نے اس بہانے سے آجتک دس ہزار درہم جمع کیے ہین آج مین انکے پاس دو ہزار پانسو درہم اپنا
حصہ مانگنے آیا تھا اُنھون نے اس خوف سے کہ مبادا کہین ہمارا افشار راز کرے اُسکے دینے مین انکار کیا
جب مین نے اصرار کیا ان تینون نے ملکے مجھے خوب مارا اب مین اُمیدوار ہون کہ از راہ انصاف دو ہزار پانسو
درہم کہ میرا حق ہی ان تینون سے دلوا دیجیے اور اگر آپ چاہتے ہین کہ میرے ساتھی بھی سچ کہین تو انکو بھی
مارنے کا حکم کیجیے پھر دیکھیے کہ سب ہی آنکھین کھولکر حق بات کہین گے میرے بھائی اور ان دونون اندھون
نے چاہا کہ قاضی سے اُسکا فریب ظاہر کرین قاضی نے نہ سُنا اور کہا کہ تم بڑے شریر ہو اپنے تئین مکر سے اندھا
بنایا ہی میرے بھائی نے کہا خداوند یہ جھوٹا ہی ہم تینون خدا کی قسم اندھے ہین ہر چند میرے بھائی نے
کہا سُنا مگر مفید نہوا قاضی نے حکم کیا کہ سو سو کوڑے ان تینون کو مارین تینون پر مار پڑنے لگی قاضی نے
دیکھا کہ ہمقدر انپر مار پڑی اور انھون نے مطلق آنکھین نہ کھولین معلوم ہوتا ہی کہ بڑے سرکش ہین اور
چور نے وقت پاکے کہا ای میرے رفیقو کیون اپنی جان دیتے ہو آنکھین کھولو مار سے بچو پھر اُس چور نے
قاضی سے کہا کہ خداوند یہ تینون بڑے سخت جان والے ہین اگر آپ انکو مار ڈالین گے تب بھی یہ
آنکھین نہ کھولین گے اب بہتر یہ ہی کہ انکا قصور معاف ہو آپ ایک آدمی کو میرے ساتھ کیجیے دس ہزار
درہم جو اُنھون نے چھپائے ہین لا کے آپ کے حضور مین حاضر کردن قاضی نے ایک

پیادے کو اُسکے ہمراہ کردیا وہ جاکے دس توڑے درہموں کے وہان سے اُٹھالایا قاضی نے دو ہزار پانسو درہم گنواکے چور کو دیے اور باقی آپ لیے اور اُن تینون اندھوں کو مار پیٹ کے شہر بدر کردیا حجام نے خلیفہ کے حضور مین عرض کیا خداوند جب مین نے خبر پائی تو ڈھونڈھتا ہوا بوبک کے پاس گیا اور اسکو مخفی شہر مین لایا اور اُسکی بیقصوری قاضی کے حضور مین گواہون سے ثابت کی تب قاضی نے اُس چور کو خوب سزا دی مگر اڑھائی ہزار درہم اُس سے واپس نہ کیے بخوف اسکے کہ مبادا اس چور کی بدذاتی سے مجھپر کسی طرح کی آفت نہ پڑے خلیفہ اس قصہ کو سنکر بہت ہنسا اور چاہا کہ مجھے انعام دے کر رخصت فرمائے مگر مین نے اپنے چوتھے بھائی کا قصہ اسطرح بیان کرنا شروع کیا

قصہ حجام کے چوتھے بھائی کا جو کانا اور الکوز نام تھا

خداوند میرے چوتھے بھائی کا نام الکوز تھا اور اُسکی ایک آنکھ کانی تھی اُسکی آنکھ اسطرح پھوٹی کہ میرا بھائی پیشہ قصابی کا کرتا تھا اور اُسکو بکری بھیڑ کی پہچان خوب تھی اور مینڈھون کو لڑائی خوب سکھانا جانتا تھا اس سبب سے شہر کے جتنے بڑے آدمی تھے سب مینڈھون کی لڑائی کا تماشا دیکھنے اُسکے گھر آتے اور وہ اچھے اچھے مینڈھے پالتا تھا اور سوا اسکے اچھا فربہ گوشت بیچا کرتا ایک دن وہ اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک بڈھا دراز قد سفید ریش وہان آیا اور چھ سیر گوشت مول لیا اور قیمت اُسکی دیکر چلا گیا میرے بھائی نے وہ درہم کہ نئے اور خوبصورت تھے علیحدہ کسی صندوقچہ مین رکھدیے وہ بڈھا پانچ مہینے تک روز اسیقدر گوشت لیجاتا اور اُسی قسم کے درہم میرے بھائی کو دے جاتا وہ اُنکو ایک ہی جگہ رکھتا جاتا پانچ مہینے کے بعد الکوز نے چاہا کہ اُنھین درہمون سے بھیڑیں مول لے جب اُس نے صندوقچہ کھولا تو درہمون کی جگہ سفید کاغذ کی ٹکلیان پائین حیران ہوا اور اپنا سر پیٹنے اور شور و غل مچانے لگا پھر اپنے ہمسایون سے یہ حال کہا اور وہ ٹکلیان دکھلائین وہ دیکھکر اور زیادہ متعجب ہوئے میرا بھائی رو رو کے دعا مانگتا تھا کہ خدا کرے اسوقت وہ بڈھا مکار آجائے یہ کہ رہا تھا کہ وہ پیر مرد دور سے دکھائی دیا میرے بھائی نے دوڑکر اُسے پکڑا اور آدمیون کے بیچ مین اُسے کھینچ لایا کہ مسلمانو اس بیحیا نالائق آدمی نے دیکھو کیسی دغابازی کی پھر سب حال اُسکے فریب کا بیان کیا پیر مرد نے کہا تیرے حق مین یہی بہتر ہو کہ مجھے چھوڑ دے اور کچھ نہ کہ بلکہ عوض اس بےعزتی کے جو تو نے

میری کی مجھ سے غدر کر اور عفو چاہ ورنہ مین تجھکو اس سے زیادہ فضیحت کرونگا میرے بھائی نے کہا تو کیا بکتا ہی مین کچھ دغا فریب اپنے کام مین نہین کرتا تجھ سے مین ہرگز نہین ڈرتا بڈھے نے کہا تو نہین باز آتا اسی کے درپے ہی کہ مین تیری دغابازی کھولدون یہ کہکے اُس بڈھے نے کہا سُنو مسلمانو یہ قصائی بجائے گوشت بھیڑ بکری کے آدمی کا گوشت بیچا کرتا ہی میرے بھائی نے کہا بڑھاپے مین جھوٹ سے نہین ڈرتا اُسنے کہا مین کاذب نہین تیری دکان پر ایک آدمی کا گلا کٹا ہوا لٹکتا ہی جس کا جی چاہے دیکھ لے پھر جھوٹ سچ معلوم ہو جائے میرے بھائی نے ایک بھیڑ ذبح اور صاف کر کے اپنی دکان پر حسب معمول لٹکائی تھی الکوز بہت غصہ ہوا اور بڈھے سے کہا تو بڑا جھوٹا ہی مجھپر تہمت لگاتا ہی غرض وہ سب لوگ اُس بڈھے کو پکڑے ہوے میرے بھائی کی دکان پر آئے دیکھا کہ فی الواقع ایک آدمی کا گلا کٹا ہوا میرے بھائی کی دکان پر لٹک رہا ہی وہ بڈھا جادوگر تھا اُسنے سب لوگون کی نظر بندی کر دی تھی جیسا کہ اُسنے کاغذ کی ٹکلیان درہم کر کے دکھائی تھین لیکن یہ امر کسی کے خیال مین نہ آیا پھر ایک شخص نے اُس جماعت سے غصے مین آکر میرے بھائی کو خوب مارا اور کہا اے بدذات تو ہمین آدمی کا گوشت کھلایا کرتا ہی اُس بڈھے نے بھی میرے بھائی کو خوب مارا یہان تک کہ ایک آنکھ میرے بھائی کی پھوٹ گئی پھر اُسکو قاضی کے پاس پکڑ کر لے گئے اور اُس آدمی مذبوح کو بھی جو جادو سے دکھائی دیتا تھا اُسکے ساتھ قاضی کو لیجا کر دکھلایا قاضی نہایت غصے مین آیا اور حکم دیا کہ پانسو تازیانے الکوز کو مارکر اونٹ پر چڑھاؤ اور بعد تشہیر کے شہر بدر کر دو ہرچند اُس غریب نے قاضی سے اُس بڈھے کی دغابازی کا حال کہا مگر قاضی نے کچھ نہ سُنا جسوقت یہ واردات الکوز پر گذری تھی مین بغداد مین نہ تھا وہ اپنے تئین کسی ویرانے مین چھپا کر مخفی رہنے لگا یہانتک کہ اُسکی پیٹھ کے زخم اچھے ہوے اور اُسمین طاقت چلنے کی ہوئی تب اُس نے قصد اور شہر کا کیا رات کو پوشیدہ راہون مین چلتا جب ایک شہر مین جہان کہ اُسکو کوئی نہین پہچانتا تھا پہونچا تو چند روز برے حال سے وہان کاٹے ایک دن اُس شہر مین چلا جاتا تھا کہ آواز گھوڑون کے سُم کی سُنی پیچھے پھر کے دیکھا کہ بہت سے سوار اُسکے پیچھے چلے آتے ہین ڈرا کہ شاید میری ہی گرفتاری کے واسطے انکا قصد ہی اُسنے اپنے تئین افتان و خیزان ایک پھاٹک تک پہونچایا اور اندر جا کر اُس دروازے کو بند کر لیا اور وہان سے ایک بڑے مکان کے اندر جاتا تھا کہ جا دے دو پیادون نے آکر اُسے پکڑا اور کہا آپ یہان تشریف لائے ہین تین دن سے

ہم تمھاری ہی تلاش مین تھے میرا بھائی بہت حیران ہوا اور اُن پیادون سے کہا تمنے اور کے دھوکے اور شبے سے مجھے پکڑا ہی تب اُنھون نے کہا ہم تجھے خوب جانتے ہین اور تیرے ساتھی چور اور رہزن ہین معلوم ہوا کہ تو نے ہمارے میان کا جو کچھ مال تھا چورا کر اُسکو فقیر کر دیا اب تو اسکی جان لینے کو آیا ہم دیکھین چھری بھی تیرے پاس ہے یا نہین کل رات کو جو تیرے پیچھے ہم دوڑے تھے تو تیرے ہاتھ مین ایک چھری دیکھی تھی یہ کہہ کے اُسکے کپڑون مین ڈھونڈھنے لگے اتفاقاً میرے بھائی کے پاس ایک چھری تھی وہ پیادون نے چھین لی اور کہنے لگے کہ اب ہم کو کامل یقین ہوا کہ تو چور ٹھاہی تب میرے بھائی نے اُنسے سب حال اپنا بیان کیا وہ حال سُنکر اُسکو لپٹ گئے اور اُسکے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور اُسکے شانون پر نشان مار کے دیکھ کے کہنے لگے تو اپنے تئین بھلا آدمی کہتا ہے تیرے بدن پر نشان مارکے ہین مقرر تو چور ہے پھر خوب اُسکو مارا پیٹا اور اُسکو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے کہا اے نامعقول تو لوگون کے گھرون مین نقب دیتا ہی الکوز نے کہا خداوند مین نے کبھی کوئی بُرا کام نہین کیا اگر میرا احوال سنیے تو معلوم ہو کہ کوئی مجھ سا واجب الرحم نہوگا تب اُن دونون پیادون مین سے ایک نے کہا قاضی صاحب آپ کیا ایسے کی باتین سنیے گا جو لوگون کے دروازے توڑ کر اسباب چُرا لے جاتا ہے اور شہر کے رہنے والے اس کے ہاتھ سے مارے جاتے ہین اسکے بازو کو ملاحظہ فرمایئے کہ کتنے نشان مار کے رکھتا ہے یہ کہہ کے اُنھون نے میرے بھائی کی پیٹھ قاضی کو دکھلائی تب

تصویر الکوز کے شتر پر سوار ہوکر شہر بدر ہونے کی

قاضی نے حکم کیا کہ ایک سو چابک اُسکی پیٹھ پر زور سے مارکر اونٹ پر سوار کرو اور تمام شہر مین پھراؤ اور ایک آدمی اُسکے آگے پکارتا جائے کہ یہ سزا اُسکی ہی جو کوئی لوگون کے گھر مین جاکر چوری کرے غرض اُسکو مارا اور تشہیر کرکے شہر بدر کیا اور تاکید کی کہ پھر اس شہر مین آنے نہ پاوے بعضے آدمیون نے جو اُسکو دوسری بار اس مصیبت مین دیکھا مجھ سے آکر بیان کیا مین سنتے ہی وہان گیا اور اُسکو ڈھونڈھ کر مخفی بغداد مین لایا اور اپنے مقدور کے موافق اُسکی خبر گیری کی خلیفہ مستنصر باللہ یہ حال سنکر بہت ہنسا اور الکوز کی بدقسمتی پر بہت ترس کھایا اور رحم کیا پھر چاہا کہ مجھے انعام دے کر رخصت کرے لیکن مین نے اپنے پانچوین بھائی کا حال یون کہنا شروع کیا

قصہ حجام کے پانچوین بھائی کا جسکا نام النسچر تھا

حضور میرے پانچوین بھائی کا نام النسچر ہی وہ میرے باپ کے ساتھ رہا کرتا اور بالکل نکما تھا نہایت بیحیائی سے بھیک مانگ کر بسر کرتا تھا جب میرے باپ نے کہ بڑی عمر کا تھا قضائی تو سات سو درہم ترکہ چھوڑے ہم ساتون بھائیون نے سو سو درہم آپس مین بانٹ لیے النسچر نے بھی سو درہم اپنے حصے مین پائے اُسکو عمر بھر اس قدر نہ ملے تھے اتنے درہم پاکر سوچ مین پڑا کہ اس سے کیو نکر تجارت کیجئے اور پہلے کیا چیز مول لیجئے آخر فکر کرتے کرتے اُس نے سو درہمون کے شیشہ آلات قسم گلاس کنٹر وغیرہ سے مول لیے اور ایک بڑے ٹوکرے مین بھرکے ایک دکان مین بیچنے کے ارادے سے رکھے اور آپ دیوار سے لگ کر بیٹھا اور ایک درزی کو کہ قریب دکان کے بیٹھا سی رہا تھا مخاطب کرکے میرے بھائی نے منصوبے خیالی باندھ کے کہنا شروع کیا کہ مین اس مال کو متفرق دو سو کو بیچونگا اور پھر اس دو سو سے ظروف شیشے کے لیکر اُنکو چار سو کو بیچونگا اور چند روز مین ہیر پھیر کرتے چار ہزار درہم ہو جاینگے تب مین جوہری بنونگا اچھے اچھے ہیرے اور موتی وغیرہ جواہرات قیمتی خرید کرکے تجارت کرونگا اور جب بہت دولت میرے ہاتھ لگے گی تب مین ایک حویلی عالیشان کئی خواجہ سرا اور اچھے اچھے گھوڑے مول لیکر بطور امیر کبیر کے رہا کرونگا رفتہ رفتہ میرے تمول کا حال تمام عالم مین مشہور ہوگا اور اچھے اچھے گانے ناچنے والے قسم مرد اور عورت سے سب میرے گھر آیا کرینگے اور جب میری سوداگری بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ درہم کو پہونچے گی تب مین بہت دولت اور کثرت اسباب سے اپنے تئین بادشاہ تصور کرکے درخواست اپنی شادی کی وزیر اعظم کی لڑکی سے کرونگا اور اُسکو پیغام دونگا کہ مین نے سنا ہی کہ تیری

لڑکی نہایت خوبصورت اور عاقل ور سب صفات مین کامل ہو اُسکی شادی میرے ساتھ کردے اگر وزیراعظم نے شادی کردی توخیر مین شب عروسی کو اُسکی دختر کو ایک ہزار اشرفی دونگا اگر اُسنے کچھ انکار کیا حالانکہ ایسا نہوگا تو مین اُسکے گھر پر چڑھ کے اُسکی لڑکی کو بزور نکال لاؤنگا بہرکیف جب میری شادی اُسکے ساتھ ہوگی تو مین دس خواجہ سرا جوان حبشی مول لونگا اور اچھی پوشاک مثل شہزادگان پہنونگا اور اچھے ساز و یراق کے گھوڑے پر سوار ہو بڑی شوکت کے ساتھ کچھ غلام آگے اور کچھ پیچھے وزیراعظم کے گھر کی طرف روانہ ہونگا جب اُسکے محل مین پہونچونگا سب آدمی وہان کے میری طرف حیرت سے دیکھین گے اور بڑی عزت سے میری پیشوائی کرکے محل مین لیجائین گے اور جب جانے کا قصد کرونگا میرے سب نوکر چاکر اعلیٰ ادنے دوطرفہ صف باندھ کر کھڑے ہونگے وزیراعظم مجھے اپنا داماد جانکر اپنی جگہ پر بٹھاکے آپ میرے سامنے بیٹھیگا تب مین آدمیون کو اشارے سے کہونگا کہ دو توڑے ہزار ہزار اشرفی کے لاؤ وہ فوراً حاضر کرینگے مین ایک توڑا وزیراعظم کو دیکر کہونگا کہ یہ مہر معجل عروس کا ہے پھر دوسرا توڑا اُسکو دیکر کہونگا کہ یہ فقط اپنی سخاوت کی راہ سے دیتا ہون میری اس داد و دہش پر سب لوگ آپس مین چرچا کرینگے تب مین وہانسے اُسی جاہ کے ساتھ اپنے گھر آؤنگا پھر میری بی بی ایک سردار کو میرے پاس بھیجیگی مین اُسکو ایک بھاری خلعت اور بہت انعام دیکر رخصت کرونگا اور اگر میری بی بی کچھ ہدیہ میرے لیے بھیجیگی تو مین اُسکو قبول نہ کرونگا اور مین بار بار نئی پوشاک بدلکر بیٹھونگا اور جب قصد شب باشی کا اپنی بی بی کے ساتھ کرونگا تو بڑی عظمت سے بیٹھکر داہنے بائین نظر نہ کرونگا اور جب میری بی بی پوشاک اور زیور پہنکر مانند ماہ شب چہاردہم کے میرے سامنے آئیگی مین اُسکی طرف نہ دیکھونگا تب اُسکی خواصین مجھ سے کہینگی خداوند اپنی بی بی کو کہ وہ تمھاری کنیز تمھارے آگے کھڑی ہے اجازت بیٹھنے کی دو اور ذرا متوجہ ہو مین اُنکی بات کا کچھ جواب نہ دونگا وہ سب میری نخوت سے نہایت متحیر ہونگی اور دیر تک مجھ سے عرض کیا کرینگی بڑی دیر کے بعد مین بے التفاتی سے ذرا اُسکی طرف دیکھ پھر چپکا بیٹھ رہونگا خواصین سمجھینگی کہ شاید میری بی بی اچھا لباس نہین پہنے ہے پھر سب اُسکو واسطے تبدیل پوشاک کے اسی کمرے مین لیجائینگی اور مین بھی اپنے کمرے مین جاکر اچھی پوشاک بھاری تبدیل کرکے آ بیٹھونگا پھر جب عروس کو میرے پاس سلانے کو لائینگی مین اُسکا التفات نہ کرونگا اور پیٹھ پھیر کے اُسکی طرف سے سو رہونگا اور اُس سے بات نکرونگا فجر کو اُٹھ کر وہ اپنی مان سے جو بی بی وزیراعظم کی ہے جاکر میرے غرور کی شکایت کریگی اُسکی مان میرے دیکھنے کو آئیگی

بے

اور میرے ہاتھ چوم کر کہے گی اسقدر بے پروائی میری لڑکی سے نہ کرو وہ ہمیشہ تمھاری فرمانبرداری مین رہیگی
اور دل و جان سے تمھین پیار کریگی غرض میری خوشدامن بھی بڑی عجز و زاری سے اپنی لڑکی کی
مجھ سے سفارش کرے گی لیکن مین تب بھی چپکا ہی بیٹھا رہونگا تب وہ میرے قدمونکو چوم کے
کہے گی صاحب تمھین مناسب نہین کہ اسقدر میری لڑکی سے دور رہو ڈرتی ہون کہ مبادا تمھاری
بے التفاتی سے اُسکے دلپر کچھ صدمہ پہونچے تم اُسکی طرف دیکھو اور اُس سے بات چیت کرو وہ بہت دانشمند
اور خوش سلیقہ ہے تمھین ہمیشہ خوش رکھے گی جب یہ سب اُسکی منت و سماجت کچھ میرے دلمین اثر نہ کریگی
تب میری خوشدامن ایک گلاس شراب کا بھر کر میری بی بی کو دیکر کہیگی کہ یہ گلاس جا اپنے میان کو دے
یقین ہے کہ تیرے دست نازنین سے قبول کریگا میری بی بی گلاس میرے سامنے لاکے دیر تک رعب سے
میرے کانپے گی آخر کہے گی میری جان میرے پیارے نازنین میان تمھین قسم خدا کی گلاس کو اس کنیز کے
ہاتھ سے لو اور نوش فرماؤ لیکن مین ذرا خیال نہ کرونگا اور نہ بولونگا تب وہ روتی ہوئی آگے کو بڑھکر گلاس
میرے منھ کے پاس لاکر بہت منت کریگی مین اُسکی اس گستاخی سے ناخوش ہوکر ایک طمانچہ اُسکے منھ پر اور
ایک ٹھوکر اپنے پانون کی ایسی مارونگا کہ دالان کے نیچے جا پڑیگی میرا بھائی اُن خیالی باتون مین ایسا ڈوبا ہوا
تھا کہ اپنی بی بی کو حقیقۃً وہان کھڑا جانکر ٹھوکر ماری وہ ٹھوکر شیشے کے ٹوکرے مین اس زور سے لگی کہ ٹوکرا
اُلٹ کر دکان کے نیچے آرہا اور سب برتن ٹوٹکر چکنا چور ہو گئے درزی کہ سب مزخرفات اُسکی بیٹھا
سنتا تھا اُس کے ٹوکرے اور ظروف کو ٹوٹا دیکھ کر بہت ہنسا اور میرے بھائی سے کہا ای ظالم کمبخت
یہ سزا اُسکی ہے کہ تو نے ایسی بی بی حسین صاحب جمال کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی اگر مین تیرا سسرا
بجائے وزیر اعظم کے ہوتا تو ایک سو چابک تجھے لگاتا اور تمام شہر مین تجھکو تشہیر کرتا اور میرا بھائی بھی کر
کو اُلٹا ہوا دیکھ اپنے ہوش مین آیا اور سمجھا کہ یہ سب میرے غرور کی شامت سے ہوا چیخکر کپڑے پھاڑنے
اور چلا کر رونے لگا یہانتک کہ اُسکے شور و غل سے سب اہل محلا اور خلق خدا جو جمعہ کی نماز پڑھنے جاتے
تھے اُس جگہ کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ سبب اس ہنگامے کا کیا ہے بعضے سنکر اُسکی حماقت پر ہنستے
ایک امیر کی بی بی اپنے خچر پر کہ ساز و یراق اُسکا مرصع تھا سوار اُدھر سے گذری اور وہان ٹھہر کر لوگون سے
پوچھنے لگی کہ کون رو رہا ہے ہمسایون نے عرض کیا کہ یہ غریب آدمی بہت تھوڑا مال رکھتا تھا ایک
ٹوکرا شیشے کے برتنون کا مول لے کے یہان بیچنے کے لیے لایا ناگہان وہ ٹوکرا نیچے دکان کے گر پڑا

اور سب برتن ٹوٹ گئے اُس بی بی نے ایک خواجہ سرا سے کہ اُسکے ساتھ تھا فرمایا وہ تھیلی جو تیرے
پاس ہے اس غریب آدمی کو دے خواجہ سرا نے ایک تھیلی جسمین پانسو اشرفیان تھین میرے بھائی کو دین
النسچر نے خوش ہوکے ہزارون دعاے خیر اُس بی بی کے حق مین کین اور اپنے گھر گیا اور اپنی خوش نصیبی
پر بہت نازان تھا کہ یکایک کسی نے اُس کے دروازے پر دستک دی اُس نے دروازہ کھول کر
ایک عورت کو دیکھا کہ کہتی ہے بیٹا میری نماز کا وقت جاتا ہے ایک لوٹا پانی دے تا مین وضو کر کے جلد
نماز پڑھون میرے بھائی نے اُسے ایک کوزہ پانی کا دیا اور کہا نماز پڑھ لے پھر اپنی جگہہ پر آ بیٹھا اور
اپنے اُسی خیال مین مشغول ہوا اور اشرفیان ایک ہمیانی مین بھر کر اپنی کمر سے باندھین اس عرصہ
مین وہ بڑھیا نماز پڑھ کے وظیفہ سے فراغت ہو میرے بھائی کے قدمون پر اتنا جھکی کہ پیشانی اُسکی
زمین سے لگ گئی پھر سر اپنا اُٹھا اُسکو بہت دعائین دین میرے بھائی نے اسکی عاجزی پر رحم
کر کے دو اشرفیان نکال کر اُسے دین اُس نے پھیر دین میرا بھائی خفا ہوا تب اُس بڑھیا نے کہا میان مین
محتاج نہین ہون میری ایک جوان بی بی نہایت حسین اور متمول مجکو بہت دیتی لیتی ہے میرے بھائی نے
کہا ہم اُس جوان بی بی کو کسیطرح دیکھ سکتے ہین اُسنے کہا کہ تم شادی اُسکے ساتھ کر سکتے ہو میرے
ساتھ چلو اس نے ہمیانی کمر سے باندھ لی اور اُس بڑھیا کے ساتھ ہو لیا یہانتک کہ ایک بڑے گھر کے
دروازے پر پہونچے بڑھیا نے دروازے پر دستک دی فوراً ایک جوان لونڈی گریکی نے آکر دروازہ کھولا
بڑھیا نے پہلے میرے بھائی کو جانے کے واسطے کہا پھر آپ اندر جا کے اُسکو بڑے ایک مکان عالیشان مین
لیگئی وہ مکان ہر ایک طرح کے اسباب سے آراستہ تھا میرے بھائی نے جانا کہ وہ جوان بی بی اس گھر
کی مالک ہے پھر وہ بڑھیا اُسکو ایک اچھی جگہہ بٹھا کر اُس بی بی کے پاس خبر کرنے گئی تھوڑی دیر کے بعد وہ
بی بی میرے بھائی کے پاس آئی وہ اُسکے حسن و جمال اور پوشاک و زیور کو دیکھ عاشق ہو گیا اور اُٹھکر بڑے
ادب سے سلام کیا اور وہ بی بی اُسکے پہلو مین ہو بیٹھی اور کہنے لگی کہ یہ جگہہ قابل ہمارے بیٹھنے کے نہین ہے
پھر میرے بھائی کو ایک کمرے مین لیگئی اور دیر تک پیار اور اُلفت کی باتین وہان اس سے کرتی رہی پھر
وہ بی بی اُس سے یہ کہکے کہ مین ابھی آتی ہون چلی گئی وہ اُسکے آنے کا منتظر بیٹھا تھا دفعۃً ایک دراز و قوی
حبشی ہاتھ مین تلوار لیے ہوئے آیا اور تیز نظر سے میرے بھائی کو دیکھکر کہا کہ تیرا یہان کیا کام ہے النسچر
ڈر گیا اور کچھ جواب نہ دیا اس حبشی نے اُسے برہنہ کرا اور اُسکی ہمیانی کمر سے کھول لی ہاتھ تلوار کے

مارے اور تمام بدن اُسکا ٹکڑے ٹکڑے کیا وہ بدقسمت زخمی ہوکے زمین پر گر پڑا پھر جب اُس غلام حبشی نے جانا کہ مین اُسکا کام تمام کرچکا تو نمک طلب کیا وہی گرنیک لونڈی ایک طباق مین نمک لیےہوا لیکر حاضر ہوئی ان دونون نے سب زخمون پر اُسکے خوب نمک پاشی کی اُسے نہایت اذیت ہوئی لیکن وہ مردون کی طرح پڑا رہا بعد چلے جانے حبشی اور اُس لونڈی کے وہ بڑھیا جو میرے بھائی کو لائی تھی آئی اور اُسکو گھسیٹ کے ایک چہ بچے مین ڈالدیا اُس نے اپنے تیئن ایک تہ خانے مین پایا کہ جہان اور بہت لاشین پڑی ہوئی تھین اگرچہ بظاہر زخمون پر نمک کا ملنا غضب تھا مگر وہی سبب اُسکی زندگی کا ہوا اور اتنی طاقت اُسمین آئی کہ اُٹھ بیٹھا اور بعد دو روز کے وہ رات کو اُس مکان کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ایک مکان مین چھپ رہا جب اُسنے صبح کو دیکھا کہ وہ بڑھیا ملعونہ گلی کی طرف کا دروازہ کھول واسطے تلاش کرنے شکار کے گئی وہ بھی اُس مقتل سے بھاگ کر میرے پاس آیا اور اُن سب مصیبتون کا حال بیان کیا اور بعد ایک مہینے کے بالکل زخم اُسکے دوا سے اچھے ہوگئے تب اُسنے چاہا کہ اُس بڑھیا سے اپنا بدلا لے اسلیے اُسنے ایک بڑی لمبی تھیلی جسمین پانسو اشرفیان سمادین بہم پہونچائی اور بجاے اشرفیون کے اُسمین شیشے کے ٹکڑے بھر کر اپنی کمر مین باندھی اور بڑھیا کا بھیس کر اور ایک تلوار اپنے کپڑون مین چھپا صبح کو اُسکی تلاش مین نکلا اتفاقاً ایک کوچے مین وہی بڑھیا مکارہ کہ واسطے ڈھونڈھنے اور فریب دینے کسی اور بندۂ خدا کے پھرتی تھی اُسکو ملی اُسنے اپنی آواز مانند بڑھیون کے بدل کر پہلے صاحب سلامت کی پھر کہا کہ بی بی مہربانی کی راہ سے ایک گھڑی کے واسطے ترازو تولنے کی کہین سے مجھے عاریتہً لادو اسلیے کہ مین ملک پارس کی رہنے والی ہون ابھی اس شہر مین آئی پانسو اشرفیان نقد میرے پاس ہین چاہتی ہون کہ انکو تول لون اُس مکارہ نے کہا بی بی تم اس شہر مین کسی کو مجھ سا معتبر نہ پاؤگی میرے ساتھ چلی آؤ مین اپنے بیٹے کے گھر کہ صرافی کا کام کرتا ہے تم کو لے چلونگی وہ بخوبی تول دیگا بڑھیا مردم فریب میرے بھائی کو اُسی گھر مین لیگئی جس مین پہلے لیگئی تھی اور اُسی گرنیک لونڈی نے آکر دروازہ کھولا پھر اُسکو اندر لیجا کر ایک جگہ بٹھلایا اور کہا تم ذرا ٹھہرو مین اپنے بیٹے کو بلائے لاتی ہون تھوڑی دیر کے بعد اُسکا جعلی بیٹا یعنی وہ حبشی حرامزادہ پہونچا اور پکارا کہ بڑی بی میرے ساتھ چلیے غرض وہ حبشی میرے بھائی کو اُسی طرف جہان اُسکو تلوار سے مارا تھا لیچلا النسیجر وہان سے اُٹھکر اُس حبشی کے پیچھے روانہ ہوا اثناے راہ مین حبشی کو تنہا اور غافل پاکر اپنے کپڑون سے

تلوار نکال ایسی ایک اُسکی گردن پر ماری کہ سر اُسکا کٹ کے نیچے آپڑا اور لاش کھینچکر اُسی تہخانے مین پھینکدی پھر وہ لونڈی جسکا یہی کام تھا ایک طباق مین نمک پسا ہوا فوراً لیکر آئی اور اُسکو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے دیکھ نمک کی رکابی پھینک کر بھاگی میرے بھائی نے دوڑکر اُسکا بھی سر تن سے جدا کر ڈالا پھر وہ بڑی بی آہٹ سُنکر دوڑی آئی کہ دیکھون کیا ہو رہا ہی یہ حال دیکھ کر چاہتی تھی کہ بھاگے میرے بھائی نے اُسے پکڑ کر کہا او مردار تو مجھکو نہین پہچانتی مین وہی ہون کہ تو نے جسکے گھر مین فلانے روز جا کر پانی وضو کے واسطے اور جگہ نماز پڑھنے کے لیے مانگی تھی بھولگئی تب وہ بڑھیا اُسکے قدمون پر گری میرے بھائی نے اُسکے چار ٹکڑے کر ڈالے اب اُس گھر مین وہ جوان بی بی تنہا رہ گئی اُسے کچھ معلوم نہ تھا کہ باہر کیا گذرا پھر میرا بھائی اُسکو تلاش کرنے لگا اُسے ایک اور مکان مین پایا وہ بی بی اُسے دیکھ کر بہت ڈری میرے بھائی نے اُس سے کچھ تعرض نہ کیا اور اُسکو تسلی دے کر پوچھا کہ بی بی تم کس طرح ان ظالمون کے درمیان مین جنکا اب مین نے کام تمام کر ڈالا ہے رہتی تھین اُسنے کہا مین ایک بڑے معتبر سوداگر کی بی بی تھی یہ بڑھیا جسکو مین مطلق نہ جانتی تھی کبھی کبھی میرے گھر مین آتی تھی ایک دن مجھکو شادی کی تقریب کے بہانے سے اِسی گھر مین لے آئی مین نے یہان اس حبشی کو دیکھا پھر اُسنے بزور مجھکو اپنے پاس رکھا اور گھر جانے نہ دیا تین برس ہوے کہ مین اس حویلی مین رہتی ہون اور اس کام سے جو یہ حبشی کیا کرتا تھا مین بہت ناخوش تھی میرے بھائی نے پوچھا کہ یہان کسقدر دولت ہوگی اُسنے جواب دیا کہ اسقدر ہی کہ کبھی پھر تو محتاج نہو گا تب وہ اُسکو ایک بڑے دالان مین لیگئی اور بہت صندوق بھرے ہوے زر نقد کے اُسے دکھلائے وہ دیکھ کر بہت متعجب ہوا پھر اُس بی بی نے کہا کہ جا اور بہت سے آدمی ان صندوقون کے اُٹھانے کے واسطے لا اور ان سب کو یہان سے اُٹھالے چل میرا بھائی باہر دوڑا گیا اور دس مزدور بدقت اپنے ساتھ لایا پہلے دروازہ کھلا دیکھ کر تعجب کیا پھر اُس مکان مین جا کر دیکھا کہ نہ تو وہ صندوق ہین اور نہ وہ بی بی تب میرے بھائی نے خیال کیا کہ خالی ہاتھ جانا خوب نہین مزدورون سے وہ سب اسباب کہ تخمیناً پانسو اشرفی کا تھا اُٹھوا لے چلا اتفاقاً میرے بھائی نے غفلت سے اُس حویلی کا دروازہ بند نہ کیا اس لیے وہان کے ہمسایون نے اس گھر کو آدمی اور اسباب سے خالی اور مزدورون کے سر پر اسباب لیجاتے ہوے دیکھ کر کوتوال کو جا کر خبر کی القصہ غریب ایک رات اپنے گھر سے صبح کو اُٹھ کر چاہتا تھا کہ باہر نکلے

دفعۃً بہیں سپاہی تھانے کے آئے اور اُسکو گرفتار کر لیا ہر چند اُس نے منت و سماجت کی اور کچھ رشوت بھی دینے لگا مگر اُنھون نے کچھ خیال نہ کیا اور باندھ کر بزور اُسکو قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے اُس سے پوچھا کہ بتا اس سب اسباب کو تو نے کہانسے پایا اُسنے کہا مین اگر راست راست حال آپکے حضور مین عرض کردون تو اقرار کیجیے کہ کسی طرح کا تعرض پھر میرے ساتھ نہو قاضی نے فرمایا ایسا ہی ہوگا تب میرے بھائی نے ابتدا سے انتہا تک تمام سرگذشت قاضی سے بیان کی قاضی نے اپنے آدمیونکو اُسکے گھر بھیج کر سب اسباب اُٹھوا منگوایا اور اپنے گھر مین داخل کیا ایک ذرہ اُسکو نہ دیا بلکہ حکم کیا کہ النسیجر کو شہر بدر کردو وہ پھر زندگی بھر اس شہر مین آنے نہ پائے النسیجر نے اُس شہر کو چھوڑ دوسرے شہر مین جانیکا قصد کیا راہ مین قزاقون نے اُسکو لوٹا اور کچھ اُسکے پاس نہ چھوڑا مین یہ حال سن کے کچھ کپڑے ساتھ لے اُسکی تلاش کرنے کو روانہ ہوا آخر اُسے ڈھونڈھ نکالا اور نقد اور کپڑے موافق اپنے مقدور کے اُسکو دیکر مخفی شہر مین لایا اور ہمیشہ اُسکی خبر مثل اور بھائیون کے لیا کرتا ہون ۔

قصہ حجام کے چھٹے بھائی کا جسکا نام شاہ کبک تھا اور اُسکے ہونٹھ خرگوش کی طرح سے تھے

خداوند میرے چھٹے بھائی کا نام شاہ کبک تھا اور اُسکے ہونٹھ مانند خرگوش کے تھے اور خرگوش کی طرح چلتا بھی تھا پہلے اُسنے ایک سو درہم سے کہ ترکۂ پدری سے ملے تھے بہت کچھ پیدا کیا آخر کو محتاج نان شبینہ کا ہوگیا پھر اُسنے یہ طریق اختیار کیا کہ دربانون اور خدمتگارون کو رشوت دیکر بڑے آدمیون کے گھروا سطے سوال کرنے کے جایا کرتا اور اُنکی سفارش اُٹھواتا اور اُنکے کہنے سننے سے اُمرا اُسکے حال پر ترحم کرکے بہت خیرات دیا کرتے اتفاقاً ایک دن اُسکا گذر ایک بڑے مکان کی طرف ہوا جہان بہت سے نوکر چاکر حاضر تھے وہ ایک نوکر کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ محل کس کا ہی اُسنے کہا یہ مکان برکی کا ہی میرا بھائی حالات سخاوت برکی سے خوب واقف تھا اُسنے اُن پیادون سے سوال کیا اُنھون نے کہا اندر جاکے ہمارے آقا سے مانگ میرا بھائی محل کے اندر گیا اور جہان برکی تھا پہونچا وہ مکان وسیع اور بہت پر تکلف اور ہر ایک چیز نفیس سے آراستہ تھا اور اُس سے متصل ایک پائین باغ نظر آیا جسکی روش پر رنگ برنگ کے پتھر بطور فرش کے لگے اور پچی کیے ہوے تھے اور چارون طرف اُسکے برآمدے بنے ہوے اور زرنگار رنگ کے پردے گرد اُسکے لٹکے تھے اور ایک سمت کو کچھ پردے اُٹھے ہوے میرا بھائی ایسے مکان عالیشان کو دیکھ کے بہت خوش ہوا

اور اُس مکان کے اندر گیا وہان ایک دالان دیکھا کہ عمدہ اور نفیس اسباب سے آراستہ زرنگار اور طلا
سے جابجا اُسمین منبت کا کام ہو اور اندر اُس کے ایک پیرمرد باریش سفید کو مسند پرزر پر بیٹھے دیکھا اور حقیقت
مین وہ برکی تھا اُسنے دیکھنے کے ساتھ ہی میرے بھائی سے خیر و عافیت پوچھی اور کہا تو کیا چاہتا
ہو میرے بھائی نے آداب بجا لاکر عرض کیا حضور مین محتاج ہون برکی نے نہایت درجہ شفقت فرماکر
کہا تعجب ہو کہ باوجود بغداد مین ہمارے رہنے کے تم ایسے پریشان حال رہو میرے بھائی نے
بہت سی دعاے خیر برکی کو دین برکی نے کہا ہم لوگ ایسا سلوک تیرے ساتھ کرینگے کہ تو ہماری رفاقت
کبھی نہ چھوڑے گا پھر میرے بھائی نے قسم کھاکر کہا کہ آج مین نے ابتک کچھ نہین کھایا برکی نے کہا
بڑا افسوس ہو کہ تم غریب آدمی بھوک سے پریشان ہو پھر پکارکے کہا اے لڑکے جلد سیلابچی آفتابہ لا اور
ہاتھ ہمارے دھلوا ہنوز نہ کوئی چھوکرا حاضر ہوا اور نہ سیلابچی آفتابہ آیا مگر برکی اپنے ہاتھون کو ملکر دھونے
لگا جیسے کوئی اُنپر پانی ڈالتا ہو اور میرے بھائی سے کہا کہ تم بھی ہاتھ ہمارے ساتھ دھوؤ میرا بھائی
سوچا کہ برکی کے مزاج مین مزاح ہو وہ بھی آگے بڑھ کے جھوٹ موٹ ہاتھ اپنے دھلونے لگا پھر اُسنے
کہا خاطر جمع رکھو ابھی کھانا بھی آتا ہے یہ کہکر پھر وہ ہاتھ بڑھا لقمہ اپنے منھ مین لے گیا اور منھ
چلانے لگا جیسا کہ کوئی فی الحقیقت منھ مین لقمۂ لیکر چباتا ہو باوجودیکہ وہان کھانے کا نام و نشان
بھی نہ تھا - اور میرے بھائی سے کہا کہ اے میرے مہمان تو بھی کھا اور شرم نہ کر اپنا ظرف سمجھ میرے بھائی نے
بھوک کی جھنجھلاہٹ سے کہا صاحب مجھے معاف رکھیے اس حرکت لغو سے کچھ سیری نہین ہوئی برکی نے
کہا کیا تمھین یہ شیرمال خوش ذائقہ نہین لگتی اُس نے کہا مین نہ کچھ شیرمال دیکھتا ہون اور نہ گوشت
پھر برکی کی خاطر سے تصور مین کھانے لگا تھوڑی دیر کے بعد برکی نے کہا چھوکرے دوسری ڈال
لا اور میرے بھائی کو کہا کہ اس نئی قاب سے چکھو اور اسکا مزہ مجھ سے کہو کہ تم نے ایسے مزے کا
بٹیر اور کبک کا گوشت کبھی کھایا ہوگا پھر اُسنے بھنی بطخ کے کباب میٹھے چاشنی دار جو مرکے
شہد انگور خشک نخود بریان انجیر خشک کے ساتھ پکے ہون طلب کیے اور مانند اور کھانون کے
خیالی وہ بھی حاضر کیے گئے برکی نے میرے بھائی سے کہا دیکھو کیا فربہ اور اچھی بطخ ہو ایک بازو
اور ران تم لو اور ابھی بہت کھانے طرح طرح کے آنے کو ہین اسی طرح سے برکی ہر قسم کے کھانے منگواتا
اور خیالی کھانا کھاتا اور کھلواتا مگر میرا بھائی بھوک سے مرتا تھا یہانتک کہ ایک حلوان کا

دم پخت منگوا کے بہت اُسکی فربہی کی تعریف کی اور شل اور کھانون کے اُسکو بھی اُسی طرح کھایا پھر کہا کہ ایک قسم کا کھانا ایسا لذیذ ہی کہ تم سوا یہان کے اور کہین نہ پاوٴگے یہ کہکے جھوٹ موٹ تھوڑا سا دیا میرے بھائی خیالی طور پر اُس نوالہ کو برمکی کے ہاتھ سے لیکر نگل گیا اور تعریف کی کہ فی تحقیقت ایسا کھانا لذیذ اپنی تمام عمر مین مین نے نہین کھایا پھر اور قسم کا دم پخت حاضر کیا گیا برمکی نے کہا یہ بھی مزے مین کم نہین میرے بھائی نے کہا سبحان اللہ یہ غذا بھی عجیب لذیذ اور لطف دکھاتی ہی اس مین خوشبو عنبر لونگ جوزہ جاوتری زنجبیل اور شیرین ترکاریون کی آتی ہی اور وہ سب انداز سے اُس مین ملائی گئی ہین برمکی نے کہا اس کا لطف تم نے پایا اُسکو اچھی طرح کھاوٴ پھر حکم کیا کہ کھانون کو بڑھا کر میوے حاضر کرو خدمتگارون نے جھٹ پٹ قابین کھانون کی اُٹھا پلیٹ میوون کے خیالی لگا کے عرض کیا کہ میوے حاضر ہین برمکی نے میرے بھائی سے کہا یہ بادام تازے توڑے گئے پھر وہ دونون جھوٹ موٹ اُنکو توڑ توڑ چھلکے پھینک کے مغز کھانے لگے اُسکے بعد کہا یہ سب تازے میوے ہین خوب کھاوٴ میرے بھائی نے کہا خداوند عجیب لطف کے کھانے اور میوے ہین جنکو کھاتے کھاتے گلا درد کرنے لگا اور سیری حاصل ہوئی برمکی نے مسکراکر پیالہ شراب کا کہ وہ بھی خیالی تھا میرے بھائی کے ہاتھ مین دیا اُسنے پہلے بہت عذر کیا کہ ہمارے مذہب مین حرام ہی اور مین نے کبھی اُسکو پیا نہین آخر برمکی کے اصرار سے پی گیا پھر میرے بھائی نے کہا خداوندا اسکے پینے سے کچھ مجھ مین طاقت نہ آئی برمکی نے خیالی ایک اور قسم کی شراب منگوا کر پہلے ایک گلاس آپ پیا اور ایک گلاس بھر کر میرے بھائی کو دیا اُسنے پی کے اپنے تئین نشے مین ظاہر کیا اور متوالون کے مانند ایک دو بار برمکی کو مارا تیسری دفعے مین برمکی نے اپنے بچانیکے لیے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہو گیا ہی پھر میرے بھائی نے اپنے تئین ہوش مین لاکر کہا کہ خداوند نے اپنے غلام کو سرفراز کیا اور طرح طرح کی نعمتین کھلائین اور بزور اُسکو شراب پلائی اور اُس نے اُسکے نشے مین بڑی گستاخی اور بے ادبی کی امیدوار ہون کہ بے ادبی غلام کی معاف ہو برمکی بجائے غصے کے ہنس دیا اور کہا کہ مین ایک مدت سے تلاش مین ایسے آدمی کے تھا کہ جیسا تو ہی لیکن مین تیرے قصور کو معاف نکرون گا مگر ایک شرط سے کہ تو میرا گھر چھوڑ کر اور کہین نہ جا اور مین اسوقت سے تجھکو بنظر محبت دیکھا کرون گا اور ہم اب سچ مچ کا کھانا منگواتے ہین یہ کہکے دستک دی فوراً سب خدمتگار دوڑے آئے اُس نے حکم کیا کہ جلد دسترخوان بچھا کر کھانا لاوٴ بموجب حکم کے کھانے جو خیال مین آگئے منگوائے تھے

اُسپر پہنچے گئے میرے بھائی نے وہ سب کھانے بڑی رغبت سے سیر ہوکے کھائے پھر جب کھانا اُٹھایا
گیا اُنھون نے شراب حاضر کی اور کئی کنیزین حسین اچھی پوشاک پہنے ہوے گانے بجانے کے لیے
ساز سمیت حاضر ہوئین اور خوب گائین بجائین میرا بھائی برمکی کی خوش اخلاقی اور عالی ہمتی سے
بہت راضی ہوا اور بہت اُسکی تعریف کرکے دعائین دین پھر برمکی نے اپنے جامے خانے سے پوشاک
منگواکر میرے بھائی کو دی اُسنے اُسکو پہنا بعد چند روز کے برمکی نے شاہ کبک کو ہر ایک امر مین لائق
پاکر اپنے گھر کے سب کارخانے اُسکے سپرد کیے اُسنے بیس۲۰ برس تک نہایت خرمی سے برمکی کی خدمتگاری
مین حاضر رہ کر اُسکے ہر ایک امر مین اُسکو راضی رکھا آخر برمکی جان بحق تسلیم ہوا سب نقد اور املاک اُسکی
ضبط سرکار بادشاہی مین ہوئی بلکہ جو کچھ میرے بھائی نے برمکی کی بدولت پیدا کیا تھا وہ بھی ضبط ہوگیا میر
بھائی پیشتر کی طرح محتاج ہوکر ایک قافلے کے ساتھ کہ حج کرنے جاتا تھا ہو لیا اثناے راہ مین چورون
نے اُس قافلے کو لوٹا اور اُن سبھون کو اپنا غلام کیا چنانچہ میرا بھائی بھی ایک بدوی کا غلام ہوگیا وہ
بدوی ہمیشہ اُس سے کہتا کہ اسقدر درہم اپنے عوض مجھکو دے کر آزاد ہو جا جب اُس سے کچھ
نہ پاتا تو خوب اُسکو مارتا ایک دن میرے بھائی نے کہا تم مجھے ناحق مارتے ہو میرے پاس کچھ نہین
اور نہ ممکن ہوسکے گا بدوی نے غصے مین آ چھری سے میرے بھائی کے دونون ہونٹھ چیر ڈالے اور پھر بھی
اُس سے محنت شاقہ لیا کرتا اور اُس بدوی کی بی بی خوبصورت تھی جب وہ لوٹنے کسی طرف جاتا میر
بھائی کو اپنی بی بی کے پاس چھوڑ جاتا وہ بی بی تنہائی مین بہت خاطرداری میرے بھائی کی کرتی
چنانچہ میرے بھائی کو معلوم ہوا کہ وہ مجھے چاہتی اور ارادہ فاسد رکھتی ہے وہ خوف سے بدوی کے
اُس سے اپنے تئین بچاتا لیکن جب وہ بی بی اُسکو دیکھتی تو ہنس کے اشارے کنائے کرتی مگر
شاہ کبک آنکھ نیچی کر لیتا ایک دن اُس بی بی نے بھولے سے اپنے شوہر کے روبرو وہی حرکت کی
شوہر اُسکا اُسوقت طرح دے گیا اور دلمین کہا کہ شاید میرے پیچھے یہ دونون مرتکب امر ناشائستہ کے
ہوتے ہین اس خیال سے نہایت غصہ مین آیا آخر بیرحمی سے شاہ کبک کو ایک بلند غیر آباد پہاڑ کی
چوٹی پر لے جاکر چھوڑ دیا اور آپ اُتر آیا اور خیال کیا کہ دو تین دن کے بعد یہ خود بخود بے آب و دانہ
مرجائے گا اتفاقاً اُس پہاڑ سے راہ بغداد کو گئی تھی اکثر آیندروند میرے بھائی کو محتاج دیکھ کر للہ
کچھ کھانا دیتے یہانتک کہ بعضے مسافرون نے مجھ سے اُسکا حال بیان کیا کہ فلانے پہاڑ پر تیرا

بھائی بہت تباہ ہے میں فوراً روانہ ہوا اور اُس پہاڑ پر جا کر اُسکو اپنے شہر میں لیگیا خلیفہ مستنصر باللہ اس حکایت کو سُنکر بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام و اکرام مجھے دیکر رخصت کیا اور خطاب خاموشی کا دیا اور کہا کہ پھر تو اس شہر میں نہ آئیو چندے میں نے اور شہر میں بود و باش کی جب سُنا کہ خلیفہ مستنصر باللہ نے وفات پائی تو پھر میں بغداد میں آیا اتنے عرصہ میں کسی بھائی کو اپنے وہاں زندہ نہ پایا اور پھر اس لنگڑے جوان کی بڑی خدمت بجالایا جیسا کہ تمنے خود بھی اُسکی زبانی سنا مگر افسوس کہ اس نے بدلے ایسی خدمت کے میری کچھ قدر نہ کی بلکہ اُلٹا مجھے بدنام کیا اور بکّی مجھے ٹھہرایا مگر باوجود اس بدسلوکی کے میں ہمیشہ اُسکی جستجو میں رہتا ہوں ہر ایک شہر میں جاتا اور اس جوان لنگڑے کو تلاش کرتا یہاں تک کہ آج اُس سے دوچار ہوا اور اُس بیوفا نے میرے حق میں جو کچھ کہا تم بھی اُسکے گواہ ہو درزی نے بادشاہ کاشغر کے حضور میں عرض کیا خداوند جب سب قصے اس حجام کے ہم سب نے سنے تو ہمیں یقین کلی ہوا کہ جو کچھ اس جوان نے اس حجام ناہنجار کی نسبت کہا سب راست و برحق بجانب اس جوان کے ہے بعد اُسکے ہم سب مہمانوں نے سب کھانے کھائے پھر وقت نماز عصر کا پہونچا میں مجلس ضیافت سے رخصت ہو کر اپنی دکان پر آیا اور قریب شام چاہتا تھا کہ دکان بند کر کے اپنے گھر جاؤں اتنے میں یہ کبڑا میری دکان کے سامنے بیٹھکر طبلہ بجانے اور گانے لگا میں نے چاہا کہ اُسے اپنے گھر لیجاؤں اور جو کھانا تیار ہو ساتھ اُسکے بیٹھکر کھاؤں پھر گانا بجانا سنوں چنانچہ میں اُسے اپنے گھر لے گیا میری بی بی نے اس روز مچھلی پکائی تھی وہ اس نے ایک قاب میں میرے سامنے رکھی میں نے آدھی اُس کبڑے کو دی اُس نے ایکبارگی کھانا شروع کیا کھاتے ہی یہ کبڑا بیہوش ہو کے گر پڑا ہر چند میں نے بہت کچھ تدبیر کی مگر کوئی مفید نہ پڑی آخر بخوف بدنامی اور مواخذہ حاکم کے ڈر کر چاہا کہ کسی طرح اسکو اپنے گھر سے نکالیے لہذا اپنے کاندھے پر اُٹھا حکیم یہودی کے گھر لیگیا پھر وہاں سے تو حضور نے سارا قصہ اُسکی زبانی بمفصل سُنا ہی پھر اُس حکیم نے اپنے بری ہونے کے واسطے اسکو مودی کی بخاری میں لڑھکا دیا مودی نے اُسکو بازار میں لیجا کر دیوار کے ساتھ لگا کر استادہ کیا پھر اُس سوداگر نے اسکو چور سمجھ کر دو چار دھولیں لگائیں یہانتک کہ وہ نیچے گر پڑا اس سوداگر نے جانا کہ وہ میرے ہاتھ سے مر گیا خداوند یہ وہ قصہ ہے جسکو آپ کے حضور میں اپنی رہائی کے لیے عرض کیا اب آپ انصافاً جو کچھ میرے حق میں تجویز فرمائیے میں راضی ہوں بادشاہ کاشغر حکایت درزی کی سُنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ اس درزی کی

اور اسکے ہمراہیون کو چھوڑ دو سب بے قصور ہین اور مین اُس جوان لنگڑے کی سرگذشت اُس حجام کے ساتھ اور حکایت چھوؤن بھائیون حجام کی سُنکر نہایت مطمئن ہوا اور حقیقت مین اس درزی کی حکایت نسبت حکایت کبڑے کے بہت عجیب و غریب ہی مگر مین چاہتا ہون کہ قبل دفن کرنے لاش اس کبڑے کے اور رخصت کرنے ان چارون شخصون کے اُس حجام کو جو سبب ان سبکی رہائی کا ہوا ہے دیکھون پھر اُس بادشاہ نے ایک اپنے خدمتگار کو فرمایا کہ اس درزی کے ساتھ جاکر اُس حجام کو جلد میرے حضور مین حاضر کرو وہ دونون تھوڑی دیر کے بعد اُسکو تلاش کر بادشاہ کے حضور مین لائے عمر اُس حجام کی نوے برس کی تھی اور اُس کی ڈاڑھی سفید اور ناک اُسکی لنبی اور کان اُس کے بڑھاپے سے لٹک پڑے تھے بادشاہ اُسکی مسخری صورت دیکھ بے اختیار ہنس پڑا اور کہا کہ مین نے سُنا ہو تجھے بہت عجیب و غریب قصہ یاد ہین چاہتا ہون کہ کوئی قصہ میرے روبرو بیان کر حجام نے آداب بجالا کے عرض کیا کہ خداوند مین حاضر ہون لیکن پہلے میرا ایک سوال ہو بادشاہ نے کہا کیا حجام نے کہا سبب جمع ہونے اس نصرانی و یہودی و مسودی و درزی اور اس کبڑے کا جسکو مین یہان لیٹا ہوا دیکھتا ہون کیا ہی بادشاہ نے فرمایا تجھے اس سے کیا مطلب اُسنے کہا تا آپکو معلوم ہو جائے کہ مین بہت کم سخن ہون بادشاہ کاشغر نے اپنی خوش اخلاقی سے سارا قصہ کبڑے اور چارون آدمیونکا مفصل بیان فرمایا حجام نے سُنکر اپنے سر کو اسطرح ہلایا کہ تا سب کوئی سمجھین کہ اُس نے اس معاملے مین کچھ بات نکالی ہی پھر اُسنے کہا فی الواقع یہ قصہ نہایت عجیب و غریب ہی مین چاہتا ہون کہ نزدیک سے جاکر اس کبڑے کو اچھی طرح دیکھون پھر وہ اس کبڑے کے نزدیک جاکر زمین پر بیٹھ گیا اور اُسکے سر کو اپنی دونون رانون کے درمیان مین رکھ اور بڑی فکر اور غور سے دیکھ بھال ٹھٹھا مار کے ہنسا یہانتک کہ ہنستے ہنستے اپنے پیچھے گر پڑا اور کچھ پاس و لحاظ بادشاہ کا نہ کیا پھر اُٹھکر دیر تک ہنسا کیا اور کہا کہ یہ قصہ کبڑے کا ایسا عجیب و غریب ہی کہ لوگ واسطے یادگاری کے اُسکو سونے کے پانی سے لکھین حجام کی باتو پر سب متحیر ہو کر آپس مین کہنے لگے کہ یہ حجام یا تو مجنون ہی یا کم عقل بادشاہ کاشغر نے بھی متحیر ہو کر اُس سے پوچھا کہ اے مرد خاموش سبب تیرے ہنسنے کا کیا ہی حجام بولا آپ کی خوش اخلاقی کی قسم یہ کبڑا مرا نہین ابھی زندہ ہے یہ کہکر اُس نے ایک صندوقچہ دواؤن کا جسکو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا کھولا اور اس مین سے ایک شیشی روغن بلسان کی نکالی اور وہ روغن دیر تک کبڑے کی گردن مین

ملتا رہا پھر ایک اوزار سے اُس کبڑے کا جبڑا کھولکر موچنے کو اُسکے گلے مین لیگیا اور اُس سے مچھلی کا کانٹا اُس کبڑے کے تالو سے نکالا اور سب حاضرین کو دکھلا دیا تھوڑی دیر مین کبڑا چھینکا اور ہاتھ پانون پھیلائے اور آنکھین کھولین بادشاہ کا شغل اور سب آدمی نہایت متحیر اور مسرور ہوے اور اُس حجام کی دانائی اور حکمت کے مقر ہوئے پھر بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سب حال کبڑے کا اور ساری حکایتین حجام کی دفتر مین لکھی اور میرے خزانے مین رکھی جائین اور درزی اور حکیم یہودی اور یہودی اور سوداگر نصرانی کو خلعت بھاری پہنا کر رخصت کرو اور درماہہ معقول اس حجام کے لیے مقرر کرکے فرمایا کہ وہ میری خدمت مین حاضر رہا کرے شہرزاد قصہ کبڑے کا تمام کرکے چپ ہوئی دنیازاد نے کہا اے ملکہ تم نے کیا اچھا قصہ کہا شہریار نے کہا کہ مین بھی یہ قصہ سُنکر نہایت خوش ہوا شہرزاد نے دنیازاد سے کہا اگر بادشاہ میری جان بخشی کریگا تو مین کل داستان عشق ابوالحسن بن بکا اور شمس النہار معشوقہ خلیفہ ہارون رشید کی کہ وہ بھی عجیب وغریب ہے کہونگی شہریار نے موافق معمول کے کونسل گھر مین جاکر اجلاس فرمایا پھر دوسری رات قریب صبح کے دنیازاد نے حسب معمول شہرزاد سے کہا کہ بموجب اپنے اقرار کے اُس قصے کو شروع کرو چنانچہ شہرزاد نے اُسکو اسطرح آغاز کیا۔

داستان ابوالحسن بن بکا شہزادہ ایران اور شمس النہار معشوقہ خلیفہ ہارون رشید کی

خلیفہ ہارون رشید کے عہد مین بیچ شہر بغداد کے ابوالحسن بن طاہر نامے ایک عطار رہتا صاحب دولت عمدہ سیرت صورت پسندیدہ وہان کے سب سردار اور اشراف اُسکو بہت اچھا جانتے تھے یہانتک کہ خلیفہ کے نزدیک بھی وہ معتمد بن تھا اور اکثر عمدہ خواصین خلیفہ کی اُسی سے ہر ایک امر مین معاملہ اور سروکار رکھتی تھین اور وہ بھی خاطر خواہ اُنکی فرمایشون کو جلد بہم پہونچاتا تھا چنانچہ اُن بی بیون کی پوشاک اور زیور و جواہرات وغیرہ ضروریات سب اُسکی معرفت خرید و فروخت ہوا کرتے تھے بسبب خوش اخلاقی اور توجہ خلیفہ کے جتنے سردار زادے اُس شہر کے تھے سب کی آمد و رفت اسکی دکان پر تھی اور ہر ایک اس سے محبت رکھتا چنانچہ اُن سبھون مین سے ایک جوان ابوالحسن بن بکا نامی کہ نسل سلاطین پارس سے تھا بمرتبہ کمال خصوصیت و اُلفت ابن طاہر سے رکھتا اور ہر دن اُسکے پاس بیٹھا رہتا اور عطار بھی نہایت تعظیم اور خاطرداری اس شہزادے کی کیا کرتا اور وہ شہزادہ

نہایت حسین تھا جو کوئی اُسکو عورت مرد سے دیکھتا عاشق ہوتا سوائے حسن ظاہری کے اور
بہت سے کمال قسم علم موسیقی و شاعری وغیرہ سے اُسمین تھے اور اگر وہ کبھی کوئی ساز بجاتا یا کچھ گاتا
ایک خلقت جمع ہو کے وجد مین آتی ایکدن وہ ابن طاہر کی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک بی بی جوان کو دیکھا
خچر ابلق پر سوار اور دس لونڈیان حسین جوان آگے پیچھے اُس کے چلی آتی ہین اور اس بی بی کی کمر مین ایک
گلابی رنگ کا پٹکا پُر تکلف بندھا تھا جس کے گرد چار انگشت کی چوڑی لیس ٹکی ہوئی اور اُس پر
ہیرے اور بڑے بڑے موتی جڑے ہوے اور اُس بی بی کے حسن جمال کا کیا ذکر اُسکی لونڈیان
حسن و جمال مین ماہ چہاردہم سے سبقت لے گئی تھین الغرض اُس بی بی نے اُس عطار کی دکان پر
قدم رنجہ فرمایا ابن طاہر اُسکو دیکھکر دوڑا اور استقبال کرکے اپنی دُکان پر بٹھلایا اور شہزادے
پارس نے ایک تپائی کمخاب سے منڈھی ہوئی لاکر اُسکے پانون کے نیچے رکھی اور بڑے لحاظ سے
سلام کرکے قالین کو کہ پا انداز اس بی بی کے تھا بوسہ دیا پھر جب اُس بی بی نے نقاب چہرے
سے اُٹھائی دیکھتے ہی اُسکی صورت تیر عشق کا شہزادے کے دل مین پار ہو گیا اور اُدھر وہ بی بی بھی
شہزادے پر فریفتہ ہوئی غرض دونون عشق مین گرفتار ہوے اُس بی بی نے شہزادے کو بیٹھنے کیلئے
اشارہ کیا شہزادہ بیٹھ گیا لیکن مانند تصویر کے اُسے دیکھ رہا تھا وہ بی بی اُس کی بیقراری کو سمجھ
جلد اُٹھ کھڑی ہوئی اور ابن طاہر سے سرگوشی کرکے اول سبب اپنے آنے کا ظاہر کیا بعد اس کے
نام و نشان اس جوان کا پوچھا ابن طاہر نے کہا اس جوان کا نام ابوالحسن بن بکار ہے اور نسل سے
سلاطین پارس کے ہے بادشاہ اخیر اسی کا باپ دادا تھا اور اکثر شہزادیان اُن بادشاہون کی
اس خلیفہ کے خاندان مین بیاہی گئی ہین وہ بی بی اُسکی عالی خاندانی کا حال سُنکر نہایت خوش ہوئی
اور ابن طاہر سے کہا مین تمھاری نہایت ممنون ہونگی اگر تمھارے سبب سے درمیان میرے اور اس
شہزادے کے جان پہچان ہو جائے مین اپنے گھر جاتی ہون فلانی خواص کو تمھارے پاس بھیجون گی
تم اس جوان کو ضرور اپنے ساتھ لانا مین چاہتی ہون کہ یہ جوان میرے مکان اور باغ کی سیر کرے چلتے
وقت پھر شاہزادے کے آنے کے لیے تاکید کی اور قسم دلائی ابن طاہر نے کہا مین ضرور اسکو لاؤنگا
پھر جب وہ بی بی رخصت ہوئی شہزادہ عالم تحیر مین اُسکو دیکھا کیا جب نظر سے وہ غائب
ہوئی اُس راہ کو دیوانون کی طرح تکتا رہ گیا ابن طاہر نے شہزادے کو بہت سمجھایا کہ صاحب

لوگ تمکو اس حال مین دیکھ کے ہنسین گے اس خیال سے باز آؤ شہزادے نے کہا مجھکو معذور رکھو مین ابن
بی بی کے عشق مین از خود رفتہ ہون للہ بتاؤ کہ یہ بی بی کون ہے اور مکان اسکا کہان ہے ابن طاہر
نے کہا یہ بی بی شمس النہار محبوبہ اول خلیفہ کی ہے شہزادے نے کہا شمس النہار نام اسکا اسم
بامسمی ہے کہ وہ مثل آفتاب کے ہے ابن طاہر نے کہا خلیفہ اسکو نہایت پیار کرتا ہے اور مجھکو حکم دیا کہ جس
امر کی یہ بی بی تم سے فرمایش کرے فی الفور سرانجام اسکا کیا کرو اور ہر امر مین اسکی خوشنودی مقدم جانو پھر ابن طاہر
شہزادے کو بہت نشیب و فراز دکھلا کر چاہتا تھا کہ اسکو شمس النہار کے عشق سے باز رکھے
مگر وہ ایسا بسمل ہوا تھا کہ نصیحت کسی کی اسکو اثر کرتی غرض وہ دونون اسی گفتگو مین تھے کہ شمس النہار
کی کنیز نے ابن طاہر کے کان مین آکر کہا کہ جلد چلو تمہاری بی بی نے تمہین اور شہزادے کو بلایا ہے ابن طاہر
مع شہزادے کے روانہ ہوا خواص دونون کو خلیفہ کے محل مین لے گئی اور اس محل کے ایک
طرف کو مکان خاص شمس النہار کے رہنے کا تھا اس نے دونون کو ایک جگہ بٹھایا تھوڑی دیر کے
بعد ایک حبشی نے آکر دسترخوان بچھایا اور اس پر طرح طرح کے کھانے چنے جنکی خوشبو سے دماغ
معطر ہو گیا خواص ان دونون کو دسترخوان پر لیگئی بعد فراغت طعام ایک خواص نے گلاب [illegible]
کے باری باری سے دونون کو بلائے پھر انکے ہاتھ دھلوائے اسکے بعد شیشیان عطر کی حاضر کین انھون
نے خوب سا عطر اپنے کپڑون مین لگایا پھر اس کنیز معتمد نے انکو وہان سے لیجا کر ایک بارہ دری مین کہ نہایت
آراستہ تھی بٹھایا اور وہ بارہ دری مثل ایک گنبد کے تھی جسکے ایک طرف ستون سنگ مرمر سفید کے
تھے اور نیچے ستونون کے طرح طرح کی شکلین حیوانات کی خوشنما اسلوب سے بنی ہوئی تھین اور فرش
اسکا کارچوبی قالین زرنگار سے تھا کہ جس پر بیل اور بوٹے رنگ برنگ کے کڑھے تھے اور درمیان
دو ستونون کے نیچے کی طرف چھوٹی چھوٹی الماریان خوبصورت بنی تھین جنمین ظروف چینی بلور سنگ
موسی سنگ سماق وغیرہ کے رکھے تھے اور ان سب ظروف پر تمام سونے کی تحریر اور نقش و نگار کھنچے
ہوئے اور اوپر کی طرف درمیان دو ستونون کے دروازے آن پر خوبصورت برآمدے اور ان
دروازون سے چارون طرف باغ نظر آتا تھا اور باغ کی روشون پر رنگین پتھر کا فرش بنا ہوا کہ
مانند قالین گلزار کے دکھائی دیتا اور دونون طرف بارہ دری کے دو چشمے تھے جنسے سیکڑون فوارے
چھوٹتے اور اس باغ مین درختون میوہ دار پر ہزارون طیور خوش آواز چہک رہے شہزادہ

پارس دراِبن طاہر تماشا اس مکان روح افزا کا بیٹھے دیکھتے تھے خصوصا شہزادہ کمال متحیر ہوا اتنے مین ایک
گروہ زنان پری تمثال حور شمائل کا کہ نہایت حسین و پُر تکلف لباس پہنے ہوے تھا آکر بارہ دری
کی چوکیون طلائی نقرئی پر بیٹھ گیا اور وہ عورتین اپنے سازون کو نکال کر منتظر حکم تھین اشارہ پاتے
ہی بجانے اور گانے لگین پھر وہ دونون بھی ایک برآمدے کے نیچے بیٹھ گئے پھر اپنے دہنی طرف
ایک تخت جواہر نگار پر تکلفی بچھا ہوا دیکھکر حیران ہوے اور وزیرزادے ابن طاہر نے بعد دریافت شاہزادے
سے کہا کہ یہ جگہ بیٹھنے شمس النہار کی ہی اور جو محبت بادشاہ کو بہ نسبت اور خواصون کے اس کے
ساتھ ہی وہ بیان نہین ہو سکتی اسکو اجازت ہی کہ جس وقت جہان چاہے بے پوچھے چلی جائے
اور بادشاہ بدون خبر کیے اسکے پاس نہین آتا تم اندیشہ نکرو یقین ہی کہ شمس النہار اب جلد آئے
اور تمھین گانا بجانا اپنی خواصون کا سُنا کر بہت خوش کرے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک خواص نے آکر
اُس گروہ کو واسطے بجانے سازون کے حکم پہونچایا وہ سب اپنے اپنے ساز بجانے لگین کبھی خالی ساز
بجاتین اور کبھی بانسلی کی آواز سے اپنی آواز ملا کر گاتین شہزادہ انکا گانا بجانا سُنکر بیہوش ہو گیا اتنے
مین خبر آمد شمس النہار کی ہوئی شہزادہ بھی ہوش مین آکر بیٹھا اول وہ معتمد خواص دس کہاریان حبشنین
اپنے ساتھ لائی اُنھون نے اس تخت جواہر نگار کو اُٹھا نزدیک ابن طاہر اور شہزادے کے
لا کر بچھایا اُسکے بعد پھر وہ حبشنین آکر صف باندھ کھڑی ہوئین پھر بیس گانے والیان آگے تخت
کے کھڑی ہو کر گانے بجانے لگین اور دس خواصین حسین و حسینین اُس دروازے مین جہان سے
وہ دس حبشنین کہاریان آئی تھین جا کر کھڑی ہوئین اتنے مین وہ معشوقہ اُن کے حلقے مین ہو کر
ادھر متوجہ ہوئی اگرچہ وہ سب ہمرنگ تھین مگر اُس نازنین کا حسن و تجمل سب سے زیادہ تھا وہ اپنے
دونون ہاتھون کو دو خواصون کے کندھون پر رکھے اور جواہرات سر سے پا تک بانکپن سے پہنے ہوئے
خرامان خرامان چلی آتی تھی ور شہزادہ اُسی کی طرف دیکھتا اور ابن طاہر سے اپنی بیتابی کو بیان کرتا تھا
ابن طاہر کو اتنی فرصت نہ ملی کہ اُسکو جواب دے کہ وہ نازنین آکر اس تخت پر بیٹھ گئی اور اشارے
سے اُن دونون کو سلام کیا اُن دونون نے بھی جواب سلام اشارون سے دیا پھر شمس النہار نے
گانے والیون کو حکم کیا کہ آگے آئین وہ سب آئین اتنے مین حبشنون نے اُن کی چوکیان اٹھا لا کر
برآمدے کے پاس جہان شہزادہ اور ابن طاہر بیٹھے تھے بچھا دین وہ سب صف

بازو ملکہ بیٹھ گئیں بعدہ شمس النہار نے ایک کو اُن مین سے اشعار عاشقانہ گانے کی فرمائش کی چنانچہ اُس نے یہ چند اشعار عاشقانہ بسوز و گداز گائے غزل

تصویر جلوس شمس النہار کی

قید کر لی مرے ساقی نے پری شیشے مین
مے نہین یا اتر آئی ہے پری شیشے مین
پی گئے ہم سے گلرنگ کی باقی ساقی
ہو گئی ہے دم گلرنگ بھری شیشے مین
آتی ہے دل کے مزامیر سے آواز الست
میکشو نے مے گلرنگ بھری شیشے مین
صاف کر دل کو ذرا صورت جام جمشید
چھو گئی کچھ جو نسیم سحری شیشے مین
کیا غضب ہے تن خاکی مین ہے روح لطیف
اڑ گئے ہم جیسے نسیم سحری شیشے مین

لیکے خم سے جو مئے صاف بھری شیشے مین
مین وہ ہون قائل کہ دن آئینہ دلمین الیسا
نہ رہی نام کو تلچھٹ نہ تری شیشے مین
ساقیا تنگ ہون تکلیف خمار مے سے
عالم غیب کی ہے نغمہ وری شیشے مین
روح کہتی ہوئی یہ جسم سے باہر نکلی
دیکھ بازار جہان کی گذری شیشے مین
کہین عینک سے بھی اندھے کو نظر آتا ہے
دیو کی جا یہ نظر آئے پری شیشے مین

شعلہ طور کی ہے جلوہ گری شیشے مین
ہے یکدم بھر مین اُتر آئے پری شیشے مین
سبزہ خط کا جو ساقی کے پڑا ہے سایہ
وہ پلادی کہ جو ہو سبز کھری شیشے مین
غنچون کو اگر اک لحظہ بھی غافل پایا
بند کی تھی یہ بھلا کسنے پری شیشے مین
چور ہو جائیگا یہ غنچہ دل کی صورت
کام کرتی نہین کچھ بے بصری شیشے مین
میکدہ مین مے گلرنگ کی دیکھی جو بہار

شمس النہار نے سب مضمون کو مطابق اپنے اور شہزادے کے قیاس کیا

شہزادہ بیقرار ہوگئے گھبراہوا اور اُس عورت سے جو بانسلی بجاتی تھی کہا ذرا میرا ساتھ دے پھر وہ یہ
غزل عاشقانہ مؤلف کی بانسلی کی آواز کے ساتھ دیر تک گایا کیا

غزل

کسی کی زلف شبگون سے ہم اپنا دل لگاتے ہین / خداوندا تو حافظ ہی بلا کے منہ مین جاتے ہین
شب فرقت خیال یار کیا کیا رنگ لاتے ہین / تصور ہو کے آتے ہین تمنا بن کے جاتے ہین
نوید اے درد فرقت ساتھ چھوٹیگا نہ اب تجھ سے / پیام وصل اُنسے حضرت دل کہنے جاتے ہین
لگاتے ہین دل اپنا اک بت بیرحم کے دل سے / تماشہ ہے کہ ہم شیشہ کو پتھر سے لڑاتے ہین
وہ اک تم ہو کہ ہنستے بولتے رہتے ہو دشمن سے / وہ اک ہم ہین کہ شب فرقت کی جو صدمے اٹھاتے ہین
تجھے وہ دیکھتے ہین یار کی آنکھون سے محفل مین / سنبھالا ہے ہوش انداز نگہ بیخود بناتے ہین
تصور مین کہ جادو ہین حسینان جہان یارب / نہ دلمین چھپکے رہتے ہین نہ آنکھون مین سماتے ہین
خدا محفوظ رکھے گیسوے دلدار سے تجھ کو / یہ وہ موذی ہین جو سودائیون کو کاٹ کھاتے ہین
تو وہ خوش چشم ہے اے غیرت گل باغ عالم مین / غزالان ختن بھی راہ مین آنکھین بچھاتے ہین
کفن ہے دوش پر تابوت میت سر پہ ہے اپنے / بڑے سامان سے ہم کوچۂ قاتل مین جاتے ہین
حسینون کی طبیعت سے بہت مجبور ہون یارب / پریشان ہوتے ہین خود مجھکو دیوانہ بناتے ہین
ہمین تو رات دن صاحب تمھارا دھیان رہتا ہے / کبھی ہم بھی تمھین اے بندہ پرور یاد آتے ہین
جفائین کرتے ہین لیکن لب شکوہ نہین کھلتا / ہم انکو آزماتے ہین وہ ہم کو آزماتے ہین
دل آزارون سے ملتے رہتے ہین اتنا سمجھ کر ہم / اُنھی پر مہربانی کرتے ہین جسکو ستاتے ہین
بتان بیوفائی بخششین ہین قہر حق حامد / کدورت رکھتے ہین عاشق کو مٹی مین ملاتے ہین

جب وہ گا چکا تب شمس النہار اُسی طرح بانسلی کی آواز پر گائی اور سوز عشق شہزادے کا ایک سے سو حصّے زیادہ کیا شہزادے نے دوسری بار گانا شروع کیا اس بار پہلی دفعہ سے خوب گایا غرض شعلۂ عشق کا رگ رگ ہوا سے ایسا اُن دونون کے دل مین بھڑکا کہ دونون بے اختیار ہوگئے شمس النہار اُٹھکر بارہ دری کی طرف چلی اور شہزادہ بھی اُسی کے پاس پہونچا اور دونون بے اختیاری سے ایک دوسرے کے گلے لگ گئے اور فرط سرور سے بیہوش ہوکر قریب تھا کہ زمین پر گرین لیکن خواصون نے سنبھالا اور بارہ دری مین لیجا کر دونون پر بید مشک چھڑکا شمس النہار نے ہوش مین آتے ہی

ابن طاہر کو پوچھا ابن طاہر نہایت متفکر تھا کہ دیکھئے انجام اسکا کیا ہو اگر خلیفہ اس کو سن پائے تو ہم تینوں کو ہلاک کر ڈالے ناگاہ شہزادے نے کہا شمس النہار یاد کرتی ہے وہ فوراً اسکے پاس حاضر ہوا شمس النہار نے کہا مین تیری کمال ممنون ہوئی اور ایک خواص کو اشارے سے فرمایا اس نے خاصہ تر پینے سے دستر خوان پر چنا شمس النہار اور شہزادے نے ابن طاہر سمیت کھانا تناول کیا بعد فراغت طعام شمس النہار ایک گلاس شراب کا لیکر خوب گائی پھر اسکو پیا اور دوسرا گلاس شہزادے کو دیا اس نے بھی خوب گا کر نوش کیا عین اس حالت مین خواص نے شمس النہار سے آہستہ کہا کہ بی بی مسرور افسر خواجہ سراؤن کا دروازے پر حاضر ہے شہزادہ اور ابن طاہر دونون یہ سنتے ہی کانپنے لگے شمس النہار نے انکو مطمئن کیا اور اس لونڈی سے کہا تو جا کہ مسرور کو باتون مین لگا جب تک تخلیہ کر کے اسکو بلاؤن وہ لونڈی ادھر گئی ادھر شمس النہار نے حکم کیا کہ سب دروازے بارہ دری کے بند کر دو اور پردے سائبان کے چھوڑ دو شہزادے اور ابن طاہر کو ایک طرف بارہ دری کے بٹھلا دیا اور اسطرف کے دروازے کو بند کر دیا پھر فرمایا کہ گانے والیان گانا بجائین اور آپ تخت پر بیٹھی اور لونڈی سے کہا کہ مسرور کو لاؤ مسرور اور بیس حبشی خواجہ سرا جو مسلح تھے اسکے ساتھ آئے اور دور سے شمس النہار کو آداب بجا لائے شمس النہار نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا خلیفہ فرماتے ہیں مین بے دیکھے تمھارے نہین رہ سکتا تمھارے محل مین آیا چاہتا ہون شمس النہار نے کہا میری طرف سے خلیفہ کے حضور مین عرض کیجیو کہ لونڈی حاضر ہے جسوقت حضرت کا جی چاہے قدم رنجہ فرمائین یہ کہکر اپنے خادمون کو حکم دیا کہ جلد فرش فروش درست تیاری کرو یہ کہکر مسرور اور اسکے ہمراہیون کو رخصت کیا اور آپ چشم پر نم شہزادے کے نزدیک گئی ابن طاہر ڈرا کہ شاید افشائے راز ہوا جو یہ روتی ہے اور ادھر شہزادہ مضطر ہو کے رونے لگا اتنے مین اس کنیز معتمد نے آکر کہا بی بی ایک گروہ خواجہ سراؤن کا چلا آتا ہے اور خلیفہ بھی تشریف لایا چاہتے ہین شمس النہار نے ایک آہ کھینچکر کہا اے سپہر بے مہر کیسا تو سنگدل ہے کیسی جلدی تو نے ہمکو ایک دوسرے سے جدا کیا پھر اس لونڈی سے کہا ان دونون کو اس مکان مین جو باغ کے کونے مین ملحق دریا سے ہے لیجا کر بٹھلا اور باہر سے قفل لگا اور قابو پا کر دوسرے دروازے سے انکو پوشیدہ باہر کر دیجیو پھر شہزادے کو گلے سے لگا کر رخصت کیا اور آپ طرف استقبال خلیفہ کے متوجہ ہوئی وہ لونڈی دونون کو اس مکان مین لے جا کر چھوڑ آئی اور انکی بہت تسلی کی اور چلی گئی وہ دونون نہایت

ہراسان ہوئے چارون طرف اس مکان کے پھرے مگر کسی طرف راہ نکلنے کی نہ پائی دفعتًہ سوار اور پیادونکو جو آگے آگے خلیفہ کے چلے آتے تھے دیکھکر زیادہ بدحواس ہوئے پھر بہت روشنی دیکھی گھبراکر اُسکو دونون دیکھنے لگے کہ سو خواجہ سرا امرد ہمسن ہم لباس شمعین روشن موم سفید کی ہاتھون مین لیے آتے ہین اور اُنکے پیچھے سوسے زیادہ خواجہ سرا جوان مسلح پرا پر صف باندھے ہوئے ہین اور اُن کا معمول تھا کہ جب خلیفہ کسی بی بی کے گھر رات کو جاتا تو وہ اُسکے ساتھ رہتے پھر دیکھا کہ اُن سب کے بعد خلیفہ اور داہنی طرف اُسکے مسرور اور بائین طرف وصیف نامے سردار خواجہ سراؤن کا چلا آتا ہو شمس النہار خلیفہ کی پیشوائی کو اخیر روش پر جا کر کھڑی ہوئی اور بیس۲۰ خواصین صاحب جمال جن کے گلون مین مروارید کے مالے اور کانون مین بالے جنمین بڑے بڑے ہیرے پڑے ہوئے اور طرح طرح کے زیورات و جواہرات پہنے ہوئے پیچھے شمس النہار کے نہایت ادب سے کھڑی باجے بجا اور گانا گا رہی تھین اور جب خلیفہ قریب پہونچا شمس النہار نے اپنے تئین اُسکے قدمون پر ڈالا خلیفہ خوش ہوا اور کہا بی بی مین تمھارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا شمس النہار مؤدب خلیفہ کے حضور مین بیٹھی اور ایک گانے والی کو گانے کے لیے اشارہ کیا اُس نے بسوز و گداز یہ غزل عاشقانہ مؤلف کی گائی

غزل

واہ کیا کہنا تجلی جمال یار کا — برق طور اولیٰ ہو جلوہ شعلۂ رخسار کا
تل سمٹ کر بنگئی اس نازنین رخسار کا — وصل کی شب نے بڑھایا اور جوبن یار کا
بڑھ گیا عشق اسقدر اس پردۂ خمار کا — گھٹتے گھٹتے جسم ڈورا بن گیا تار کا
سب کو حاصل ہو مزہ شیرینی گفتار کا — خوب طوطی بولتا ہے لعل شکر بار کا
خیمۂ گردون پھیرے گا تیرتا مثل حباب — جوش پر دریا ہو اشک چشم طوفان بار کا
زخم دل مین زخم ہوا کا اور ناوک فگن — تو نمک چھڑکے جو شور خندۂ سوفار کا
پس رہے ہین ہر قدم پر دل خرام ناز سے — شور ہے عالم مین اُنکے فتنۂ رفتار کا
کیون نہ بڑھکر آسمان سے ہو زمین کا مرتبہ — مہر سے روشن ہو ذرہ خاک کوے یار کا
ای جنون مین بھی وہ مجنون وادی وحشت کا ہون — میرا افسانہ وظیفہ ہے زبان خار کا
پھر نہ ہو دیوانگی کا قیس کو دعویٰ کبھی — شور اگر سن پائے مری زنجیر کی جھنکار کا
کوئی دم مہمان جو ہو دل مین ترا تیر ادا — لے وہان زخم دل بوسہ لب سوفار کا

کون مونس تھا سب غم مین جو کرتا دلدہی
فرش گل پر صورت راحت نظر آئی نہین
بلبلین کہتی ہین گل سمجھے جسے یاد بہار
مہوشون مین وہ بھی یکتا عاشقون مین بھی فرد
کان تک اُس غیرت گل کے کبھی پہونچی نہ آہ
حسب وعدہ آئیے ملنے کو وقت واپسین
اوکمان ابرو لب معشوق ہو جائے اگر
محتسب کے آتے ہی آئی تڑاقے کی صدا
بجلیان کرتی ہین آکر میری تربت کا طواف
ہوگیا دیوانہ جو ٹھہرا ذرا آکر یہان
ایک دم جاتا نہین دلسے خیال لطف وصل
ہین مرے اُستاد نامی حضرت منشی امیر

غزل [illegible] حامد [illegible]

حال اُٹھکر درد نے پوچھا ترے بیمار کا
چاہیے ہی عاشق مژگان کو بستر خار کا
ایک جھونکا ہی ہمارے کو چہ منقار کا
کیون نہون مشہور مین کیون ہو نہ شہر یار کا
ہے مری فریاد نالہ بلبل گلزار کا
دم بھی ٹوٹے گا جو ٹوٹا آسرا بیمار کا
لون وہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا
شیشہ ٹوٹا یا یہ دل ٹوٹا کسی میخوار کا
کشتہ ہون کس برق وش کے چاندسے رخسار کا
بن گیا ہی کیا پری سایہ تہ تہ دیوار کا
محو ہون کس درجہ حامد خلوت دلدار کا
نام لیوا ہون مین اے حامد بڑی سرکار کا

خلیفہ سمجھا کہ یہ سب سوز وگداز میرے ہی واسطے ہی اور حقیقت مین وہ سوز وگداز شہزادے کیواسطے تھا پھر وہ ضبط نہ کر سکی قریب تھا کہ گر پڑے خواصون نے دوڑ کر تھانبا اور بارہ دری کے اندر لیگئین اُدھر ابن طاہر نے شہزادے کا حال متغیر پایا یہان تک کہ وہ بھی غش مین آکے گرپڑا ابن طاہر نے اُسکو سنبھالا اتنے مین وہی معتمد خواص آئی اور شہزادے کو بیہوش دیکھ دوڑی گئی اور پانی لاکر اُسپر چھڑکا جب وہ ہوش مین آیا ابن طاہر نے کہا اب یہان سے نکل چلنا بہتر ہی چنانچہ کنیز اور ابن طاہر شہزادے کو دروازے تک لے گئے وہان اس کنیز نے دستک دی بمجرد دستک کے ایک نبسولی کو ایک آدمی کھیتا ہوا لایا دونون اس مین سوار ہوئے اور ملاح کشتی کو جلد کھیکر دریا مین لیگیا ابن طاہر شہزادے کو دلاسا دیتا اور کہتا کہ تم اپنے تئین سنبھالو یہان تک کہ دونون کشتی سے اُترے ابن طاہر شہزادے کو نہایت سست دیکھکر بہت گھبرایا کہ اب کیا کیا چاہیے اتنے مین اُسے یاد آیا کہ یہان میرا ایک دوست رہتا ہی اُسکے گھر تک شہزادے کو کھینچ کھانچ لے گیا اس دوست نے اپنے گھر کے اندر دونون کو لیجا کر بٹھلایا اور پوچھا کہ کہان سے آتے ہو ابن طاہر نے کہا ایک قرضدار

اس شہر سے روپوش ہوا چاہتا تھا مین اسکی تلاش کو نکلا اس بزرگ سے جسے تم میرے ساتھ دیکھتے ہو راہ مین ملاقات ہوئی معلوم ہوا کہ یہ بزرگ اس میرے فرزند سے بخوبی واقف ہی اور میرے ساتھ ہوا اگرچہ اس بزرگ کی رہنمائی مین شک نہین مگر بسبب بعض وجوہ کے فرزند ہاتھ نہ لگا آخر ہم وہان سے پھرے ہوے آتے تھے اتفاقاً یہ بزرگ راہ مین عاجز ہو گیا مجبور ہو کر تمھارے گھر آئے اور چاہتے ہین کہ فجر تک یہان رہین ابن طاہر کے دوست نے بہت تاسف کیا اور باوجود عدم تعارف کے شہزادے کی بہت سی غمخواری کی اور درپے علاج کے ہوا ابن طاہر نے کہا دوا کی حاجت نہین یہ عارضہ انکو اکثر ہو جایا کرتا ہی اور خود بخود اچھے ہو جاتے ہین تب اسکے دوست نے ایک مکان وسیع ہوادار مین دونون کو لیجا کر سلایا شہزادے نے خواب مین دیکھا کہ شمس النہار خلیفہ کے آگے بیہوش پڑی ہی یہ جاگا اور بہت بیقرار ہوا ابن طاہر اس خیال مین تھا کہ جلد رات کٹے اور خیر و عافیت سے اپنے گھر پہونچین آخر صبح ہوتے ہی اپنے دوست سے رخصت ہوا شہزادے کو لیے ہوئے اپنے گھر پہونچا اور وقت فرصت وہ سب حال اپنے متعلقون سے کہا دو تین روز تک شہزادہ ابن طاہر کے گھر مین رہا بعد اسکے اقربا اسکے اسکو وہان سے لیگئے شہزادے نے وقت رخصت کے ابن طاہر سے کہا میری طرف سے غافل نہ رہنا شمس النہار کے حال سے مجکو اطلاع کرنا جب سے اسکو خواب مین بیہوش دیکھا ہی مین بیچین ہون اس نے کہا صبر کرو وہ کنیز ابھی آکے سب حال ظاہر کریگی ابن طاہر دو روز کے بعد شہزادے کے دیکھنے کو گیا اور اسکو بدستور آہ و زاری مین پایا اور اسکو بیہوشی تھی مگر ابن طاہر کی آواز سنکر اسنے آنکھین کھولین اور اسکو دیکھکر مسکرایا پھر سب اپنے دوستون اور طبیبون کو جو اسکے معالج تھے رخصت کر دیا اور فقط ابن طاہر کو نزدیک اپنے بلا کر کہا عشق دن بدن ترقی پر ہی اور جدائی شمس النہار کی مجھکو مارے ڈالتی ہی سب اقربا میرے میری حالت پر روتے اور افسوس کرتے ہین تم مجھ سے کوئی امر چھپا نہین کیا خبر شمس النہار کی لائے ہو اور ابن طاہر نے کہا ابتک کچھ حوال وہان کا معلوم نہ ہوا یہ سنکر شہزادہ رونے لگا ابن طاہر نے کہا للہ رونا موقوف کرو مبادا یہ راز اگر فاش ہو جائے تو پھر بڑی قباحت ہو شہزادے نے کہا کیا کرون مجبور ہون ابن طاہر نے اسکی بہت تسلی کی اور رخصت ہوا اور جب اپنے گھر مین پہونچا شمس النہار کی کنیز کو اپنے گھر پر بیٹھا پایا بعد صاحب سلامت کے اس نے اسکی بی بی کی خیر و عافیت پوچھی کنیز نے کہا

کہا

پہلے تم اپنا حال اور شہزادے کی کیفیت بیان کرو ابن طاہر نے سب راہ کا حال اور شہزادے کی بیقراری کا اُس سے ظاہر کیا کنیز نے کہا یہی حال میری بی بی کا ہے جب مین تم کو رخصت کرکے محل مین گئی مین نے انکو غش مین پایا اور کسی تدبیر سے افاقہ مین نہ آئین اور خلیفہ بھی اُنکے پاس بیٹھا ہوا حیران تھا اور ہر ایک خواص سے خصوصًا مجھ سے پوچھتا تھا کہ تمکو کچھ سبب اس بیماری کا معلوم ہے ہم سب نے راز کو چھپایا اور کہا کہ ہمین کچھ معلوم نہین پھر ہم سب روتے دھوتے رہے آخر آدھی رات کو وہ ہوش مین آئین اُس وقت خلیفہ نے پوچھا کہ شمس النہار تیرا یہ حال کیون ہوگیا تھا اُس نے کہا خداوند آپ نے لونڈی کو اُس وقت سرفراز فرمایا مگر مین عجب بدقسمت ہون کہ میری یہ حالت ہوگئی کچھ خدمت حضور کی نہ کر سکی بلکہ حضور کو بھی بے چینی ہوئی بادشاہ نے کہا آج کی رات تو اسی جگہ رہو اور محل مین جا کر غرض جب خلیفہ وہان سے گیا میری بی بی نے مجھ سے تمھارا حال پوچھا مین نے اسکی دلجمعی کی کہ وہ یہان سے بخوبی گئے اور حال شہزادے کے غش آنے کا اُس سے نہ کہا اُس نے روکے کہا اے شہزادے مجھ کو تیرا حال نہین معلوم کہ کیا گذرتی ہے یہ کہکر پھر غش مین آکر میری گود مین لیٹ گئی میری ہمراہیون نے دوڑ کر اُس پر بید مشک چھڑکا جب ہوش مین آئی مین نے کہا بی بی کیا تم اپنی جان دوگی اور ہم سب کو بھی اپنے ساتھ ماروگی ذرا اپنی جان پر رحم کرو بی بی نے آنکھون کو مجھ سے کہا کیا کرون مین اپنے اختیار مین نہین پھر تمام رات شہزادے کا نام لیکر رویا کی اور خلیفہ کے مخل ہونے کی شکایت کرتی رہی صبح کے وقت مین اُسے گود مین اُٹھا کر اُس کے خاص رہنے کے مکان مین لےگئی وہان بموجب حکم خلیفہ حکیم معالجہ کرنے کے لیے حاضر تھے تھوڑی دیر بعد آپ بھی خلیفہ آیا اور دوا و تدبیر اُسکی شروع ہوئی مگر کسی نے فائدہ نہ بخشا بلکہ ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ٭ تمام رات بیقرار رہی صبح کو مجھ سے فرمایا کہ شہزادے کی خبر لاؤ ابن طاہر نے کہا تو جلد جا کے اُس سے کہہ کہ شہزادہ اچھی طرح ہی لیکن تمھاری بیتابی سُنکر نہایت بیقرار ہی ابن طاہر اُس کنیز کو رخصت کرکے شہزادے کے پاس گیا اور اُس سے کہا شمس النہار نے اپنی کنیز کو تمھاری خیر و عافیت کیواسطے بھیجا تھا اور سب حال مفصل شہزادے سے بیان کیا یہانتک کہ شام ہوگئی شہزادے نے ابن طاہر کو تمام رات وہین رکھا صبح کو ابن طاہر اپنے گھر آیا تھوڑی دیر مین وہ کنیز آئی اور بعد صاحب سلامت کہا کہ میری بی بی نے یہ خط شہزادے کو لکھا ہی ابن طاہر نے اس کنیز اور خط کو شہزادے کے پاس لیجا کر کہا کہ شمس النہار نے تمکو خط لکھا ہی اور یہ لونڈی تمکو خیریت پوچھنے کیلیے بھیجا شہزادہ

اُٹھ بیٹھا اور لونڈی کو سامنے بلایا خط کو آنکھون سے لگایا اور چوما پھر اُسکو پڑھا اُس خط کا مضمون اول سے آخر تک سوز و گداز عاشقانہ تھا شہزادے نے مکرر اُسکو پڑھا اور جواب کنیز کو دیکر رخصت کیا ابن طاہر بھی اپنے گھر آیا اور سوچا کہ روز بروز ان دونون کا حال ابتر ہوتا جاتا ہے اور ہر روز کا آنا اور پیغام کا لیجانا اور میرا شہزادے کے پاس جانا خوب نہین اگر یہ راز خلیفہ کے کان مین پہونچے تو مین جان سے مارا جاؤ اور میرے اہل و عیال پر بڑی مصیبت آئے گی اور عزت میری خاک مین ملجائیگی اس سے بہتر ہی کہ اس شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر مین جا رہون ایک روز ابن طاہر اسی اندیشہ مین اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک جوہری دوست دلی اُسکا اُسکے دیکھنے کو آیا اور وہ جوہری اکثر کنیز شمس النہار کو اُسکے پاس آتے جاتے دیکھکر چونکا تھا خصوصًا ابن طاہر کو نہایت متفکر پاکر تصور کیا کہ کوئی امر عظیم ہی آخر جوہری نے ابن طاہر سے پوچھا کہ شمس النہار کی کنیز تمھارے پاس کیون آیا جایا کرتی ہے ابن طاہر نے خائف ہوکر کہا کسی کام کے لیے آتی ہی جوہری نے کہا وہ کام کیا ہو تب ابن طاہر نے جانا کہ وہ بیان واقعی کا خواستگار ہے چنانچہ ابن طاہر نے قول و قرار لے کے اس سے کہا شمس النہار ابوالحسن بن بکار پر اور شہزادہ اُسپر عاشق ہی اور دونون جلیل القدر ہین اور پیغام ہر ایک کا میری معرفت پہونچتا ہے سوا اگر یہ راز خلیفہ کو معلوم ہو جائے تو خدا جانے میرا کیا حال ہو سو مین بقصد بالبصرے کے جانے کا رکھتا ہون تا اس آفت سے محفوظ رہون کہ ان دونون کی عزت بچے جوہری نے یہ حال سنکر بہت تعجب کیا اور چلا گیا پھر بعد دو روز کے وہ جوہری ابن طاہر کی دکان کی طرف سے نکلا اُس نے دکان کو بند پایا کے جانا کہ شاید وہ بالبصرے کو گیا جوہری نے بہت فسوس کیا اور اپنے دلمین کہا اس شہر مین یہی فقط اُسکا ایک غمخوار اور محرم راز تھا سو وہ بھی چلا گیا اب در چند مصیبت اس پر گذریگی بہتر یہ کہ اب تو اُسکی اعانت اور غمخواری کرے القصہ جوہری شہزادے سے ملا اُس نے جوہری کو پہچانا اور بقصد خاطر داری خیر و عافیت پوچھکر کہا کچھ کہنے آئے ہو یا کچھ کام ہی جوہری نے کہا اے شہزادے مین چاہتا ہون کہ آپ کے حضور مین حاضر رہ کے خدمت حضور کی بجا لاؤن بالفعل ایک امر عظیم عرض کیا چاہتا ہون شہزادے نے کہا کہو تب جوہری نے کہا مجھکو اپنا خادم خاص سمجھو اور کسی طرح کا مجھسے اندیشہ نہ فرماؤ ابن طاہر سے زیادہ خیر خواہ اور راز دار مجھکو پاؤگے اور جو خدمتگزاری ابن طاہر سے وقوع مین آتی اُسکی اطلاع کرنے سے غلام کو خوب معلوم ہی ابھی مین اُسکی دکان کی طرف سے آتا ہون

معلوم ہوا

دکان اُسکی بند ہی معلوم ہوا کہ وہ بانسرے کو گیا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کیون یہان سے چلا گیا شہزادہ یہ باتین سنکر زرد ہو گیا اور کہا کیا سچ ہی کہ ابن طاہر اس شہر سے چلا گیا اور وہ جس وجہ سے چلا گیا فقط وہ میرا باعث تھا اور اُس نے میرے لیے بہت تکلیفین اُٹھائین غرض شہزادہ نے بڑا تاسف کیا پھر اپنے آدمی کو کہا کہ ابن طاہر کے گھر جا اور اُسکی خبر لا کہ وہ کہان ہی آدمی نے اُسکے گھر جا کر سُنا کہ وہ دو روز سے بانسرے چلا گیا پھر اُس نے شہزادے سے آ کر یہ خبر کہی اور یہ بھی اُسکے کان مین کہا کہ ایک خادمہ کسی کی آپ کے پاس کچھ کہنے کو آیا چاہتی ہی شہزادے نے کہا جلد اُسکو لا اور دل مین سمجھا کہ بیشک وہ کنیز شمس النہار کی ہی الغرض وہ شہزادے کے حضور مین آئی اور وہ جوہری اُسکو دیکھکر اُٹھ گیا پھر وہ کنیز شہزادے سے بات چیت کر کے رخصت ہوئی اور اُسنے شہزادے کو اچھا پایا جب وہ کنیز جا چکی وہ جوہری شہزادے کے پاس آیا اور مسکرا کر یہ پوچھنے لگا کہ شہزادے تم کو بڑی راہ و رسم خلیفہ کے محل سے معلوم ہوتی ہی وہ جھنجھلا کر بولا کہ تجھکو کیا معلوم جوہری نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ یہ کنیز شمس النہار معشوقہ خلیفہ کی ہی اور مین اُس کی بی بی سے خوب واقف ہون وہ اکثر جواہرات خریدنے میری دکان پر تشریف لاتی ہین اور یہ کنیز اُنکی محرم راز ہے اور اکثر مین نے اسکو ابن طاہر کے پاس آتے جاتے دیکھا یہ سنتے ہی شہزادے کو یقین ہوا کہ جوہری بھی اس راز سے واقف ہی نہایت ہراسان ہوا ایک ساعت ساکت رہا پھر جوہری سے کہا کہ جو کچھ تم اس بھید سے واقف ہو مجھ سے کہو جوہری نے اول سے آخر تک سب حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ صرف میرا سبب آنے کا آپ کے حضور مین یہی ہی کہ اس خاص امر مین آپ کی خدمت گزاری و غمخواری جیسی کہ ابن طاہر سے عمل مین آئی بجا لاؤن اور تمھارے کام مین اپنی عزت بلکہ جان سے بھی دریغ نہ کرون اور بخدا مجھ سا ایسا رفیق آپ کو نہ ملیگا شہزادے کو بہت تسلی ہوئی اور اپنے دل کی باتین اس سے کہنے لگا مگر یہ بھی کہا کہ کنیز شمس النہار کی تمکو دیکھکر کہتی تھی کہ اس شخص کے کہنے سے ابن طاہر بانسرے کو گیا اور تم سے کنیز بہت بدگمان ہوا اس صورت مین کیونکر تمھین داستہ امر خاص مین کیا جائے جوہری نے کہا مین نے ابن طاہر کو نہین ورغلانا اس بات کی کچھ اصل نہین کنیز محض غلط کہتی ہی تب شہزادے نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کنیز نے حسد کی راہ سے تمھین متہم کیا تمھین لازم ہی کہ اس کنیز کو بھی ملاؤ پھر دیر تک دونون صلاح کرتے رہے کہ کوئی تدبیر شمس النہار سے ملنے کی نکالنی چاہیے بعد اسکے جوہری اپنے گھر کو گیا شہزادے نے وقت رخصت کرنے اس کنیز سے کہا کہ تاکہ

ابکی بار کوئی خط اپنی بی بی کا دستخطی میرے پاس لائیو کنیز نے جا کر اپنی بی بی سے حال چلے جانے ابن طاہر کا اور طلب کرنے خط کو شہزادے کا بدستخط خاص سے بیان کیا شمس النہار نے ایک خط شوقیہ درشتمل تاسف کا ابن طاہر کے جانے سے لکھ لونڈی کو فرمایا کہ جلد شہزادے کو پہونچا وہ خط لیکر شہزادے کے گھر دوڑی جاتی تھی اتفاقاً خط راہ مین گر پڑا اور جوہری نے اسکو پایا اور یہی مرسبب آشتی کا درمیان جوہری اور اس کنیز کے ہوا یعنی وہ کنیز خط ڈھونڈھتی ہوئی اس جگہ آئی جہان جوہری اسکو پڑھ رہا تھا کنیز نے کہا صاحب یہ مجھ سے گر پڑا تھا تم نے پایا امیدوار ہون کہ مجھکو دو وہ جوہری چپکا اپنے گھر چلا گیا کنیز بھی پیچھے اسکے گئی اور گھر مین جا کر اس سے کہا کہ صاحب تمکو معلوم نہین کہ اسکو کس نے لکھا کس کے نام پر ہے جوہری نے کہا مجھکو معلوم ہے یہ خط شمس النہار نے فلانے شہزادے کو لکھا کنیز ڈر گئی جوہری نے کہا سچ کہہ کیا تو نے شہزادے سے کہا ہے کہ مین نے ابن طاہر کو صلاح بغداد جانے کی دی اور مین چاہتا ہون کہ بجاے ابن طاہر کے شہزادے کی ہمرازی اور غمخواری کیا کرون تو غلط سمجھی صحیح یہ کہ پہلے مین نے ہی خبر ابن طاہر کے جانے کی شہزادے سے کہی تھی ورنہ وہ اول مین مجھکو بیگانہ سمجھکر کچھ بھید کی بات نہ کہتا تھا آخر میری خیرخواہی دیکھکر سب اپنا حال مجھ سے کہا اور راضی ہوا کہ مین اس امر مین اسکو مشورہ دون اور مین تجھ سے بھی چاہتا ہون کہ تو بھی بجاے ابن طاہر کے مجھکو سمجھ اور اپنی بی بی کو راضی کر کہ وہ بھی مجھے معتمد جانے اگر جان بھی میری شہزادے اور شمس النہار کے کام آئے تو دریغ نہ کرونگا کنیز نے کہا کہ مین راضی ہون تم شہزادے کے کام مین بجاے ابن طاہر کے رہو اور جو کچھ مجھ سے تمھاری نسبت قصور ہوا معاف کرو اور حقیقت مین شہزادہ اور شمس النہار بہت خوش قسمت مین کہ بعد ابن طاہر کے تم ایسا رفیق ملے اور مین اپنی بی بی کو بھی راضی کرونگی تب جوہری نے خط اسکو دیا اور کہا کہ جلد جا کر شہزادے کو دے اور جو جواب ملے مجھے بھی دکھلاتی جائیو اور جو ہمارے تیرے عہد ہوا ہے اسکو شہزادے سے کہنا پھر وہ کنیز خط شہزادے کے پاس لیگئی اسنے پڑھکے فوراً جواب لکھا اور کنیز کو دیا کنیز پہلے جوہری کے پاس گئی اسنے پڑھ کے واپس دیا کنیز فوراً شمس النہار کے پاس گئی اور جواب خط کا دیا اور جوہری کی سفارش کی دوسرے دن جوہری کے پاس آئی اور کہا مین نے سب مراتب تمھاری طرف سے ذہن نشین اپنی بی بی کے کیے وہ بہت خوش ہوئی تم بجاے ابن طاہر کے ہو اور اب وہ یہ چاہتی ہے کہ تمکو دیکھے تم میرے ساتھ محل مین چلو جوہری نے کہا تمھاری بی بی ابن طاہر کی طرح مجھکو بلاتی ہین پر منہ

[illegible] [illegible]انتے تھے اور سب چھوٹے بڑے محل کے اُسے پہچانتے ہین ابھی اجنبی ہون کیونکر
[illegible] اگر تیرا آنا جانا ہو تو مضائقہ نہین کنیز نے جوہری کو بہت جرأت دلائی
مگر وہ محل مین چلنے کو راضی نہ ہوا آخر کنیز شمس النہار کی پھر گئی اور حال جوہری کے ڈرنے کا اُس سے کہا
شمس النہار نے سوچکر کہا اچھا کہتا ہے مین خود پوشیدہ اُسکے گھر جاکر اُسکو دیکھونگی تو اُسکو خبر کر کنیز پھر
جوہری کے پاس آئی اور اپنی بی بی کے ارادے سے اُسکو آگاہ کیا اور کہا کہ مین ابھی اُنکو لیے آتی ہون
غرض شمس النہار کنیز کے ساتھ جوہری کے گھر گئی جوہری آداب بجا لا کر اُسکو بڑی تعظیم و تکریم سے اندر گھر
کے لیگیا شمس النہار نے وہان برقع اپنے منھ سے اُٹھایا جوہری اُسکے حسن کو دیکھ کر دنگ ہوگیا اور دلمین
کہنے لگا کہ کیونکر شہزادہ ایسی صورت پر جسے حور اور پری دیکھ کر فریفتہ ہو جائین عاشق نہو پھر شمس النہار
سب مراتب کہہ سنکر بولی کہ خدا حافظ مین اب جاتی ہون تم میرے اور شہزادے کے بیچ مین ابن طاہر
کی طرح واسطہ رہنا مین تم کو دیکھ کر خوش اور مطمئن ہوئی یہ کہکر وہ محل مین چلی گئی اور مین شہزادے کے پاس
آیا شہزادے نے کہا مین تمھارا منتظر ہی تھا وہ کنیز اُس روز خط اپنی بی بی کا لائی تھی مگر میری تسلی نہ ہوئی
اگر شمس النہار سے کوئی صورت ملاقات کی ٹھہرے تو البتہ میرا اطمینان ہو افسوس اگر ابن طاہر ہوتا تو
ابتک کوئی صورت نکالتی جوہری نے کہا مین نے آپکے لیے ایک راہ پیدا کی ہے اگر سنیئے گا تو تشفی ہوگی
شہزادہ جوہری کی طرف متوجہ ہوا جوہری نے سب باتین یعنی راضی کرنا کنیز کا اور آنا شمس النہار
کا اُسکے گھر اور جو جو باتین کہ اُن مین ہوئی تھین شہزادے سے بہ تفصیل کہین اور کہا کہ گھبراؤ نہین
تمھاری ملاقات شمس النہار سے ٹھہری جاتی ہے مین اُسکو یہین بلواؤنگا اور کوئی مکان محفوظ ٹھہرا کر
تم دونون کی ملاقات ٹھہراؤنگا شہزادے نے نہایت خوش ہو کر کہا اب مجھکو یقین ہے کہ تمھاری بدولت
اپنے مطلب کو پہونچونگا جوہری اپنے گھر آیا دوسرے دن خادمہ شمس النہار اُسکے گھر موجود ہوئی جوہری
نے کہا خوب ہوا جو تم آئین مین تمھارا منتظر تھا شہزادہ شمس النہار کے لیے نہایت بیقرار ہے جسطرح
ہو سکے تو اپنی بی بی کو یہان لا خادمہ نے کہا بہت اچھا وہ بھی شہزادے کے لیے تڑپ رہی ہین مگر
تمھارا گھر بہت چھوٹا ہے جوہری نے کہا ایک گھر میرا اور ہے نہایت وسیع قابل امیرون کے پھر وہ دونون
اُس گھر مین گئے اور اُسکو دیکھ کر خادمہ نے پسند کیا اور اپنی بی بی سے جاکر سب احوال کہا پھر تھوڑی دیر
کے بعد وہ کنیز جوہری کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری بی بی نے وعدہ شام کو اُس مکان مین آنیکا کیا ہے اور

ایک تھیلی اشرفیون کی جوہری کو دیکر کہا کہ میری بی بی نے فرمایا ہی کہ اسکا کھانا اور شراب وغیرہ مہیا رکھنا یہ کہکر وہ کنیز چلی گئی جوہری نے اپنے دوستون سے ظروف طلائی اور نقرئی اور قالین و مسند تکیے زردوزی وغیرہ عاریت منگوائے اُس مکان کو آراستہ کیا اور سب چیزین کھانے پینے کی بھی مہیا کین پھر شہزادے کے پاس گیا اور اُسکو پوشاک فاخرہ پہنا کے پوشیدہ راہون سے اُس گھر مین لے گیا شہزادہ وہان انتظار مین شمس النہار کے جوہری سے بات چیت کر رہا تھا کہ شمس النہار بھی شام کو مع اُس کنیز معتمد اور دو اور کنیزون کے وہان پہونچی دونون عاشق ایک دوسرے کو دیکھکر اسقدر خوش ہوئے کہ بیان نہین ہوسکتا پہلے دونون تحیر مین رہے پھر دونون نے ایک دوسرے سے اپنا حال اس درد سے بیان کیا کہ جوہری اور تینون خادمہ سنکر بے اختیار رونے لگے آخر جوہری نے دونون کے آنسو پونچھے اور دسترخوان پر بٹھلایا وہ دونون کچھ تھوڑا تھوڑا کھا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اُسی مکان مین استراحت فرمائی شمس النہار نے جوہری سے پوچھا کہ یہان کوئی بانسلی بجانے کی ہی جوہری نے ایک بانسلی لا دی وہ اُسکو دیر تک بجایا کی بعدہ یہ غزل عاشقانہ موءلف کی گائی

غزل

بام پر ہمنے رخ یار کا جلوا دیکھا
کچھ نہ پوچھو کہ شب وصل مین کیا کیا دیکھا
اُس ڈھٹائی سے مکرنے کا نتیجہ کیا ہی
ہمنے ان آنکھونمین سو طرح کا جلوا دیکھا
کم ہوا ایک تقاضا بھی نہ کمبختو کا (?)
خاک پر بیٹھ گئے دنہ جو اُٹھتا دیکھا (?)
باز آتا نہین فریاد سے کیا میرا تصور (?)
کہین تربت نظر آئی کہین لاشا دیکھا
وصل کی شب مین ترقی ہوئی ارمانونکی
گر پڑے اشک جو اُسنے مرا مردا دیکھا
مین وہ مہجور ہون پایا نہ تصور مین کہین
حال بیمار نہ اے رشک مسیحا دیکھا
طور پر برق تجلی کا تماشا دیکھا
خواہش وصل ہی مین لاکھ مصیبت گذری
دلکو مٹھی مین چھپا رکھا ہی دیکھا دیکھا
وائے قسمت کہ ہوا وصل نہ پھر بھی حاصل
آرزوؤن کو شب ہجر مین سمجھا دیکھا
نہ بچا پرسش اعمال سے بندہ کوئی
دل وارفتہ کو تمنے بھی تو سمجھا دیکھا
جلوہ گہ مین نہوئے بیخبری سے آگاہ
حوصلے بڑھ گئے جب یار کو تنہا دیکھا
آگئی یاد ہمین ساقی دریا دل کی
ہر جگہ اُنکے پیے دھیان بھی دوڑا دیکھا
سر جو رکھتا ہون مین مطلب ہے یہی قدمونپر (?)
سحر آنکھون کا نگاہونکا کرشما دیکھا
تمنے مجھ سا بھی کوئی محو تمنا دیکھا
اک نہ اک صورت جانانہ تصور مین رہی
دل مضطر نے طبیعت کیطرح آ دیکھا
چین حاصل نہ ہوا بستر راحت پہ ہمین
عرصۂ حشر مین دنیا ہی کا جھگڑا دیکھا
سیر ہے کوچۂ قاتل مین ستمدیدونکی
دیدۂ شوق بتادے ہمین کیا کیا دیکھا
جوش الفت نے پس مرگ کیا اپنا اثر
ساغر بادۂ گلگون جو چھلکتا دیکھا
تیرے آنے کی تمنا پہ وہ جیتا تھا فقط
ہنس کے فرماتے ہین تقدیر کا لکھا دیکھا

جو شرع وحشت مین پسند آیا نہ تعمیر کوئی
آب شیراز پہ زاہد کا مصلا دیکھا
مجمع یاس کے ہمراہ ہے مرقد پہ
نیک جس دن کوئی اللہ کا بندا دیکھا

ہمنے دیکھا بھی تو مجنون کا فسانہ دیکھا
یہ وہ دل ہے کہ جو پہلو مین حسینون کے رہا
شعر دیوان نے بہت دھوم سے میلا دیکھا
دل پہ قابو بھی رہے یا نہ رہا اے حامد

شیخ کو بادہ گلگون نے بنایا سرشار
یہ وہ آنکھین ہین جنھون نے رخ زیبا دیکھا
صبح سے شام تک اُس روز رہی بادہ کشی
آج سینہ کسی معشوق کا اُبھرا دیکھا

پھر شہزادے نے بانسلی لے کر شمس النہار کے جوش مین لانے کو خوب سا بجایا اور عین اُسی گانے بجانے مین آواز شور ہنگامے کی سُنی اور ساتھ ہی اسکے ایک غلام جوہری کا کہ باہر تھا بھاگ کے گھر مین آیا اور کہا بہت آدمی دروازے پر جمع ہین اور قریب ہے کہ دروازہ توڑ کر اندر چلے آئین مین نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسکے جواب مین مجھکو مارنا شروع کر دیا مین اندر بھاگ آیا جوہری نہایت متردد ہوا اور آپ دریافت حال کو باہر نکلا دیکھتا کیا ہے کہ ایک سو سوار تیغ بکف دروازے پر کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی ایک ہمسایے کی

تصویر قزاقان مسلح کی

دیوار پر چڑھ کے اسکی حویلی مین کود پڑا اور کہا بھائی یہ حال ہے مجھکو بچاؤ اور آدھی رات تک دراز دار و گیر کی اُس حویلی سے سُنا کیا جب دیکھا کہ اب آواز نہین آتی اپنے ہمسائے سے

تلوار لیکر اُس حویلی مین گیا اُسکو آدمیون اور اسباب سے خالی پاکر ایک آدمی کی آواز سُنی کہ وہ کہتا ہے
تو کون ہے اُسنے اپنے غلام کی آواز پہچانی اور پوچھا کہ تو کیونکر بچا اُسنے کہا مین ایک کونے مین چھپ رہا
تھا بعد ہنگامے کے نکل آیا اور صاحب یہ لوگ ڈاکو تھے کتنے ایک روز گذرے ہین کہ اُنھون نے
اس شہر کے فلانے محلے مین ڈاکا ڈالا تھا کتنے گھرون کو لوٹ لے گئے ہین جوہری اندر دالان مے
گیا نہ تو اسباب دیکھا اور نہ شمس النہار نہ اور نہ شہزادے کو پایا تب وہ بہت رو یا پیٹا کہ اپنے ہمسایون
کو اسباب پہچانے سے کیا جواب دونگا شمس النہار اور شہزادے پر نہ معلوم کیا گذرا اُسکے غلام نے کہا
شمس النہار کو بھی شہزادے سمیت وہ ڈاکو لیگئے ہین وہ اپنے گھر گئی ہو اور شاید شہزادہ بھی اپنے مکان پر پہونچا
ہو اور جن دوستون کا اسباب تم مانگ لائے تھے وہ اس خبر کو سُنکر معذور رکھین گے کہ ان ڈاکوؤن کا حال
سب جانتے ہین پھر جوہری نے اپنے دل مین کہا کہ ابن طاہر نے بڑی ہوشیاری کی کہ اپنا قدم
اس مقدمے سے نکال کر یہان سے چلا گیا اور مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے تئین بلا مین پھنسایا
اب دیکھیے انجام کیا ہو جان بھی بچتی ہے یا نہین اتنے مین فجر ہوگئی اور ڈاکے کی خبر تمام شہر مین مشتہر
ہوئی جوہری کے ہمسائے اور دوست جمع ہوئے اور اس حادثہ ناگہانی پر بہت متاسف ہوے اور
اُسکو سمجھا کے تسلی کی گو نہ اُسکی خاطر جمع ہوئی مگر اندیشہ دونون مہمانون کی طرف سے رہا کہ آیا وہ اپنے
گھر پہونچے یا نہین جب جوہری تنہا ہوا غلام نے کھانا اُسکے آگے رکھا مگر اُس سے کچھ کھایا نہ گیا دوپہر
کے وقت ایک غلام نے اُسکے آکر کہا کہ ایک آدمی آپکو باہر کھڑا بلاتا ہے جوہری نے باہر نکل کر
اُس سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا تم اپنے دوسرے گھر مین چلو مین کچھ تم سے کہا چاہتا ہون جوہری
اُسکے ساتھ ہوا وہ ایسی راہ سے اُسے لے گیا کہ کوئی اُس سے واقف نہ تھا اور کہا کہ اسی راہ سے
چور تیرا گھر لوٹنے کو آئے تھے غرض اتنی دور گئے کہ شام ہوگئی جوہری بہت تھک گیا
ڈرا بہا تنگ ... کہ دونون کنارے دریائے دجلہ کے پہونچے اور وہان سے کشتی پر سوار ہو کر اُس
پار گئے وہ شخص جوہری کو ایک لمبی گلی مین جسکو اُسنے کبھی نہ دیکھا تھا لے گیا اور اسی طرح کتنے کوچون
مین لیجا کر ایک دروازے پر کھڑا ہوا جب وہ دروازہ کھلا تو دونون اُس گھر کے اندر گئے وہ دروازہ اندر
کی طرف سے بند کیا گیا اور ایک بھاری قفل اُسمین لگا دیا پھر وہ آدمی جوہری کو ایک کمرے مین
لے گیا یہان دس اور شخص اجنبی بیٹھے تھے اُنھون نے جوہری کی تعظیم کی اور اپنے

پاس بٹھایا اتنے مین انکا سردار آیا اور کھانا مانگا اُن سبھون نے ہاتھ دھوئے اور جوہری نے بھی ہاتھ دُھلوائے جب وہ سب کھانا کھا چکے تو اُنھون نے جوہری سے پوچھا کہ کبھی تو نے آگے بھی ہم کو دیکھا تھا اُسنے کہا نہین تب اُنھون نے کہا ہمسے شب کا ماجرا جو تجھپر گذرا سچ سچ کہہ جوہری نے بہت متعجب ہو کر کہا صاحبو شاید تمنے کسی سے یہ بات سنی ہو اُنھون نے کہا البتہ ہم سے اُس جوان اور بی بی نے جو کل شام کو تمھارے گھر مہمان تھے اس حال کو ظاہر کیا تھا لیکن تیری زبان سے مکرر ہم سُنا چاہتے ہین جوہری کو اُسوقت یقین ہوا کہ فی الحقیقت یہ سب وہی ڈاکو ہین جنھون نے میرا گھر لوٹا تب اُسنے کہا صاحبو اگر تم کو کچھ حال اُنکا معلوم ہو تو کہو اُنھون نے کہا تو اُن دونون کے واسطے کچھ اندیشہ نہ کرو وہ دونون خیر و عافیت سے ہین یہ کہہ کے اُنھون نے دو مکان اُسکو باہر سے دکھلائے کہ ان مین وہ دونون جُدا جُدا ہین جب سب حال ہمین معلوم ہوا تب ہمنے اُن کو بہت اچھی طرح بعزت تمام رکھا اور کسی طرح کی انکو تکلیف نہ دی اور تم بھی خاطر جمع رکھو کہ کسی طرح کی تمکو بھی تکلیف نہ پہونچے گی یہ سُنکے جوہری نہایت خوش ہوا اور چورون کی شکر گذاری کی اور سب حال تعشق شہزادے اور شمس النہار کا اول سے آخر تک بیان کیا وہ سب متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ جوان ابو الحسن بن بکا شہزادہ پارس کا اور یہ بی بی معشوقہ خلیفہ کی ہی جوہری نے بحلف کہا کہ ہان اُنکو یقین ہوا کہ یہ جوہری سچ کہتا ہی سب چور جا جا کے شہزادے اور شمس النہار کے قدمون پر گرے اور اپنا عفو تقصیرات چاہا اور کہنے لگے کہ اگر ہمکو آگے سے یہ حال معلوم ہوتا تو ہم ہرگز ایسی خطا نہ کرتے محض لاعلمی مین ہم سے یہ تقصیر ہوئی اور پھر جوہری سے کہنے لگے کہ ہم سب بکمال نادم ہین سب اسباب تمھارا جسکو ہم لوٹ لائے ہین واپس کرنا غیر ممکن ہی کہ اُسمین سے کچھ کچھ ہمارے ہمراہی لیگئے ہین مگر ظروف طلا و نقرہ وغیرہ اسباب قیمتی موجود ہے چنانچہ وہ سب اسباب اُسکے حوالے کیا اور پھر چورون نے جوہری اور شہزادے اور شمس النہار سے عہد و پیمان بحلف لیا کہ ہمارا راز کسی سے افشا نہ کیجیے گا پھر وہ چور اُن تینون کو اسباب سمیت لیکے تکرس کے کنارے آئے اور ایک کشتی پر سوار کرکے اُس پار دریا کے پہونچے یہ تینون آدمی جب زمین مین اُترے اُنھون نے آواز روندے سوارون اور گھوڑون کی سنی یہانتک کہ اُنھون نے ان تینون کو گرفتار کر لیا اور ادھر چور اپنی کشتی کو زور سے کھے کر دور نکل گئے روندے کے سردار نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو پہلے وہ تینون ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکے آخر جوہری نے کہا کہ ہم تینون آدمی معتمد دن اس شہر سے ہین یہ آدمی جو کشتی

مین سوار جاتے ہین سب ڈاکو ہین کل رات کو ہمارے گھر ڈاکا ڈالکر سب اسباب لوٹ لیا تھا اور ہم کو بھی پکڑے لئے تھے اب ہم بہزار دقت اُسنے مخلصی پاکے اپنے گھر کو جاتے تھے انھون نے ہمکو یہانتک پہونچا دیا اور جو اسباب ہمارا لوٹ لے گئے تھے وہ ہمکو پھیر دیا وہ بھی ہمارے ساتھ ہی پھر وہ سب گٹھریان اسباب کی اُس سردار کو دکھلائین اُسنے جوہری کو چھوڑ دیا پھر شمس النہار اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوا کہ بتاؤ تم کون ہو اور اُس بی بی کو کون لایا ہی شہزادہ تو کچھ نہ بولا مگر شمس النہار نے افسر کو علٰحدہ لیجا کر کچھ حال کہا وہ سنتے ہی گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور آداب بجا لایا اور دو کشتیان منگوائین ایک کشتی پر شمس النہار کو سوار کیا اور دوسری پر جوہری اور شہزادے کو اسباب سمیت اور دو آدمی اپنے کشتیون پر بٹھا کر حکم کیا کہ اُن کو اچھی طرح سے اُنکے گھر پہونچاؤ اور دونون کشتیان دو طرف کو روانہ ہوئین اثنائے راہ مین شہزادے نے اُن پیادون سے کہا تم ہم دونون کو جوہری کے گھر پہونچا دو مگر پیادے شہزادے سے ناخوش تھے انھون نے کشتی کو چیلنا نہ کی طرف پہونچایا اور ارادہ کہ رات بھر اُن کو قید مین رکھین صبح کو خلیفہ کے حضور مین لیجائین یہ حال شہزادے اور جوہری دریافت کرکے نہایت مضطر ہوئے غرض جب اُن کو قیدخانہ مین لے گئے داروغہ محبس نے حال پوچھا جوہری نے سب حال کہا داروغہ نے دو پیادے اپنے اُنکے ساتھ کیے کہ جلد ان دونون کو ان کے گھر پہونچا آؤ پیادون نے فوراً پہونچا دیا وہ دونون خصوصاً شہزادہ نہایت ماندہ ہوگیا تھا طاقت ہلنے کی نہ تھی اسلیے شہزادے کے آدمی دونون کو اسباب سمیت اُتار لے گئے شہزادے نے اپنے آدمیون کو حکم کیا کہ جوہری کا اسباب اُس کے گھر پہونچا دو جوہری اپنے گھر آیا جوہری کے اہل و عیال کہ رو رہے تھے اُسکو سلامت دیکھ کر بہت خوش ہوئے جوہری تیسرے دن تفریحاً اپنے ایک دوست کی دکان پر گیا وہان سے پھرا آتا تھا کہ ایک عورت کو دیکھا کہ اُسے اشارے سے بلاتی ہی بغور معلوم ہوا کہ وہی کنیز شمس النہار کی ہے چپکا روانہ ہوا اور وہ کنیز بھی پیچھے اُسکے گئی یہانتک کہ ایک مسجد ویران مین وہ دونون گئے لونڈی نے بعد سلام جوہری سے پوچھا کہو تم چورون سے کیونکر بچے اُسنے کہا پہلے تم اپنا حال کہو کنیز نے کہا جس وقت چور تمھارے گھر مین گھس پڑے تو مین نے جانا خلیفہ کے پیادے تمھارے قتل کو آئے ہین مین کوٹھے پر چڑھ گئی وہ دونون کنیزین بھی چھت پر چلی آئین پھر تینون کوٹھے کوٹھے ایک مکان مین پہونچے کہ صاحب مکان بہت بامروت تھا ہمین ہراسان دیکھ کر اپنے گھر مین ٹھہرایا رات بھر ہم وہان

رہے صبح کو اپنے گھر پہونچے خواصین محل کی بی بی کو نہ دیکھکر بہت پریشان ہوئیں اور ہم سے پوچھنے لگیں ہمنے کہا کہ وہ اپنی کسی دوست بی بی کے گھر شب کو رہ گئی ہین وہ چپ ہو رہین باقی رات ہم کو بڑی مصیبت سے کٹی اور تمام دن اندیشے مین گذرا جب شام ہوئی مین نے گھبرا کر دروازے کو کہ دریا کی طرف تھا کھولا اور ملاح سے کہا کہ تو کشتی پار لیجا کر ایک بی بی کو تلاش کر اگر ملے سوار کر کے جلد لے آ ملاح اسی وقت کشتی پار لے گیا آدھی رات کو آواز کچھ اُس دروازے سے میرے کان مین پہونچی مین نے دوڑ کر دروازہ کھولا دیکھتی کیا ہون کہ کشتی مین وہ جوان اور ایک بی بی سوار ہے مین نے اپنی بی بی کو پہچانا اور مین اور دو خادمہ اُسکو کشتی سے اُتار کر محل مین لائی اور پلنگ پر لٹایا جب ذرا اپنے ہوش مین آئی مجھکو اشارے سے بُلا کے کان مین کہا کہ جلد ایک تھیلی ہزار اشرفی کی ان دونون پیادون کو دیکر رخصت کر مین حکم بجا لائی اب فضل الٰہی سے اچھی ہین اور سب اپنی مصیبت کا جو ان دنون اُن کو پہونچی تھی بہ تفصیل مجھ سے بیان کیا پھر جوہری نے اپنا تمام حال اور شہزادے کا جو کچھ گذرا تھا کہا اس خادمہ نے دو تھلیان دو ہزار اشرفی کی جوہری کو دیکر کہا کہ میری بی بی کو تمھارے اسباب کے ضایع ہونے سے نہایت تاسف ہوا اسلیے یہ دو توڑے تمکو بھیجے ہین اور بہت سی تمکو تسلی کہلا بھیجی ہے جوہری نے اُن توڑون کو لیکر شمس النہار اور اُس کنیز کی بہت شکر گذاری کی اور اُسکو رخصت کر کے اپنے گھر آیا دوسرے دن اُسنے سب اسباب کہ عاریت لایا تھا پہونچا دیا اور جو ضائع ہوا تھا وہ تیار کروا دیا اور جو زر کہ بچ رہا تھا اُس سے ایک مکان عالیشان بدلجمعی تمام بنانا شروع کیا اور بوقت شام شہزادے کو دیکھنے گیا اُسکے خادمون سے حال پوچھا اُنھون نے کہا جب سے تم اُنکو یہان لائے ہو تب سے اُنھون نے کچھ کھایا پیا نہین اور نہ کسی سے بات کی پھر جوہری کو شہزادے کے پاس لے گئے اُسنے دیکھا کہ بچھونے پر آنکھین بند کیے پڑا ہے جوہری کو نہایت قلق ہوا پھر اُسنے سلام کر کے ہاتھ اُسکا اپنے ہاتھ مین لیکر بہت کچھ اُسکی تسلی کی شہزادے نے آواز سُنکر دریافت کیا کہ جوہری ہے آنکھین کھولین اور ہاتھ جوہری کا پکڑ کے نہایت پیار سے دبایا اور آہستہ کہا کہ تم نے مجھکو نہایت ممنون کیا کہ میرے دیکھنے کو آئے اور مجھکو تمھاری تکلیف پر کہ ہمارے لیے اُٹھائی بڑا افسوس ہے جوہری نے کہا آپ کیا فرماتے ہین مجھکو آپکی خدمت گذاری سے عین سعادت حاصل ہوئی اور آپکا تو عجب حال ہو گیا ہے خدا کے لیے کچھ تھوڑا بہت کھانا کھایئے پھر جوہری نے خاصہ منگوایا شہزادے نے تھوڑا سا اُسکی خاطر سے کھایا اور

تخلیہ مین شمس النہار کا حال پوچھا جوہری نے جو کچھ کنیز سے سُنا تھا سب بیان کیا پھر کئی بار جوہری نے
چاہا کہ شہزادے سے رخصت ہو مگر شہزادے نے آدھی رات تک اُسکو نہ چھوڑا آخر بزور رخصت ہوا
اور پھر صبح کو آیا شہزادے کو اُسکے آنے سے نہایت تقویت اور خوشی ہوتی تھی اُسکو دیکھکر اُٹھ بیٹھا پھر تھوڑی دیر
کے بعد چاہا کہ عوض جوہری کے نقصان کا دیوے مگر اُسنے نہ لیا اور کہا شمس النہار نے مجھے بہت کچھ
بھیجدیا ہے جس سے میرا مطلب بخوبی ہوگیا جب قریب دوپہر کے جوہری بدقت تمام شہزادے
سے رخصت ہوکر اپنے گھر آیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ کنیز اُسکے پاس روتی ہوئی آئی جوہری نے
پوچھا خیر تو ہی اُسنے کہا خیر کیا ہی ہم اور تم اور شہزادہ سب کے سب مارے پڑے اگر تم کو شاہزادے کی اور اپنی
سلامتی درکار ہی تو جلد کسی شہر کو چلے جاؤ کل مین تو تمھارے پاس آئی ہوئی تھی کہ بی بی میری ایک لونڈی
پر اُن دو سے جو اُسکے ساتھ اُس شب کو تمھارے گھر آئی تھین کسی قصور پر ناخوش ہوئین اور اُسکی تنبیہ کے
لیے حکم کیا چنانچہ وہ لونڈی خوب مار کھاکر محل سے بھاگ گئی اور خواجہ سراؤن کے سردار سے سب
احوال اُس رات کا کہہ دیا دوسرے دن دوسری لونڈی بھی بی بی کے خوف سے بھاگ خلیفہ کے محل
مین گئی خدا جانے اُسنے خلیفہ سے کیا کہا کہ اُسنے بیس خواجہ سرا بھیج شمس النہار کو پکڑوا بلوایا اب معلوم
نہین اُسکو مار ڈالا یا کیا کیا مین یہ حال دیکھکر تمھارے پاس دوڑی آئی جوہری نے جب یہ حال سنا ہوش
وحواس باختہ ہوے روتا ہوا شہزادے کے پاس گیا اور جو کچھ کنیز سے سُنا تھا شہزادے سے کہا شہزادہ
پہلے تو غش مین آیا پھر بعد افاقہ کے جوہری سے پوچھا کہ اب کیا اصلاح ہی اُسنے کہا اصلاح یہ ہی کہ آپ سوار
ہوکر شہر انبار کی طرف روانہ ہون نہین تو کوئی گھڑی مین دوڑ خلیفہ کی آکر مجھکو اور تم کو گرفتار کرکے
جائیگی اور خلیفہ نہایت ذلت سے ہمکو قتل کریگا شہزادے نے فی الفور کئی گھوڑے چالاک اصطبل سے منگوائے
اور کئی خدمتگار اور سپاہی ساتھ لے اور توشک خانے سے کچھ اشرفیان اور زیور جوہری کی کمر مین بندھوا
اور اپنی مان سے رخصت ہوا انبار کی طرف روانہ ہوا تمام دن اور رات چلا گیا دوسرے دن پھر دن چڑھے
سستانے کیواسطے گھوڑے سے اُتر کر درختون کے سایہ مین ٹھہر گیا ہنوز دم نہین لیا تھا کہ قزاقون نے
آکر اُسکو لوٹا اور سب ہمراہی شہزادے کے جان سے مارے گئے اور شہزادہ اور جوہری بالبحاج پیش آئے
اور ڈاکو بعد لینے گھوڑون اور سب نقد وجنس کے اُن دونون کے بدن کے کپڑے بھی اُتار کر چلتے پھرے
نظر آئے جب وہ نکل گئے شہزادے نے جوہری سے کہا کہ مجھ سا دنیا مین کوئی کمبخت نہوگا ہر ساعت

نئی مصیبت مین گرفتار ہون اگر ہمارے مذہب مین ہلاک کرنا منع نہ ہوتا تو مین اپنے تئین ہلاک کرتا جوہری نے کہا راضی برضائے الٰہی پر رہو اسی مین کچھ بہتری تھی جو ظہور مین آیا اب یہان توقف کرنا مناسب نہین شہزادے نے کہا مین تو یہان سے اب نہین اُٹھتا شمس النہار کی یاد مین اُسی جگہہ مرجاؤنگا جوہری بہت کچھ سنکر اُسکو وہان سے آگے لیچلا بعد طے کرنے کئی فرسنگ کے اُنکو ایک مسجد ملی دونون اندر گئے اور بقیہ رات وہان کاٹی صبح ایک شخص مسجد مین آیا اور نماز پڑھکے شہزادے اور جوہری کو ایک گوشہ مین مسجد کے بیٹھے ہوے دیکھکر اُن کے نزدیک گیا اور بعد سلام علیک کے کہا تم اجنبی ہو جوہری

تصویر جوہری اور شہزادے کی مسجد مین بیٹھنے کی اور واسطے نماز کے شخص اجنبی کا آنا

نے کہا ہان ٹھیک ہے کل رات ہم بغداد سے آئے تھے راہ مین قزاقون نے ہمین لوٹا اور کچھ ہمارے پاس نہ چھوڑا اُس شخص نے کہا اگر تم دونون میرے گھر چلو تو سب طرح تمھاری خاطر کرون اُنھون نے یہ سمجھکر کہ شاید خلیفہ نے ہماری گرفتاری کے لیے اشتہار دیا ہو اور یہ شخص ہمکو پہچان کر اس بہانے سے اپنے گھر لیجائے اُسکے گھر جانے مین تامل کیا اُسنے کہا کیون میرے ساتھ نہین چلتے جوہری نے کہا ہم دونون ننگے ہین شرم آتی ہے کہ دن کو برہنہ پا مین تب اُس شخص نے اپنے گھر سے دو چادرین لاکر اُنکو دین اور اُنکو بہت بھلو کا جان کر ایک کنیز کے ہاتھ کھانا بھیجا جوہری نے تو کچھ کھایا لیکن شہزادہ کچھ نہ کھا سکا شہزادے کا متغیر حال دیکھکر جوہری ڈرا اور اُسکے جینے سے مایوس ہوا اُن کا میزبان دن کو دو تین بار اُن کو دیکھ جایا کرتا آخر ایک روز جوہری نے اُس سے کہا کہ میرا ساتھی بہت علیل ہے اگر اُسکا وقت آخر ہو جائے تو تم

ہماری مدد کرنا جب وہ شخص وہان سے چلا گیا تب شہزادے نے جوہری سے کہا میرا آخری وقت ہی اور تم
میرے حال کے گواہ رہنا کہ مین شمس النہار کے عشق مین ہنوز ثابت قدم ہون جو صدمہ اُسکی محبت مین مجھپر
گذرا مین اُسکو عین راحت سمجھا اب مجھکو کچھ افسوس نہین بجز اسکے کہ مین اپنی مادر مہربان کی آغوش
مین کہ وہ مجھکو بہت پیار کرتی ہی نہ مرا اب میری یہ وصیت ہی کہ جب میری آنکھ بند ہو جائے تو مجھے
اُس میزبان کے گھر امانت چھوڑ کر بغداد مین میری مان کے پاس جانا اور اُسے اطلاع کرنا کہ تیرا فرزند
فلانی جگہ مرگیا اور یہ وصیت کر گیا کہ میری مان یہان آکر میرا تابوت لیجائے اور بغداد مین اپنے نزدیک دفن کرے
اور میرے واسطے دعاے مغفرت مانگے یہ کہکر شہزادہ مرگیا جوہری بہت رویا پیٹا دوسرے دن لاش اُسکی
اُس میزبان کے گھر مین امانت رکھ ایک قافلہ کے ساتھ بغداد مین پہونچا پہلے اپنے گھر جاکر کپڑے بدلے پھر شہزادے
کے گھر جاکر حال قضا کرنے شہزادے کا اور وصیت کو اُسکی مان سے ظاہر کیا وہ نکبخت بعد ماتم اور سننے
اُسکے حال کے واسطے لانے تابوت کے روانہ ہوئی دوسرے روز جوہری کہ شہزادے کے غم مین اکثر
رویا کرتا تھا اپنے گھر کے دروازے پر ٹہل رہا تھا کہ ایک عورت سیاہ پوش اُسکے نزدیک پہونچی جوہری
نے پہچانا کہ یہ وہی لونڈی ہی جو شمس النہار کے پاس سے آیا جایا کرتی تھی اُسکو اپنے گھر لے گیا اور حال قضا
کرنے شہزادے کا عشق مین شمس النہار کے اور جانا اُسکی مان کا لاش لانے کو اُس سے کہا اور ہاے واے
کرکے رونے لگا وہ کنیز بھی بہت روئی پھر اس لونڈی نے حال مرنے شمس النہار کا عشق مین شہزادے کے
کہا پھر وہ دونون شمس النہار کیواسطے رونے لگے جوہری نے پوچھا کہ خلیفہ نے شمس النہار کے ساتھ کیا معاملہ
کیا تھا کنیز نے کہا جب خلیفہ نے خواجہ سراؤن کو بھیجکر اُسکو پکڑ بلوایا اُسکو روتے اور تڑپتے دیکھ کر غصہ اُسکا جاتا
رہا اور اُسکو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار کیا اور تسلی کی اور خلعت فاخرہ مع جواہرات بیش قیمت دیکر
اُسکو بڑی عزت سے رخصت کیا پھر اُس بی بی نے اپنے محل مین آکر مجھ سے کہا کہ مین تیری نمک حلالی
اور زار داری سے بہت راضی ہوئی اور مین اب کوئی دم کی مہمان ہون مین بہت روئی اور کہا کہ بی بی
خدا تم کو سلامت رکھے ہم سب تم پر سے صدقے اور قربان ہو کر مر جائین اسی روز شام کے وقت خلیفہ گانے
والیونکو لیکر شمس النہار کے محل مین آیا اور بموجب حکم خلیفہ گانا بجانا شروع ہوا خلیفہ شمس النہار کو اپنی بغل مین لیکر
بارہ دری مین بیٹھا وہ گانے کی تاثیر سے غش مین آئی پھر کئی ساعت کے بعد خلیفہ کی آغوش مین جان بحق تسلیم ہوگئی
خلیفہ سمجھا کہ شاید غش مین ہی اُسنے اور ہم سب خواصون نے بہت تدبیرین کین مگر اُسنے سانس نہ لی خلیفہ کو

دیکھ

یقین ہوا کہ وہ تمام ہوگئی بہت رویا اور حکم کیا کہ سب سازگانے بجانے کے توڑ ڈالو وہ عشرتکدہ ایکدم مین ماتمکدہ ہوگیا اور چارون طرف سے صدا واویلا اور وامصیبتا کی بلند ہوئی خلیفہ اپنے محل مین گیا اور مین تمام رات اپنی بی بی کی لاش کے پاس بیٹھی رہی پھر مین نے اپنے ہاتھ سے اُسکو نہلا کر کفنایا صبح کو خلیفہ نے حکم فرمایا کہ شمس النہار کو اُس بڑے مقبرہ مین جو آگے اُسنے مجھ سے مانگ لیا تھا دفن کرو چنانچہ تابوت اُسکا بڑے تجمل سے دفن کیا گیا اب میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ جسوقت تابوت شہزادے کا شہر بغداد مین پہونچے وہ بھی شمس النہار کے پاس دفن کیا جائے اسلیے کہ بعد مرنے ہی کے وہ ایک جا پر رہین جوہری نے کہا کہ بدون اجازت خلیفہ کے اُسکو اُس مقبرے مین کیونکر دفن کر سکتے ہین کنیز نے کہا کہ یہ مشکل نہین خلیفہ نے شمس النہار کی سب خواصون کا وراتبہ مقرر کرکے اس مقبرے مین متعین کرکے فرمایا ہے کہ سب اُسکی قبر پر مجاور رہین اور مجھکو سب پر سردار کیا ہے اور اس مقبرے پر اختیار دیا ہے اور سوا اسکے خلیفہ کو بھی ان دونون کی محبت سے بخوبی اطلاع ہے الغرض جب جنازہ شہزادے کا بغداد مین پہونچا جوہری نے اس لونڈی کو اطلاع کی وہ اُسکو اس مقبرے مین لیگئی ہزارون عورت مرد نے اُسکے جنازے پر نماز پڑھی پھر اُس کنیز نے مقبرہ شمس النہار مین اجازت شہزادے کی مان سے لیکر پہلو مین شمس النہار کے اُسکو دفن کیا جب سے کیا اُس شہر کے آدمی اور کیا دور و نزدیک کے فرقۂ اہل اسلام سے ان دونون عاشق صادق کا حال سنکر اُس مقبرے مین آتے اور اُن کے واسطے دعاے مغفرت مانگتے اور نذر و نیاز چڑھاتے ہین جب ملکہ شہرزاد نے یہ قصہ شمس النہار اور ابوالحسن بن بکا شہزادہ ایران کا تمام کیا دنیازاد نے اُسکی بہت تعریف کرکے کہا بہن کیا اچھا تمنے یہ قصہ کہا اب کوئی اور قصہ کہو اُسنے کہا اگر بادشاہ کل تک میری جان بخشی فرمائیگا مین کل فجر کو قصہ شہزادہ قمرالزمان کا کہنا شروع کرونگی وہ اس سے بھی نہایت عجیب و غریب ہے شہریار نے اُسکا قتل کرنا موقوف رکھا کہ اُس داستان کو بھی سن لینا چاہیئے

قصہ تعشق شہزادہ قمرالزمان بن شاہزمان بادشاہ جزیرہ چیلدرن خالدانکا

ے پارس سے بیس دن کی راہ جہاز پر ایک جزیرہ بنام چیلدرن خالدان مشہور ہے اور اس جزیرہ ہ ولایتین آباد اور بہت شہر معمور ہین اگلے زمانے مین وہان کا ایک بادشاہ شاہزمان نام تھا اُسکی بیان منکوحہ اور ساٹھ خواصین تھین خدا نے ملک دولت اُسکو بہت دیا تھا لیکن کوئی وارث

تخت و تاج کا نہ تھا ہمیشہ اسی غم مین رہتا اور اکثر کہا کرتا تھا کہ افسوس بعد میرے کوئی وارث نہین کہ
میرے قائم مقام ہو ایک دن اُس بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر اعظم سے شکایت کی کہ میری عمر بہت
گذری اور ابتک فرزند نہین ہوا وزیر نے عرض کیا بندے کو عنایت خدا سے مایوس نہ ہونا چاہیئے
آپ بصدق دل خدا سے دعا مانگین اور شہر کے عابدون کو اس دعا مین شریک کرین غریبون محتاجون
کو خیرات دین شاید حق تعالیٰ تمپر رحم کرے بادشاہ نے خیرات کرنا شروع کیا اور جتنے عابد زاہد اُسکے
مُلک مین تھے سب کو بُلوا کر اُسنے استمداد کی برکت دعا اور نیاؤن کے ایک بی بی بادشاہ کی بعد نو مہینے
کے بحکم خدا ایک بیٹا جنی اُسنے شکرانے مین لاکھون روپے اور اشرفیان محتاجون کو دین اور انعام و اکرام
اور خلعت فاخرہ اپنے ملازمین و ارکان دولت کو عنایت فرمائے یہانتک کہ اُسکے قلمرو مین کوئی محتاج
نہ رہا اور وہ لڑکا نہایت حسین و جمیل تھا اسواسطے اُسکا نام قمرالزمان رکھا جب قابل تربیت کے ہوا تو
اُسکے لیے معلم اتالیق اور اُستاد ہرفن کے مقرر کیے تھوڑی مدت مین وہ شہزادہ سب علوم و فنون
مین لائق و فائق ہوا جب وہ پندرہ برس کا ہوا بادشاہ نے چاہا کہ اُسکی شادی کرے چنانچہ ایکدن
قمرالزمان سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھاری شادی کردون تمھاری کیا مرضی ہے شہزادہ بہت ناراض ہوا اور
تادیر خاموش کھڑا رہا بادشاہ نے کہا بابا تمنے کچھ جواب دیا اُسنے عرض کیا کہ خلاف رائے حضرت کرنا سراسر
بے ادبی اور گستاخی ہے لیکن غلام کو شادی سے معاف فرمایئے مین نے مکر عورتون کے کتابون مین بہت
دیکھے ہین اگر تجربہ کاری سے یہ امر تجویز ہوتا تو مضائقہ نہ تھا بادشاہ اس جواب سے بہت ناخوش ہوا اور
فرمایا کہ ایک برس کی تجکو مہلت دیجاتی ہے اسمین سمجھ بوجھ کر جواب باصواب دیجیو چنانچہ بعد گذرنے
ایک سال کے بادشاہ نے شہزادے سے پھر وہی سوال کیا شہزادے نے یہ بھی انکار کیا اور برائیان
عورتون کی بہت بیان کین بادشاہ نے ناخوش ہو کر چاہا کہ شہزادے کو کچھ تنبیہ کرے مگر وزیر نے سفارش
کرکے ایک برس کی اور مہلت دلوائی کہ شاید اس عرصہ مین سمجھے شہزادے نے بعد اُسکے بھی انکار کیا آخر
بادشاہ نے شہزادے کی مان سے فرمایا کہ تم شہزادے کو اپنے طور پر سمجھا کر راہ پر لاؤ ورنہ مین اُسکو سزا قرار واقعی
دونگا فاطمہ نے کہ شہزادے کی مان تھی قمرالزمان کو بلوا کے نشیب و فراز سمجھا کے کتخدائی کی بہت کچھ رغبت
دلوائی مگر قمرالزمان نے بدستور انکار ہی ظاہر کیا اور مذمت عورات کی بیان کی فاطمہ نے کہا سب
عورتین بدکار نہین ہوتین اکثر پارسا صاحب عصمت بھی ہوتی ہین غرض دیر تک مان نے

اُسکو سمجھایا مگر اُسنے ہرگز اقبال نہ کیا اور اس ردوبدل مین کئی سال گذر گئے آخر بادشاہ نے دق ہو کر فرمایا کہ اسکو فلانے مکان مین کہ نہایت کہنہ اور تنگ و تار ہے لیجا کر قید کرو اور دو چار جوڑے کپڑے اور چند جلدین کتاب کی اُسکو بھیجدین اور ایک غلام اُسکی خدمت کے لیے مقرر کر کے تاکید کی کہ شہزادے کے پاس کوئی جانے نہ پائے دن رات اُسی ویرانے مین قید اور دروازہ اُسکا بند رہے جب قمرالزمان قید ہوا تو وہ بہ نسبت شادی کے یہ امر اپنے حق مین بہت غنیمت سمجھا شام تک کتاب دیکھا کیا اور رات کو سو رہا اتفاقاً اُس محبس مین ایک کنوان تھا اور اُسمین ایک پری میمون نام بیٹی دمرت شاہ بادشاہ جنات کی رہتی تھی آدھی رات کو میمون پری اُس کنوین سے باہر نکل کے چاہتی تھی کہ موافق اپنے معمول کے واسطے سیر اور تماشے عجائب و غرائب دنیا کے عالم بالا کو پرواز کرے دفعۃً روشنی قمرالزمان کے حجرے مین دیکھ کر متعجب ہوئی اور اُس دروازے سے جو مقفل تھا بزور جادو کھولکر اندر حجرے کے گئی جب نظر اُسکی شہزادے پر پڑی اُسکے حُسن و جمال کو دیکھ کر ہزار جان سے مفتون ہوئی قمرالزمان کا آدھا چہرہ اور کچھ بدن دوپٹے سے چھپا ہوا تھا اوسنے پردہ اُٹھا اُسکا سراپا دیکھا اور وجد مین آ کر اُس کے رخسارے اور پیشانی کو آہستہ سے بوسہ دیا اور پھر مُنھ اُسکا ڈھانک کر باہر نکل آئی اور شہزادے

تصویر میمون پری کی قمرالزمان کے خواب مین بوسہ لینے کی

تصویر مین آسمان کی طرف پرواز کرتی درمیان اُڑنے کے ہوا مین کسی جن کے پہونچی آواز سنی پکاری کون جاتا ہے ادھر دہنش نام جن بیٹا شاہ سمرشاہ کا کہ کسی طرف کو اُڑا جاتا تھا فوراً حاضر ہوا پری نے کہا

سچ کہہ کہ تو اسوقت کدھر سے آیا اور کدھر جاتا ہی اور اس رات کو تونے عجائبات عالم سے کیا کیا دیکھا جن نے کہا صاحبزادی اسوقت مین سرحد ملک چین سے کہ وہان سے دور دور کے جزائر نظر آتے ہین اُڑا آتا ہون بادشاہ چین کا نام غیور ہی اور اُسکی ایک لڑکی ایسی حسین نظر آئی کہ دوسری مثل اُس کے نہ تو ہماری جنس مین اور نہ آدم زادین ہوگی پھر دہنش نے دیر تک بعد فصاحت و بلاغت سراپا اس حور نژاد کا میمون پری سے بیان کرکے کہا بادشاہ نے اسکے لیے سات درجے کا محل بنایا ہی کرور ہا روپیے اُسکی تعمیر مین صرف کیے اول درجہ بلور کا دوسرا مس کا تیسرا فولاد کا چوتھا سرب کا پانچوان سنگ کسوٹی کا چھٹا چاندی کا ساتوان سونے خالص کا اور ہر چہار طرف اُس محل کے پائین باغ ہین جن مین ہر قسم کے پھول اور طرح طرح کے درخت میوہ دار اور جابجا فوارے اور آبشار اور کنارے اُنکے درخت موزون سب بادشاہ اور بادشاہزادے ملکون کے اسکے حسن و جمال کا شہرہ سُنکر درخواست اُسکی شادی کی کرتے ہین اُسکا باپ امر شادی کا اُسی کی رضا اور خوشنودی پر رکھتا ہی لیکن اُس شہزادی کو شادی سے نہایت نفرت ہی ہرچندیکہ باپ نے اُسکو بہت سمجھایا لیکن وہ ہرگز قبول نہین کرتی اس سبب بادشاہ نے اُسکو ایک مکان مین قید کیا ہی اور دس بڈھی عورتین اُسکی خدمت مین رہتی ہین اور اُن سب پر سردار اس شہزادی کی دائی ہی اب نہ وہ کہین نکل سکتی ہی اور نہ کوئی اُسکے پاس جا سکتا ہی اور بادشاہ نے اُسکو دیوانہ سمجھکر اشتہار دیا ہے کہ جو کوئی طبیب نجومی ساحر شہزادی کو اچھا کرے مین اُسکی شادی اُسکے ساتھ کر دونگا پھر دہنش جن نے میمون پری سے کہا بی بی مجھکو اُس شہزادی کو مقید دیکھکر بڑا افسوس آتا ہے میمون پری نے یہ سب حال سُنکر جن سے کہا اے نالائق تونے اسقدر مبالغہ تعریف مین ایک چھپری لڑکی کے کیا اگر تو اُس شہزادے کو جسے مین نے دیکھا ہی اور پیار کرتی ہون دیکھے تو یقین ہی کہ تو شہزادی چین کو بھول جائیگا دہنش نے پوچھا بی بی وہ کہان ہی پری نے کہا یہان سے قریب ہی اور اُسنے بھی بسبب انکار کرنے شادی کے قید سہی اُسکے ماں باپ نے شادی کے انکار کرنے سے اُسکو ایک مکان کہنہ و ویران مین جہان مین رہتی ہون مقید کیا ہی دہنش نے کہا اگر مین اُس شہزادے کو دیکھون تو دریافت کرون آیا وہ دونون حسن مین برابر ہین یا کم و بیش مگر یقینًا شہزادی چین کہین اُس سے زیادہ حسین ہوگی پری نے کہا کیون جھک مارتا اور بیہودہ بکتا ہی وہ لڑکی میرے شہزادے کے حسن کے پاسنگ کو بھی نہین پہنچتی غرض جن

کو

اور پری مین دیر تک تکرار رہی آخر جن نے کہا بی بی مین اُسکو اُٹھا لاکر تمکو دکھلاؤن تا تمکو یقین ہو پری نے کہا اسکا مضائقہ نہین تو اُسکو میرے شہزادے کے پہلو مین لٹا کر دیکھ کہ کون دونون مین خوبصورت زیادہ ہی جن دفعتہً اُڑا اور شہزادی چین کو سوتے مین اُٹھا لایا پھر جن اور پری نے اُسکو شہزادے کی بغل مین لٹایا مگر دونون مین بڑی دیر تک حجت رہی ہر ایک اپنے دعوی پر ثابت تھا آخر پری نے کہا تیری شہزادی حسین ہی مگر میرے شہزادے کو نہین پہونچتی دونون نے کہا تیسرے کسی شخص کو جو مبصر اور نقاد حسن کا ہو ہم اس امر مین ثالث بدین چنانچہ پری نے ایک ٹھوکر زمین پر ماری فی الفور زمین شق ہو گئی اور ایک جن کبڑا لنگڑا کانا جس کے سر پر چھ سینگ تھے اور ہاتھ پاؤن اُسکے ٹیڑھے کسکس نام نکل آیا اس جن نے بعد آداب کے پری سے عرض کیا کہ غلام کو کیون یاد فرمایا پری نے کہا میرے اور دہنش کے درمیان ایک امر مین تکرار ہے اُسکی تجویز تجھ پر موقوف رکھی اب تو ان دونون کو جو اس پلنگ پر سوتے ہین بغور دیکھ کہ کون سا حسین زیادہ ہی کسکس نے شہزادے اور شہزادی کو بغور دیکھا لیکن بسبب اس کے کہ دونون خوبصورتی مین برابر تھے ثالث

تصویر کسکس جن کی جو کبڑا لنگڑا کانا اور چھ سینگ سر پر رکھتا تھا

کسی کو ترجیح نہ دے سکا آخر بعد تامل پری سے کہا اگر یہ دونون باری باری سے بیدار ہوکر قصد جگانے ایک دوسرے کا اور اظہار اپنی محبت کا ایک دوسرے سے کرین تو زیادہ تر حال

حسن کا معلوم ہوا اسوا سطے کہ حسن کامل وہی ہے نہ ہر ایک عالم مین اچھا دکھائی دے پری اور جن نے
کسکس کی اس بات کو نہ [illegible] کیا پہلے میمون پری نے پسو بنکے قمرالزمان کے گلے مین اس زور سے کاٹا
کہ وہ جاگ پڑا اور اپنا ہاتھ گردن [illegible] لاتا پسو کو پکڑے لیکن پکڑ نہ سکا پھر وہ پسو اپنی شکل اصلی مین آکر غائب
ہوگیا اور وہ تینون میمون پری [illegible] دہنش کسکس جن اُن دونون کو دیکھنے لگے قمرالزمان نے آنکھ
کھولکر شہزادی جین کو دیکھا کہ [illegible] مین سوتی ہے وہ دیکھتے ہی اُسپر عاشق ہوگیا اور بے اختیاری
مین کبھی اُس کے رخسارے اور کبھی پیشانی اور کبھی لب چومتا اور وہ شہزادی بسبب افسون دہنش
کے ایسی غافل سوتی تھی کہ ذرا [illegible] حال سے خبر نہوئی قمرالزمان سمجھا کہ یہ وہی بی بی ہے جس کے
ساتھ میرے والدین نے میری شادی تجویز کی تھی کاش مجھے پہلے سے اُسکو دکھا دیتے تو مین
ہرگز انکار شادی سے نہ کرتا ہرچند [illegible] پیار سے چاہا کہ اُسکو جگائے لیکن بسبب سحر جن کے
وہ نہ جاگی تب اُسنے اس معشوقہ [illegible] انگشتری کہ زمرد کی تھی اُتار کے اپنی انگشتری ہیرے کی اُسکی
اُنگلی مین پہنا دی اور اُسکی آپ [illegible] پھر اپنی جگہ مین جا کر لیٹ رہا اور بسبب افسون پری
کے فوراً غافل سوگیا بعدہ دہنش [illegible] پھر بنکے شہزادی جین کے ہونٹھ کو کاٹا وہ جاگ پڑی اور
اپنے تئین ساتھ ایک جوان [illegible] کے ہم آغوش پاکر نہایت متعجب ہوئی اور ہزار جان سے
اُسپر فریفتہ ہوگئی اور سوچی کہ شاید میرے باپ نے اسی جوان کے ساتھ شادی ٹھہرائی تھی مین نے
بہت بُرا کیا کہ بے سمجھے بوجھے انکار کیا اور قمرالزمان کا بازو پکڑ کر خوب ہلایا مگر بسبب جادو
دہنش جن کے نہ جاگا آخر [illegible] اُسکے ہاتھ چومنے لگی اور دیکھا کہ میری انگوٹھی اُسکی اُنگلی مین ہے
اور اُسکی مین پہنے ہون یقین [illegible] کہ میری شادی اسی جوان کے ساتھ ہوئی ہے پھر اُسکو خوب
پیار کیا اور اپنی جگہ مین [illegible] میمون پری نے دہنش سے کہا دیکھا تمنے میرا شاہزادہ
حسین ہے تیری شاہزادی [illegible] اب تو جلد شاہزادی کو جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور کسکس
کو رخصت کر آپ کنوئین مین چلی گئی صبح کو قمرالزمان جاگا سب طرف دیکھا اُس بی بی کو نہ پایا
سمجھا کہ شاید میرے باپ نے اُسکو بلا لیا بیقرار ہو کر غلام کو کہ نگہبان تھا پکارا وہ حاضر ہو کر خدمت وضو
مین مصروف ہوا شہزادے نے بعد نماز و تلاوت کلام اللہ غلام سے پوچھا سچ بتا وہ بی بی جو رات کو
میرے پاس سوئی تھی یہان کیونکر آئی اور اب کہان ہے غلام نے عرض کیا خداوند مین نے نہین دیکھا اور کیونکر

بی بی حجرے کے اندر جو مقفل تھا جا سکتی ہی شاید آپنے خواب مین دیکھا ہوگا قمر الزمان نے خوب مارا
اور خفا ہو کر کہا کہ تو سخت بدذات ہی جبتک تجھکو خوب نہ مارونگا تب تک تو ظاہر نہ کریگا آخر غلام کو رسی
سے باندھ کر کنوین مین لٹکایا غلام سوچا کہ شہزادہ مجنون ہی مجکو مار نہ ڈالے اُسنے پکار کر کہا کہ اگر میری جان بخشی
ہو تو مین بتادون قمر الزمان نے اُسکو چھوڑ کر کہا جلد بتا غلام نے کہا ذرا دم لے لون تو بتادون پیشاب کے
بہانے باہر حجرے کے نکل جلد وہان سے بھاگ بادشاہ کے پاس آیا اور سارا حال شہزادے کا
ظاہر کر کے کہا جلد حضور خبر شہزادے کی لین بادشاہ یہ حال سُنکر متحیر ہوا اور وزیر کو دریافت حال
کے لیے بھیجا وزیر فی الفور شہزادے کے حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے آداب کے کہا بادشاہ سلامت
آپکا حال سُنکر نہایت پریشان ہین مجھکو واسطے دریافت حال حضور کے اور اُس بی بی کے جسکو
آپنے خواب مین دیکھا بھیجا ہے شہزادے نے کہا وہ غلام بڑا حرامزادہ ہے مجھکو حال بی بی کا نہین
بتایا برائے خدا تم کہو کہ وہ معشوقہ جسکو میرے باپنے میرے پاس رات کو بھیجا تھا کہان ہے مین
نہایت بیچین ہون اگر بادشاہ آگے سے مجھے اُسکو دکھاتے تو مین کاہے کو شادی سے منکر ہوتا
وزیر نے کہا حضور کیا فرماتے ہین بی بی آپکے مقفل کمرے مین کیونکر گئی آپنے خواب مین دیکھا
ہوگا شہزادے نے ناخوش ہو کر وزیر کی داڑھی پکڑ لی اور خوب مارا وزیر نے جان بچانے
کے لیے کہا مجھکو خبر نہین شاید بادشاہ نے کسی بی بی کو آپکے حضور مین بھیجا ہو اب مجھے اجازت
ہو کہ مین بادشاہ سے عرض کر کے اُس بی بی کو آپکے پاس بھجوادون شہزادے نے کہا جلد جاکر
میری معشوقہ کو بھجوادے وزیر بھاگا اور بادشاہ کے حضور مین آیا اور عرض کیا خداوند نعمت غلام سب
سچ ہی شہزادے نے مجھے بھی مارا اور کہتا ہی کہ جلد اُس بی بی کو جو رات کو میرے پاس سوئی تھی حاضر کر
بادشاہ نہایت ملول ہوا اور آپ شہزادے کے پاس گیا اور شہزادے کو بھلا چنگا دیکھکر خوش ہوا
اور گلے سے لگا کر پوچھا میان وہ کون بی بی تھی جو رات کو تمھارے پاس سوئی تھی مجھکو مطلق خبر نہین
کمال حیرانی ہی باوجود بند ہونے مکان کے گذر بی بی کا کدھر سے ہوا شاید تم نے خواب مین دیکھا ہو
شہزادے نے عرض کیا مین نے خواب مین نہین بیداری مین دیکھا ہی گواہ اس امر کا تبادلہ
انگوٹھی کا ہے شہزادے نے انگوٹھی شہزادی چین کی اُتار کر دکھائی کہ مین نے اپنی انگوٹھی اُسکی اُنگلی
مین پہنائی اور آپ اُسکی پہن لی تھی اب آپ ملاحظہ فرمائیے اگر وہ بی بی خواب مین آتی تو یہ بدلنا

انگشتری کا کیونکر ہوتا اور مین نہ دیوانہ ہون نہ مجنون بیہوش شد اُس نازنین کو میرے پاس بھجوا دیجئے کہ مجھکو آرام ملے بادشاہ انگوٹھی دیکھکر سوچا کہ یہ شہزادے کی نہین ہی یہ عجیب قطع کی ہی ہماری تمام قلمرو مین اس وضع کی نہین بنتی اور رنگ اسکا بڑا قیمتی ہی شہزادے کا کلام حق بجانب ہی نعوذ نہین مگر حیرانی یہ ہی کہ ظاہر مین ایسی بی بی خوبصورت بند مکان مین کیونکر گئی یہ عجب عقدۂ لاحل ہی پھر قمرالزمان کو بہلا کر محل مین رکھا اور اُسکی تسلی کی کہ اُس بی بی کو ہم تلاش کرکے تمھاری شادی اُسکے ساتھ کیے دیتے ہین اور آپ دن رات شہزادے کے پاس رہنے لگا وزیر نے عرض کیا کہ میرے نزدیک حضور بدستور امور مملکت مین مصروف رہین اور شہزادے کو قلعہ مین جزیرہ خرد کے جو لب دریا ہی اور ہر روز جہاز چارون طرف سے وہان آتے جاتے ہین اور ملکونکا حال معلوم ہوا کرتا ہے بھیجدیجئے شہزادیکا جی وہان بہلے گا اور وہ قلعہ چندان دور نہین بادشاہ نے شہزادے کو اُس قلعہ مین رکھا اور آپ بھی اکثر اوقات وہین رہا کرتا یہان تو قمرالزمان کا یہ حال تھا جو بیان کیا گیا اب اُدھر کا حال سُنو کہ جب ونہش جن نے شہزادی چین کو پہنچا کر اُس جگہ مین جہان اُسکے باپ نے اُسکو قید کیا تھا پلنگ پر لٹا دیا صبح کو بیدار ہوتے ہی قمرالزمان کو ڈھونڈھنے لگی اور اُس بڑھیا کو جو اُسکی محافظ تھی گھبراکر پکارا اور پوچھا وہ جوان حسین جو شب کو میرے پاس سوتا تھا کہان ہی مین بیقرار ہون جلد اُسکو میرے پاس لا پیرزال یہ سُنکر نہایت متحیر ہوئی اور عرض کیا کہ شہزادی کیا کہتی ہو جس مکان مین تم سوتی تھین پرندہ وہان پر نہین مار سکتا تھا آدمی کا کیا دخل کہ جائے شاید تمنے خواب مین دیکھا ہوگا للہ ایسی باتین نہ کہو بادشاہ سنکر ہم سب کی گردن ماریگا شہزادی نے جھنجھلا کر دائی کے سر کے بال پکڑ کر اُسکو خوب مارا دائی بھاگی اور بادشاہ اور ملکہ سے سب حال ظاہر کیا وہ دونون سراسیمہ ہوکر شہزادی کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ بی بی تم نے کیا خواب دیکھا جو اسقدر بیقرار ہو شہزادی نے شرما کے آنکھین نیچی کر لین اور والدین سے عرض کی رات کو مین نے ایک جوان خوبصورت کو اپنے ساتھ سوتے دیکھا اُسپر مین ہزار جان سے عاشق ہوگئی ہون جلد میری شادی اُسکے ساتھ کردو ورنہ مرجاؤنگی اگر تم آگے سے اس جوان کو مجھے دکھلاتے تو مین اپنی شادی سے انکار نہ کرتی دیکھو اُس جوان نے اپنی انگشتری مجھے پہنادی ہی اور میری آپ ہی لی ماں باپ نے شہزادی کی انگوٹھی دیکھکر دریافت کیا کہ فی الحقیقت یہ انگوٹھی بہت قیمتی دوسرے شخص کی ہی پھر دونون نے بہت فکر کی کہ تبدیل انگوٹھی کی کیونکر ہوئی اور وہ جوان ایسے بند مکان مین کسطرح آیا

مگر کچھ نہ ملا آخر شہزادی کو مجنون اور اُسی سبب زد قرار دیکر سونے کی بیڑیان اُسکے پانون مین ڈالین اور حکم کیا کہ سوا اسکی دائی کے کوئی اُسکے پاس نہ جانے پائے اور کئی پہرے گردش مکان کے بٹھلا دیے اور وہان سے نہایت افسردہ خاطر اپنے محل مین آیا دوسرے دن اُسنے سب سردارون اور ارکان دولت اور شرفاے شہر کو بلا کر کہا کہ جو کوئی اس شہزادی کو اچھا کرے مین شہزادی کی شادی اُسی کے ساتھ کر دونگا اور بعد میرے وہی مالک تخت و تاج ہوگا اور یہ خبر اپنی تمام قلمرو مین مشتہر کی اور اگر کوئی بعد تدبیر کرنے کے شہزادی کو اچھا نہ کر سکیگا اُسکی گردن مارونگا باوجود اس شرط کے بہت لوگون نے علاج شہزادی کا کیا مگر وہ اچھی نہ ہوئی بادشاہ نے معالجون کے سر کٹوا کر شہر پناہ کے دروازون پر لٹکوا دیے کئی برس مین قریب ڈیڑھ سو آدمی کے حکیمون نجومیون عاملون وغیرہ سے مارے گئے اُس دائی کا جسنے کہ شہزادی کو دودھ پلایا تھا اور قید مین اُسکی محافظ تھی ایک لڑکا تھا مرزبان نام اور اُس بھائی رضاعی نے شہزادی کے ساتھ پرورش پائی تھی اور بچپن سے دونون مین اتحاد تھا جب دونون سیانے ہوے جدائی ہوئی مرزبان کو لڑکپن سے شوق نجوم اور رمل کا تھا مدت تک ان علمون کو چین مین سیکھا پھر اور علوم سیکھنے کے لیے اور ملکون مین سیر کرتا پھرا جب وہ بعد مدت دراز وطن مین آیا شہر پناہ کے دروازون پر سر کے لٹکتے دیکھکر بہت متحیر ہوا اور اپنے گھر آکر شہزادی کا حال پوچھا گھر والون نے کہا وہ تو مدت سے دیوانی ہوگئی ہی بادشاہ نے اُسکو ایک مکان مین پابزنجیر کرکے قید رکھا ہی فقط تمھاری مان اُسکے پاس آتی جاتی ہی اور بادشاہ نے اشتہار دیا ہی کہ جو کوئی شہزادی کو اچھا کریگا اُسی کے ساتھ شادی اُسکی کردونگا اور اگر اچھا نہ کریگا تو گردن مارونگا ہر قسم کے آدمی قریب ڈیڑھ سو کے آئے اور معالج ہوے مگر جب اُنکی تدبیر سے وہ اچھی نہ ہوئی تب اُن سبکو قتل کرکے سر اُنکے دروازون پر شہر پناہ کے لٹکوا دیے ہین باقی حال تم کو اپنی مان سے مفصل معلوم ہوگا غرض دائی اپنے بیٹے کو دیکھکر خوش ہوئی پھر اُس سے شہزادی کا حال ظاہر کیا مرزبان نے کہا کسی طرح میری ملاقات مخفی شہزادی سے ہوسکتی ہے دائی نے کہا اسکا جواب مین کل دونگی یہ کہکر وہ شہزادی کے پاس گئی دوسرے روز اُس خواجہ سرا سے جسکا پہرہ شہزادی کے مکان مین تھا کہا بھائی تم کو شاید معلوم ہوگا میری ایک لڑکی ہے جسکو مین نے شہزادی کے ساتھ دودھ پلایا تھا کئی برس سے مین نے اُسکی شادی کردی تھی اب وہ میرے گھر آئی ہے اگر تم اجازت دو تو آج رات کو وہ شہزادی سے آکر ملاقات کرجائے مگر وہ کسی کے سامنے نہین ہوتی

خواجہ سرا نے کہا بہت اچھا پہر رات گئے اُسکو ہے آئیو مین دروازہ کھلا رکھونگا دائی مرزبان کو زنانے
کپڑے پہنا شہزادی کے مکان مین لیگئی اور شہزادی سے خبر آنے مرزبان کی اور درخواست اُسکی ملاقات
کرنے کی ظاہر کی شہزادی بہت خوش ہوئی اور کہا جلد اُسکو لا جب مرزبان حاضر ہوا آداب بجالایا
اور مودب کھڑا ہوا شہزادی نے کہا بھائی آگے آتا تجھکو اچھی طرح دیکھون اور اپنے منہ سے نقاب اُتار کر
کہا بھائی بہن مین پردہ کیا ہے مرزبان آگے بڑھکر پھر آداب بجالایا شہزادی نے فرمایا کہ مین تجھکو
دیکھکر کمال خوش ہوئی تیرے دیکھنے کو میرا جی بہت چاہتا تھا مرزبان نے عرض کیا کہ غلام ہمیشہ
حضور کی یاد مین رہا کرتا تھا خدا نے پھر آپکے قدم دکھلائے یہ کہکر وہ اپنی کتاب رمل کھولکر چاہتا تھا
کہ حال شہزادی اور اُسکی بیماری کا دیکھے شہزادی نے سامان حاضرات دیکھکر کہا بھائی مرزبان کیا
تو بھی مجکو سودائی یا آسیب زدہ تصور کرتا ہی مین بھلی چنگی ہون لوگون نے بے سمجھے بوجھے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہی
پھر شہزادی نے سارا حال جوان حسین کا مفصل بیان کرکے کہا اُسی کے فراق مین میرا یہ حال ہوا اور میری صحت
اُسی کے ملنے پر موقوف ہی نہ مین دیوانی ہون نہ کسی جن اور پری نے ستایا ہی مرزبان یہ سب حال سُنکر دیر تک
عالم تحیر مین چپ کھڑا رہا پھر عرض کیا کہ شہزادی مجکو تمھارا حال کما حقہ معلوم ہوا تم خاطر جمع رکھو تھوڑے روز
اور صبر کرو مین اُس جوان کو تلاش کرنے جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو مین جلد ڈھونڈھکر اُسکو لاتا ہون اور
بدون لائے اُسکے مُنھ نہ دکھاؤنگا اور جب اس شہر مین آؤنگا تو تمھارا مطلب ضرور حاصل کرلاؤنگا
یہ کہکر شہزادی سے رخصت ہوا اور سر نو سفر اختیار کیا اور شہر بشہر اور ملک بملک اور جزیرہ بجزیرہ گیا
جہان جاتا وہین یہ شہرہ حسن و جمال بدور اور اُسکی بیماری کا سُنتا بدور نام اُسی شہزادی چین کا تھا
اور وہ اسی نام سے تمام ملک چین مین مشہور تھی آخر مرزبان سفر کرتا ہوا بعد چار مہینے کے ایک شہر مین
کہ بہت آباد اور لب دریا تھا پہونچا اور نام قمر الزمان اور اُسکی بیماری کا سُنا دل مین خوش ہوکر وہان کے
باشندون سے پوچھا کہ یہ شاہزادہ کہان رہتا ہے لوگون نے کہا قمر الزمان کے جزیرے مین جانیکی دو راہ
ہین ایک خشکی مین دوسری دریا کی راہ خشکی کی بہت نزدیک ہی مرزبان ایک جہاز پر سوار ہوکر چلا اُس
جزیرے مین جہان قمر الزمان تھا پہونچا مگر جب قلعہ کے متصل آیا اتفاقا جہاز ٹوٹ گیا اور سب لوگ
ڈوب گئے مگر مرزبان ایک تختہ پر پیرتا ہوا پاس قلعہ کے جہان قمر الزمان قید تھا پہونچا اتفاقا اُسوقت
شاہزمان بھی بیٹھا دریا کی طرف دیکھ رہا تھا مرزبان کو ڈوبتے اور پیرتے دیکھکر وزیر کو حکم کیا کہ جلد اس

آدمی کو دریا سے نکلوا ملاح مرزبان کو دریا سے نکال بادشاہ کے حضور مین لیگئے بادشاہ سمجھا کہ یہ شخص دانشمند اور سیاح معلوم ہوتا ہے شہزادے کا علاج اس سے کیا چاہیئے پھر بادشاہ نے سارا حال قمرالزمان کا مرزبان سے کہکر اُسکو شہزادے کے مکان مین لیگیا مرزبان کو حال سُنکر ثابت ہوا کہ یہی جوان حسین ہی کہ جسپر شہزادی چین کی عاشق ہے بادشاہ سے عرض کیا کہ مین تنہائی مین شہزادے سے

تصویر مرزبان کی دریا مین ڈوبنے کی

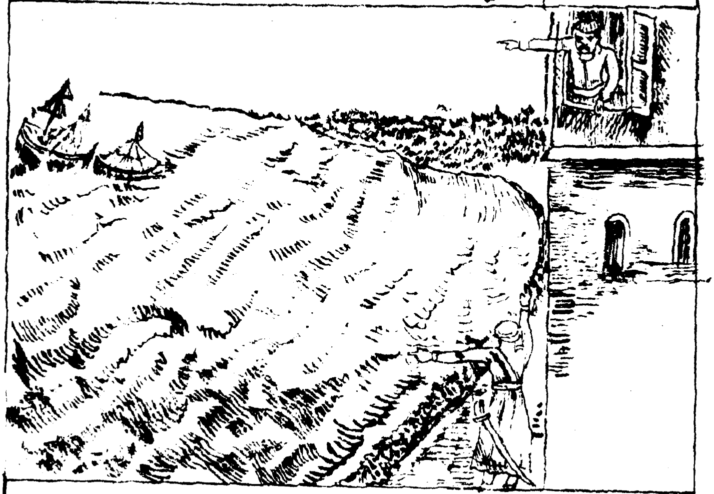

کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہون بادشاہ مرزبان کو تنہا شہزادے کے پاس چھوڑکر دوسرے مکان مین جا بیٹھا قمرالزمان نے تنہائی مین اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے مرزبان نے کہا مین باشندہ چین کا ہون اور اُس بی بی سے جو تمھاری بغل مین سوئی تھی اور اُسپر تم عاشق ہو اور جسکی انگوٹھی تم نے بدلی ہی مین خوب واقف ہون وہ بیٹی بادشاہ جلیل القدر چین کی ہی اور اُس بادشاہ کو غیور کہتے ہین اور شہزادی کا نام بدور ہی وہ بھی تمھارے فراق مین دن رات بے چین رہتی ہے چنانچہ اُسنے مجھ سے کہ اُسکا محرم راز اور خانہ زاد ہون اُس رات کا حال مفصل بیان کیا مگر اُسکے باپ نے اُسکو دیوانہ سمجھ کر قید کیا ہی اور اپنے ممالک محروسہ مین اشتہار دیا کہ جو شخص اُس شہزادی کو اچھا کرے اُسی کے ساتھ شادی اُسکی کردونگا اور اگر اچھا نہ کرسکیگا تو اُسکو قتل کرونگا چنانچہ اُسوقت سے ابتک قریب ڈیڑھ سو آدمی سے کہ

اُسکے معالج ہوے تھے جان سے مارے گئے اور سر اُنکے لٹکائے گئے ہین تم البتہ اُسکو اچھا کروگے اور
اُسکا باپ شادی اُسکی تمھارے ساتھ کردیگا اب تمکو چاہیئے کہ اچھے ہوجاؤ قمرالزمان اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا
اور پوشاک منگوا کے پہنی اور خاصہ تناول فرمایا اور ہر ایک سے ہنستے بولنے لگا بادشاہ نہایت خوش
ہوا اور اُسکو بہت پیار کیا اور محل مین لیگیا اور دعوت خاص وعام کی کرکے اپنے ملازمین کو خلعتہاے فاخرہ
و انعام واکرام سے سرفراز فرمایا اور غریبون کو خیرات سے مالامال کردیا قیدیون کو جوڑے اور نقد دے کر
چھوڑ دیا غرض باشندے اس ملک کے بیحد شادمان ہوے قمرالزمان بعد حمام اور پہننے پوشاک
شاہانہ کے خوب سویا اور پھر بیدار ہوکے خاصہ خوب تناول فرمایا تھوڑے دنون مین اُسمین خوب
طاقت آئی اور رنگ وروپ اُسکا خوب نکلا الغرض اُسنے مرزبان سے کہا اب تم مجکو چین مین لیجاؤ کہ
متحیر ہون کہ باپ میرا مجھپر عاشق ہے کیونکر رو او ایسے سفر دور و دراز کا ہوگا یہ کہکر قمرالزمان رونے لگا
مرزبان نے عرض کیا کہ آپ دو چار روز کے لیے اجازت شکار کی بادشاہ سے لیکر میرے ہمراہ فلانی
سمت کو روانہ ہون اور دو گھوڑے نہایت چالاک کوتل اپنے ساتھ رکھیے ہم دو تین منزل تک شکار کے
بہانے سے جائینگے پھر پوشیدہ سب سے اُن گھوڑون پر سوار ہوکر راہ منزل مقصود کی لینگے قمرالزمان نے
اجازت شکار کھیلنے کی بادشاہ سے لی اور تیاری سفر کی کرکے مرزبان کو ہمراہ لے روانہ ہوا بعد طی کرنے
چند فرسخ راہ کے شام کو ایک کاروانسرا مین اُترا جب آدھی رات گذری مرزبان نے شہزادے قمرالزمان کو
جگاکر کہا کہ اب تم لباس سائیس کا پہنو شاہزادے نے جلد لباس تبدیل کیا اور دونون گھوڑون
تیز رفتار پر سوار ہوے اور ایک تیسرا گھوڑا کوتل اپنے ساتھ لے اور سب نوکرون کو سرا مین سوتا چھوڑ روانہ ہوے
صبح ہوتے دونون ایک جنگل مین دوراہے پر پہونچے مرزبان نے وہان تیسرے گھوڑے کوتل کو ذبح کرکے اُسکے
خون سے لباس شہزادے کا پھاڑ کر رنگا اور اُسی دوراہے مین ڈالکر شہزادے سے کہا وہ لوگ جنکو آپ سرا مین سوتے
چھوڑ آئے ہین آپکو جب ڈھونڈھتے ہوے یہان پہونچینگے آپکے کپڑے خون آلودہ دیکھکر جانینگے کہ کوئی درندہ
دشمن انکو کھا گیا ہے اور مجکو تصور کرینگے کہ بادشاہ کے خوف سے کسی طرف کو بھاگ گیا مایوس ہوکر یہین سے پھر جائینگے اور
ہم تم بیخوف وخطر راہ طی کرینگے اور جبتک وہ بادشاہ سے خبر کرینگے ہم تم بہت دور نکل جائینگے الغرض وہان سے
قمرالزمان اور مرزبان اشرفیان اور جواہرات صرف کرتے ہوے چلے جاتے تھے یہانتک کہ مع الخیر دارالسلطنت
چین مین پہونچے اور ایک سرا مین اُترکر تین روز تک آرام کیا مرزبان نے اس عرصہ مین لباس نجومیون کا سلوایا

شہزادے کے یے بنوایا پھر حمام مین جاکر دونون نہلائے مرزبان نے لباس نجومیون کا شہزادے کو پہنا کر کہا کہ اب تم اُس مکان مین جہان حکیم وغیرہ واسطے اچھا کرنے شہزادی کے اُترتے ہین اترو اور مین شہزادی کو خبر کرنے جاتا ہون یہ کہکر وہ اپنے گھر آیا اور اپنی مان سے کہا کہ اسی وقت تو جاکر شہزادی سے میرے آنے کی خبر کر قمرالزمان نے لباس نجومی کا پہنا اور بادشاہ کے محل کے نیچے جاکر پکارنا شروع کیا کہ مین بہت دور سے اس اُمید پر آیا ہون کہ اگر شہزادی میرے علاج سے اچھی ہو تو بادشاہ بموجب قول کے اُسکی شادی میرے ساتھ کردے اور اگر اُسکو اچھا نہ کرسکون تو مجھکو قتل کرے ملازمین شاہی نے قمرالزمان کو کمسن اور حسین دیکھ کر بہت افسوس کیا اور کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر اور شہزادی کے

تصویر قمرالزمان کی جو نجومی کے بھیس مین تھا

معالجہ سے درگذر بہت آدمی اس ہوس مین مارے گئے تیری بھی جان جائیگی قمرالزمان باز نہ آیا اور وہی صدا بھر کی آخر وزیر اعظم نے اُسکو بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا قمرالزمان پہلو مین بادشاہ کے بیٹھ گیا بادشاہ نے اُسکی جوانی پر بہت افسوس کیا کہ یہ بھی مثل اورون کے مارا جائے گا بادشاہ نے وہی قول اگلا قمرالزمان سے لکھوا کر شہزادی کے مکان مین بھجوا دیا خواجہ سرا قمرالزمان کو ایک دالان مین متصل حجرے شاہزادی کے بٹھلا کر حضور مین شہزادی کے گیا اور عرض کیا کہ ایک نوجوان نہایت حسین معالجے کو حضور کے آیا ہے حکم ہو تو حاضر کرون شہزادی نے فرمایا جلد لا خواجہ سرا نے قمرالزمان سے آکر کہا کہ حضور مین شہزادی کے چلیے اور علاج کیجیے قمرالزمان بولا مین یہین سے اُسکو اچھا کرونگا

یہ کہکر شہزادے نے سارا قصہ اُس رات کا جسمین شہزادی اُسکے ساتھ سوئی تھی لکھ کے انگوٹھی اُس مین ملفوف کر بند کیا اور خواجہ سرا کے ہاتھ مین دیکر کہا یہ خط لیجا کر اپنی شہزادی کو دے جب خواجہ سرا نے خط کو شہزادی بدورا کے حوالے کیا وہ خط پڑھتے ہی اور دیکھتے ہی اپنی انگشتری کے زنجیر کو پاؤن سے توڑ کر دروازے کی طرف دوڑی اور قمرالزمان کو پہچانا کہ یہ وہی جوان ہے جسکو مین نے اُس رات کو دیکھا تھا اور اُسی کے فراق مین میرا یہ حال ہوا قمرالزمان نے بھی شہزادی کو پہچانا کہ یہ وہی بی بی ہے جو میری بغل مین سوئی تھی اور مین اُسی کے عشق مین مجنون ہوا پھر دوڑ کر دونون ایک دوسرے سے بغلگیر ہوے اور خوشی کا رونا رونے لگے پھر دائی نے دونون کو حجرے مین بٹھلایا شہزادی بدورا نے اپنی انگشتری پھر قمرالزمان کو دیکر کہا کہ تم اسکو اپنے پاس رکھو اور تمھاری انگشتری مین اپنے پاس رکھونگی خواجہ سرا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے حضور مین دوڑا گیا اور عرض کیا خداوند اُس نجومی جوان نے بدون دیکھے شہزادی کے اُسکو اچھا کیا اب وہ بفضل خدا سے اچھی ہے بادشاہ یہ خوشخبری سُنکر شہزادی کے مکان مین گیا اور اُسکو بحال دیکھکر سینے سے لگایا پھر قمرالزمان سے گلے ملکر شہزادی کا ہاتھ قمرالزمان کے ہاتھ مین پکڑا دیا اور کہا مینے جو شرط کی تھی وہ پوری کی اب بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور حسب و نسب تمھارا کیا ہے قمرالزمان نے بعد آداب عرض کیا کہ مینے فقط اپنے مطلب کے لیے بھیس نجومی کا بنایا تھا مین شہزادہ بادشاہ جلیل القدر کا ہون بطن ملکہ سے نام میرا قمرالزمان اور باپ میرا شاہزمان مالک جزیرہ کلان مشہور بہ جیلدرن خالدان ہے بعد اُسکے اپنی کل سرگذشت اول سے آخر تک بہ تفصیل بادشاہ چین سے بیان کی وہ سُنکر نہایت متحیر ہوا اور کہا کہ یہ قصہ اس لائق ہے کہ سونے سے لکھوا کر خزانے مین رکھا جائے پھر اپنے ارکان دولت کو حکم کیا کہ جلد تیاری شادی کی ہو تھوڑے عرصہ مین سارا اسباب تیار ہو گیا بادشاہ چین نے بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور قمرالزمان اور بدورا شہزادی وصل ظاہری اور باطنی سے باہم کامیاب ہوے پھر بادشاہ نے حال مرزبان کی جانفشانی اور محبت کا کہ واسطے شہزادی بدورا کے کی تھی سُنکر بڑا مرتبہ اُسکا کیا درمیان اُسی خوشی کے قمرالزمان نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ باپ اُسکا حالت نزع مین کہتا ہے کہ ہاے افسوس میرا فرزند مجھ سے جدا ہوا اُسکی جدائی سبب میری ہلاکت کا ہے شہزادہ چونک پڑا اور رونے لگا شہزادی بدورا بھی جاگ اُٹھی اور گھبرا کر پوچھنے لگی کہ خیر تو ہے کیون روتے ہو قمرالزمان نے خواب کا حال بیان کیا شہزادی بفراست سمجھی کہ اسکی مرضی باپ کے پاس جانے کی ہے اُسنے اُسکی تسلی کی دوسرے دن اپنے باپ سے یہ حال کہکر ایک برس کی رخصت واسطے اپنے اور قمرالزمان کے

طلب کی بادشاہ طوعاً وکرہاً راضی ہوا اور گھوڑے ہاتھی وغیرہ اسباب بیشمار اور جواہرات لاتعداد دیکر بیٹی اور داماد کو رخصت کیا اور آپ بھی کئی منزل تک اُنکے ساتھ گیا اور قمرالزمان سے بعد ایک سال کے لوٹ آنے کی تاکید کی اب حال مصیبتون کا جو قمرالزمان پر گذرین سُنیئے قمرالزمان کو بعد طے کرنے چند منزل اور گذرنے ایک مہینے کے اثناء راہ مین ایک بڑا میدان ملا اُس روز اُسنے بسبب ماندگی شہزادی بدورا سے کہا آج اسی جگہ درختون کے نیچے مقام کرین اسلیے کہ فوج ہمراہی تھک گئی ہے بدورا نے کہا بہتر ہے آج کے دن یہین سستایئے قمرالزمان نے سردارون کو حکم کیا کہ آج اسی میدان مین اترو فراشون نے جلد خیمے جابجا استادہ کر دیے اور لشکر بھی قرینے سے اُتر پڑا بدورا کہ گرمی سے نہایت بیچین تھی اپنے خیمہ مین جا کر سو رہی قمرالزمان بھی تھوڑی دیر کے بعد اُسی خیمہ مین آیا شہزادی کو سوتے دیکھ کر چپکے سے آپ بھی ایک طرف کو بیٹھ رہا ناگاہ نظر اُسکی کمربند بدورا پر پڑی جسمین جواہرات بہت قیمتی جڑے ہوئے تھے اور ساتھ اُسکے ایک بٹوا زربفت کا بندھا ہوا دیکھا ٹٹولنے سے معلوم ہوا کہ کوئی شے سخت سی ہوئی اسمین ہے جب اُسکو کھولا ایک تختی لعل کی جسمین کچھ تصویرین اور نقوش کندہ تھے پائی قمرالزمان سمجھا کہ یہ تختی بہت قیمتی ہوگی شہزادی نے بے پروائی سے اُسکو اُتار کر ڈالدیا نہ تو احتیاط سے کسی صندوق مین رکھا اور نہ کسی خواص کو سونپا بہرکیف قمرالزمان نے اُسکو اپنے زیر نظر رکھا حقیقت اُس تختی کی یہ ہے کہ وہ ملکہ چین نے شہزادی بدورا کو دی تھی اور وہ ایک طلسم تھا کہ قمرالزمان کو اُسکی کیفیت سے اطلاع نہ تھی اُسنے چاہا کہ اُسکے نقوش کو اچھی طرح دیکھے خیمے سے باہر جا کر اُس کے حروف ملاحظہ کرنے لگا اتفاقاً کوئی پرندہ شکاری اُس طلسم کو ٹکڑا گوشت کا تصور کرکے جھپٹا مار قمرالزمان کے ہاتھ سے لیگیا شہزادہ نہایت متردد ہوا کہ ایسی نادر چیز میری پیاری شہزادی کی ضایع ہو کسی طرح اُسکو جانور سے چھینے وہ چڑیا اُس طلسم کو لیے ہوئے ایک میدان مین کہ فاصلے پر تھا جا بیٹھی قمرالزمان نے اُسکا پیچھا کیا جب وہ نزدیک جاتا چڑیا اُڑکر دور جا بیٹھتی اسی طرح وہ پیچھے اُس کے چلا جاتا تھا پھر وہ جانور اُس تختی کو نگل گیا اور بہت دور اُڑکر جا بیٹھا قمرالزمان نے اُسکا پیچھا کیا یہانتک کہ اپنے لشکر سے بہت دور نکلگیا قریب شام کے چڑیا کو ایک خارستان مین گھیر کر قصد کیا کہ پکڑے جب نزدیک اُسکے پہونچا وہ اُڑکر ایک بڑے بلند درخت پر جا بیٹھی اُسوقت قمرالزمان مایوس ہوکر کہنے لگا کہ یہ جانور اب کسی طرح ہاتھ نہ لگے گا مجبور ہوکر قصد خیمہ گاہ کا کیا معاً یہ خیال آیا کہ بڑے حیف کی بات ہے کہ بدون پائے تختی کے منہ اپنا شہزادی کو دکھلاؤن اسی فکر مین بھوکا پیاسا جنگل مین تلے اُس درخت کے جسپر چڑیا بیٹھی تھی

سو رہا فجر کو وہ چڑیا درخت سے اُتر کر ایک سمت کو روانہ ہوئی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے چلا اور دس دن
تک اسی طرح چڑیا کا پیچھا کیا شام کو وہ جانور کسی بلند درخت پر بیٹھکر بسیرا لیتا اور قمرالزمان نیچے اُسکے سو رہتا
غرض گیارھوین دن دونون ایک شہر مین پہونچے اور چڑیا اُسکی نظر سے غائب ہو گئی شہزادہ مایوس ہو کر چاہتا
تھا کوئی شخص ایسا ملے کہ اُسکی مدد ایسے وقت مین کرے یہی خیال مین شہر کے اندر کہ لب دریا اور بندر
آباد تھا گیا اور دیر تک شہر کے کوچون اور گلیون مین پھرا لیکن کسی شخص سے ملاقات نہوئی آخر
وہانسے دریا کے کنارے سیر کرنے لگا یہانتک کہ ایک باغ مین جسکا دروازہ کھلا ہوا تھا گیا باغبان نے
قمرالزمان کو اجنبی اور مسلمان جانکر جلد دروازہ باغ کا بند کر لیا قمرالزمان نے متعجب ہو کر پوچھا تو نے
دروازے کو کیون بند کیا اُسنے کہا اسواسطے کہ اس شہر کے سب باشندے بُت پرست اور مسلمانون کے
کمال دشمن ہین اگر کسی مسلمان کو پاتے ہین سخت ایذائین اُسکو پہونچاتے ہین تعجب ہے کہ تم اس شہر مین بہت
پھرے مگر کسی نے تمسے تعرض کیا اور نہ اذیت پہونچائی الحمدللہ کہ تم بت پرستون سے محفوظ رہے قمرالزمان نے
اُس مرد پیر کی اس غمخواری اور مسافر نوازی کی نہایت شکر گذاری کی پھر باغبان نے کہا تم تھکے ماندے ہو کچھ کھا پی کے
آرام کرو چنانچہ اُسنے اپنے جھونپڑے مین شہزادے کو لیجا کر کھانا کھلایا قمرالزمان نے آسودہ ہو کر سارا حال اپنا
باغبان سے ظاہر کیا اور رو کر کہا کہ اب کیونکر شہزادی سے جو میری پیاری بی بی ہے ملونگا اور معلوم نہین
کہ شہزادی ابتک اُسی میدان مین پڑی ہے یا وہان سے کوچ کر گئی باغبان نے کہا یہان سے ایک
برس کی راہ پر ملک مسلمانون کا ہے اُن ملکون کے بادشاہ سب مسلمان ہین مگر شہر ابونی سب سے نزدیک اور
کنارے دریا کے ہے اور وہانسے لوگ بہت جلد جزیرہ چیلدرن خالدان مین پہونچتے ہین ہر برس ایک سوداگر شہر
ابونی سے یہان آتا ہے یہانکا مال خریدکر کے شہر ابونی کو لیجاتا ہے پھر وہانسے جزیرہ چیلدرن خالدان کو اگرچہ دن
تم آگے اس شہر مین آتے تو اُس سوداگر کے جہاز پر مین تمکو سوار کر دیتا اب بعد ایک برس کے وہ جہاز یہان آئیگا
جبتک تم میرے جھونپڑے مین رہو قمرالزمان باغبان کی رفاقت کو بہت غنیمت سمجھا اور اُسکے ساتھ رہکر جہاز کا منتظر
رہا دن کو باغبان کے ساتھ باغ کا کام کرتا اور تنہائی مین شہزادی کو یاد کرکے رویا کرتا اب یہان سے حال
شہزادی چین کا سنیے جب وہ شہزادی جاگی قمرالزمان کو غائب پا کر نہایت متحیر ہوئی پھر اسنے اپنے کمربند کو دیکھا کہ کھلی
کھلی ہے اور تختی طلسم کی نہین بدورا نے خیال کیا کہ شاید شہزادہ طلسم کو واسطے امتحان کرنیکے لیگیا رات تک اُسکے
آنے کی منتظر رہی جب رات کو بھی نہ آیا بدورا بے چین ہوئی اور ہزار دل لعنت اور نفرین کس طلسم

اور اسکے بہلانے والے پر کین لیکن سر رشتہ عقل و شعور کا جو ہر حال مین رہنما انسان کا ہی ہاتھ سے نہ دیا اور
بکمال جرأت کو کام فرمایا سواے بدورا اور اسکی چند خواصون کے کوئی دوسرا اسکے لشکر سے حال غائب ہوجانے
قمر الزمان سے مطلع نہ تھا بدورا سمجھی کہ اگر اہل سپاہ وغیرہ اس حال سے آگاہ ہونگے تو شاید قصد غدر اور
نمک حرامی کا کرین لہذا اُسنے اپنے دل کو تسلی دے کے سب خواصون کو حکم کیا کہ خبردار تم مین سے نہ کوئی ذکر
گم ہوجانے شہزادے کا کسی اہل فوج سے کرے اور نہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے یہ حال کسی کو
معلوم ہو یہ کہکر آپ لباس مردانہ قمر الزمان کا پہنکر ایسا اپنے تیئن مثل شہزادے کے بنایا کہ کوئی اُس کو
پہچان نہ سکا اور حکم کیا کہ علی الصباح یہان سے کوچ ہو جب سب آمادہ روانگی ہوئے اُسنے ایک
خواص کو کہا کہ میری پالکی مین بجاے میرے سوار ہووے اور آپ گھوڑے پر سوار ہوکر اس میدان منحوس سے آگے
کو روانہ ہوئی بعد کئی مہینے کے سفر خشکی اور دریا کا کرکے چاہتی تھی کہ جزیرۂ خالدان کو کہ وطن اُسکے شوہر کا
ہے جاوے راہ مین دار الملک جزیرۂ ابونی اسکو ملا اُسکے ملازم جہاز سے لنگر کو واسطے تلاش کرنے مکان فرودگاہ
شہزادی کے شہر مین گئے زبانی اُنکے بادشاہ ابونی کو جسکا نام ارغش تھا معلوم ہو کہ جہاز نے قمر الزمان
کے پہونچکر لنگر گاہ مین لنگر کیا اور وہ شہزادہ بہت دور سے سفر کیے آتا ہے آج شب کی شب چاہتا ہے
کہ کسی مکان مین شب باش ہو بادشاہ ابونی واسطے ملنے شہزادے کے دریا کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین
شہزادی بدورا سے کہ بھیس مین قمر الزمان کے تھی ملاقات ہوئی بادشاہ ابونی نے اُسکی بڑی خاطر کی اور اپنے
محل مین لیجا کر تین رات دن اُسکی اور اُسکے ساتھ والے عملے کی بڑے تکلف سے دعوت کی بعد تین دن کے شہزادی نے
قصد جانیکا کیا بادشاہ ابونی نے کہ اُسکے حسن اور دانشمندی پر از بس فریفتہ ہوا تھا چاہا کہ اُسکو اپنے پاس
رکھے اور آگے جانے نہ دے اسلیے اُس سے کہا کہ صاحب مین اب ضعیف ہوا اور کوئی بیٹا نہین رکھتا ہون
جو بعد میرے وارث تخت و تاج کا ہو فقط ایک لڑکی رکھتا ہون نہایت جمیلہ اور ہوشیار چاہتا ہون کہ کسی
ایسے شہزادے سے کہ وہ بھی مثل اُسکے حسین اور جمیل اور عقیل ہو جیسے تم اُسکی شادی کردون اور داماد کو
تخت سلطنت پر بٹھاکر کنارہ کرون لہذا تم جانا موقوف کرو اور میری شاہزادی کے ساتھ تم اپنی شادی کرکے
مالک اس ملک کے ہو بادشاہ ابونی نے قمر الزمان جعلی سے بہت اصرار و مبالغہ کیا شہزادی بدورا کہ کمال
عقلمند تھی سوچی کہ اگر مین مرد ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا شادی کر لیتی لیکن اس حال مین کہ عورت ہون اور
مصلحتاً بھیس مرد کا اختیار کیا ہے اُسکے ساتھ شادی کرون تو پہلی ہی رات مین سب بھید کھلجائیگا اسلئے سب

میری رسوائی کا ہوگا اور اگر انکار کرتی ہون تو مبادا بادشاہ ناخوش ہوکر مجکو لوٹے اور جان سے مارے یا ہمیشہ قید رکھے اور ابتک قمرالزمان کا حال کچھ معلوم نہین کہ کہان ہی آخر شادی کرے پر راضی ہوکر بادشاہ سے بعد شکرگذاری عرض کی کہ ایک دن کی مجھکو مہلت ملے تا مین اپنے سردارون اور رفیقون سے مشورہ کرون بادشاہ نے منظور کیا قمرالزمان جعلی نے اپنے نوکرون ذی عزت سے حال درخواست بادشاہ ابونی کا ظاہر کرکے کہا کہ تم سب اس امر مین کیا کہتے ہو سبھون نے عرض کیا جس مین آپکی خوشی اُسین ہم سب بھی راضی ہین بادشاہ ابونی حال رضامندی شہزادے اور اُسکے سردارون کا سُنکر بہت خوش ہوا اور بڑی دھوم سے اُسکی شادی اپنی بیٹی کے ساتھ کردی اور بعد شادی اپنے تخت سلطنت پر بٹھلا دیا اور وزیرون اور امیرون سے نذرین دلوائین اور اُسکو امور سلطنت مین بالکل مختار کیا اور خبر شادی اور تخت پر بیٹھنے شہزادہ قمرالزمان کی تمام جزیرہ ابونی مین مشہور ہوئی پھر جب رات آئی خواصین شہزادی حیات النفس کو کہ نام شہزادی ابونی کا تھا اور شہزادی کو جسے سب مرد جانتے تھے حجلۂ عروسی مین لے گئین اور دونون کو تنہا چھوڑکر سب چلی آئین شہزادی بدور آدھی رات تک نماز پڑھا کی اور بعد سو جانے حیات النفس کے آپ بھی سو رہی فجر کو بدور بعد غسل اور تبدیل پوشاک کے تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگی اور بادشاہ ارغش دریافت کرنے حال شب کے حجرۂ عروسی مین گیا اور حیات النفس سے حال پوچھا اُسنے شرم سے سر اپنا نیچا کرکے کچھ نہ کہا بادشاہ نے معلوم کیا کہ وہ فائز المرام نہین ہوئی پھر اُسکی تسلی کرکے کہا کہ شاید بسبب ماندگی سفر کے آجکی رات اتفاق ہمخوابی کا نہ ہوا دوسری شب بھی یون ہی گذری بادشاہ نے دیکھا کہ شہزادی حیات النفس افسردہ خاطر ہی آجکی شب بھی غنچہ مقصد نہ کھلا بادشاہ کمال ناخوش ہوا اور حیات النفس سے کہا کہ اگر آجکی رات بھی بے التفاتی قمرالزمان سے عمل مین آئیگی تو مین اُسکو قتل کرونگا تم اُس سے کہ دیجیو غرض تیسری شب کو بھی بدور نے چاہا کہ بعد نماز اور وظیفہ کے سو رہے تب حیات النفس نے بدور سے جسے اپنا شوہر سمجھتی تھی کہا آج تیسری رات ہی تمنے مجھ سے ذرا التفات نہ کیا مین نہین چاہتی کہ میرے سبب سے تم کو کوئی صدمہ پہونچے کل میرا باپ ناخوش ہوکر تمھارے حق مین ایسا کہتا تھا شہزادی یہ سُنکر نہایت بیقرار ہوئی اور سوچی کہ اگر اپنا راز اظہار کرتی ہون تو بادشاہ ابونی مجکو بیشک مار ڈالے گا اور اگر نہین ظاہر کرتی تو خرابی ہی بہرحال اب مرگ اور رسوائی کا سامنا ہی حیات النفس نے کہا ای شہزادے کچھ تمنے جواب نہ دیا اور رنگ تمھارے چہرے کا کیون متغیر ہوگیا بدور کے آنسو جاری ہوے اور قریب تھا کہ غش آجائے

لیکن اسنے خدا کو یاد کرکے اپنے تئین سنبھالا اور آنسو پونچھکر کہا اے نازنین پیاری شہزادی جو سزا مجھکو دو اُسکا
مین سزاوار ہون مگر امید عفو کی تم سے رکھتا ہون اب میری عزت اور جان تمھارے ہاتھ ہی مجبوری اپنا
حال تمسے ظاہر کرتا ہون اُسکو سنکر چاہو عفو کرو چاہو قتل تب اُسنے اپنا سینہ کھولکر دکھلایا کہ مین مثل تمھارے
شہزادی بیٹی بادشاہ چین کی ہون اور سب حال اپنا ظاہر کرکے ہاتھ باندھکر کہا کہ جبتک شہزادہ قمرالزمان
میرا شوہر نہ پہونچے میرا راز کسی پر فاش نہو اور وہ بھی عنقریب پہونچا چاہتا ہی جب وہ آئے تم اُسکی بی بی ہوجیو
اور مین تم دونون کی خدمتگزاری مین رہونگی حیات النفس کو یہ قصہ عجیب نہایت مؤثر ہوا آخر اُسنے
اُسکی دلجمعی کی کہ اب تم باطمینان تمام حکمرانی کرو مین بات بنا کر اپنے مان باپ اور اقربا کی تسلی کر دونگی
اور وہان کا دستور تھا کہ خبر زفاف کی سنکر چھوٹا بڑا خوشی کرتا اور کچھ کچھ رسمین اس امر خاص مین مقرر تھین کہ
ہر وقت ہونے زفاف کے عمل مین لاتے غرض شوقت دونون شہزادیان ایک دوسرے سے لپٹ کر سورہین اور
شہزادی ابونی نے واسطے آگاہ کرنے اپنی خواصون کے کہ جو جو باز زفاف کی تھین وہ سب امور کہ عروسین
شوقت کرتی ہین کیے چنانچہ سب کو اُسکے زفاف کا یقین ہوا اور صبح کو اپنے مان باپ کو اشارے سے
ظاہر کیا اور بعد اسکے بعد حمام کرنے اور تبدیل لباس کے دربار عام مین جاکر بدلجمعی تمام انتظام امور مملکت
مین مشغول ہوئی اور اسیطرح با میدوصال قمرالزمان رات بسر کرنے لگی اور ادھر قمرالزمان باغبان کے
گھر بت پرستون کے شہر مین رہکر باغبانی کیا کرتا ایک دن باغبان نے اُس سے کہا کہ آج بت پرستون کی
بڑی عید ہی آج کے روز نہ آپ کام کرتے اور نہ دوسرے سے کام لیتے ہین اور بطور میلے کے جابجا جمع ہوتے
اور طرح طرح کے تماشے کرتے ہین اُس روز مسلمان سے بھی پرہیز کرتے ہین اسی واسطے آج تمکو بھی چھٹی ہی
اگر تمھارا جی چاہے شہر مین جاکر تماشا دیکھو کوئی تم سے متعرض نہ ہوگا اور جہاز شہر ابونی کا شہر مین پہونچا ہی
اب مین اپنے دوستون سے ملنے جاتا ہون اُسنے دریافت کرونگا کہ کبتک یہ جہاز اُدھر کو جاویگا
کہ مین تیرے لیے غلہ اور میوے فصلی اُسپر بار کرون یہ کہکر باغبان دریا کی طرف روانہ ہوا اور قمرالزمان
بدورا کو یاد کرکے رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز دو چڑیون کی سُنی کہ نزدیک اُسکے ایک درخت پر
آ بیٹھین اور آپس مین لڑنے لگین یہانتک کہ ایک اُن مین سے مرکر نیچے گر پڑی اور دوسری اُڑکر غائب
ہوگئی پھر بعد ایک لحظے کے دیکھا کہ دو چڑیان بڑی دو طرف سے آکر وہین اُترین ایک سر کی طرف اُس
چڑیا موئی ہوئی کے اور دوسری پانون کی طرف کھڑی ہوکر سر ہلانے لگین گویا وہ دونون اُسکے

حال پر افسوس کرتی تھین بعد اُسکے دونون نے اپنی چونچون اور پنجون سے گڑھا کھود کر اُسکو دفن کیا اور اُڑ گئین اور بعد ایکدم کے دہی دونون چڑیان اُس چڑیا کو جسنے اُس پہلی چڑیا کو جان سے ارڈالا تھا پکڑ لائین اور اُسکے پر نوچ اور اعضا کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلی گئین قمرالزمان یہ حال دیکھ کے کمال متحیر ہوا اور نزدیک اُس چڑیا مقتول کے جاکر خوب غور سے نظر کی ایک چیز سرخ اُسکی انتڑیون مین نظر پڑی جب اُسکو دھو کر دیکھا تو وہی نخی طلسم کی تھی جو سبب مصیبتون کی ہوئی تھی قمرالزمان اُسکو پاکر نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ اب بدر امجکو ملے گی دوسرے دن باغبان نے اُس سے کہا کہ فلانا درخت سوکھ گیا ہی اُسکو جڑ سے کاٹ ڈال قمرالزمان نے اُسکو کاٹ کر جڑ اُسکی نکالنا چاہی دفعتہً کلہاڑی اُسکی پتھر کی چٹان پر پڑی اُسنے مٹی وہان کی کہا پتھر کو اُٹھایا اُسکے تلے ایک زینہ دس انگشت کا پایا اُس زینے سے نیچے اُتر گیا وہان اُسنے ایک مکان گنبد دار چودہ قدم کے مربع مین دیکھا کہ گرد اُسکے پچاس دیگین مس کی مع سرپوش کے رکھی تھین اور ہر ایک مین سونے کی راکھ بھری ہوئی قمرالزمان نے خوش ہوکے باغبان کو خبر کی باغبان نے کہا میان یہ خزانہ تم کو مبارک ہو یہ میرا حق نہین اسی برس سے مین اس باغ کی خدمت کرتا ہون اور آگے اُس کے میرا باپ دادا تھا تو یہ دولت نہ اُنکو ملی اور نہ مجکو اور میان تین دن کے بعد جہاز ابونی کا یہان جائے گا تم جلد تیاری کرو اور اُس خزانے کو اُسپر بار کرکے روانہ ہو گا آدھی دیگون کو خالی کرکے اوپر اُنکے زیتون کہ میرے پاس بہت ہی بھر دو تا لوگ سمجھین کہ یہ زیتون ہین اس حیلے سے تم اور تمھارا خزانہ محفوظ رہے گا قمرالزمان نے باغبان سے باصرار کہا کہ اگر تم سب نہین لیتے تو آدھا لو اور آدھا مجکو دو باغبان نے کہا تیری خاطر سے قبول کرتا ہون ورنہ مجکو خواہش نہین قمرالزمان نے ہر ایک دیگ کی راکھ آدھی رہنے دی اور آدھی باغبان کے گھر مین ڈھیر کرتا گیا اور آدھی دیگون کو زیتون سے بھرا بعد اُسکے خیال کیا کہ ایسا نہو کہین پھر یہ طلسم میرے پاس سے جاتا رہے اُسنے ایک دیگ خالی کرکے طلسم کو اُسکی تہ مین رکھدیا بعد اُسکے سونے کی راکھ اور اوپر سے زیتون بھر اُسپر نشان کردیا جب اس کام سے فارغ ہوچکا اتفاقاً باغبان بیمار ہوگیا اور تیسرے دن اُسپر نوبت نزع کی پہونچی اُسی دن کپتان جہاز کا بموجب وعدے کے کہ باغبان سے کیا تھا خلاصیون سمیت اُس باغ مین پہونچا اور قمرالزمان سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو ہمارے جہاز پر سوار ہوگا قمرالزمان نے کہا کہ مین ہون میرا اسباب اور پچاس دیگین زیتون کی جہاز پر چڑھاؤ مین ابھی آتا ہون۔ خلاصیون نے اسباب اور پچاس دیگین لیجاکر

جہاز پر بارکیں کپتان نے قمرالزمان سے تاکیداً کہا کہ جلد جہاز پر آنا دیر نہ کرنا قمرالزمان باغبان سے رخصت ہوئے گیا باغبان نے کہ نزع مین تھا قمرالزمان سے وصیت تجہیز و تکفین کی کرکے قضا کی شہزادہ اُسکے غسل و دفن کرنے مین مشغول ہوا بعد فراغت اُسنے باغ مین قفل لگا کنجی مالک باغ کو سونپ دی اور جلد آپ طرف دریا کے روانہ ہوا وہان جہاز کھل گیا تھا نہایت ملول ہوکر سوچا کہ ایک برس اور یہان پر مجکو ٹھہرنا پڑا پھر اُسی باغ مین آیا اور اُسکو ایک برس کی میعاد پر اجارہ لیا اور سونے کی راکھ جو حصہ باغبان کا تھا اور وہ لاوارث تھا پچاس خمین بہم پہونچا کر اُنمین بھرا اور اوپر سے زیتون بھر کر سب کا منھ بند کیا باین نیت کہ اُنکو بھی اپنے ساتھ بیجا ؤنگا اور اُسی باغ مین پھر محنت و مشقت کرتا اور انتظار مین جہاز ابونی کے رہتا آخر جہاز جزیرہ ابونی کو پہونچا بدورا باین خیال کہ شاید قمرالزمان اُسمین آیا ہو خود جہاز پر گئی اور بظاہر مشہور کیا کہ مجکو اسباب نفیس خریدنا ہے کپتان جہاز سے پوچھا کہ تمہارا آنا کدھر سے ہوا اور جہاز پر کون کون سوار ہے اُسنے کہا وہ تاجر ہمیشہ خرید و فروخت کے واسطے اس جزیرے مین آتے جاتے ہین اور کوئی نہین اور وہ سب اسباب اور اجناس ملکون کے پارچہ سادہ اور بوٹے دار جواہرات مشک عنبر کافور کرانہ دوائیات زیتون وغیرہ سے لائے ہین بدورا کہ زیتون کو نہایت عزیز رکھتی تھی سنتے ہی کپتان سے کہنے لگی کہ جسقدر زیتون کہ اس جہاز پر ہے مین اُس سب کو خرید کرونگا جلد اُسکو جہاز پر سے اُتارو اور سوداگرون سے کہو کہ سوا زیتون کے اور سب اسباب میرے پاس لائین کپتان نے کہا پچاس خم زیتون کی مالک ایک سوداگر کی ہین وہ سوداگر پیچھے رہ گیا ہر چند اُسکا انتظار رہا مگر نہ پہونچ سکا بدورا نے کہا تم اُن خمون کو اُتارو جو قیمت ہوگی ہم تم کو دینگے تو مالک کے حوالے کر دیجیو پچاسون خم زیتون کی حاضر کیگئین بدورا نے قیمت انکی پوچھی کپتان نے کہا ایک ہزار درم عنایت کیجیے اُسنے ایکہزار درم دیکر کہا تم اس زر کو امانت رکھنا بروقت ملاقات اُس سوداگر کو دینا پھر بدورا پچاسون خمین زیتون کی اُٹھوا اپنے محل مین لے گئی اور ایک خم کھلوا کر تھوڑا زیتون کسی برتن مین نکلوایا تا اُسکو ملاحظہ کرے اُس مین سونے کی راکھ ملی ہوئی دیکھ نہایت متعجب ہوئی آخر جو خم کھلوائی سب مین راکھ سونے کی پائی اور ایک خم کی تہ مین اُس طلسم کو جسے قمرالزمان نے رکھا تھا دیکھ کر بیہوش ہوکر گر پڑی حیات النفس اور اُسکی خواصون نے لیکے سنبھالا اور گلاب وغیرہ چھڑک کر اُسکو ہوش مین لائین بدورا نے ہوش مین آکر اُس تختی طلسم کو چوما اور آنکھون سے لگایا اور چپ ہو رہی تنہائی مین حیات النفس سے

کہا آگے جو تم نے حال طلسم کا مجھ سے سُنا تھا وہ یہی طلسم ہی یہی کمبخت سبب جدائی کا درمیان میرے اور میرے پیارے شوہر قمر الزمان کے ہوا اب یقین ہی کہ بہت جلد ملاقات ہو دوسرے دن بدورا نے کپتان کو بُلوا کر کہا احوال اُس سوداگر کا جسکی پچاس خم زیتون کی ہین اور تو اُسکو شہر مین بت پرستون کے چھوڑ آیا ہی مفصل بیان کر کپتان نے کہا کہ وہ ایک باغ مین رہتا ہی اور ایک پیرمرد باغبان اُسکے دوست کی معرفت مین نے اُسکے اسباب و ظروف کو جہاز پر لادا تھا اور مین خود اُس باغ مین اُسکو لینے گیا تھا اُسنے مجھ سے کہا کہ تم میرا اسباب لیکر چلو مین بھی باغبان سے کہ میرا محسن ہی رخصت ہو کر آتا ہون مگر نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ باوجود انتظار کے وہ نہ آسکا مین نے بمجبوری جہاز کو کھولدیا بدورا نے یہ حال سُنکر سارا مال سوداگرون اور کپتان کا قرق کر کے کپتان سے کہا وہ سوداگر جسکو تو شہر بت پرستون مین چھوڑ آیا ہی میرا قرضدار ہی تو جلد جا کر اُسکو لا جبتک تو اُسکو میرے پاس نہ لائیگا مین تیرا اسباب اور سب سوداگرونکا چھوڑ دونگا اور اگر تو اُسکو جلد لائیگا اسباب کو چھوڑ دونگا اور بہت سلوک تیرے ساتھ کرونگا کپتان جہاز لیکر ملک بت پرستون کی طرف روانہ ہوا اور بہت جلد پہونچکر ایک نسبوئی مین سوار ہو کر شہر مین گیا اور اُس باغ مین جسمین قمر الزمان تھا پہونچا اور قمر الزمان کو پکڑ کر نسبوئی پر لے گئے اور جلد نسبوئی کو کھے کر جہاز پر سوار ہوے اُسی وقت جہاز کا لنگر اُٹھا جزیرہ ابونی کی راہ لی قمر الزمان متحیر ہوا اور کپتان سے پوچھا کہ تم مجکو قید کیے کیون لیے جاتے ہو کپتان نے کہا تو قرضدار بادشاہ ابونی کا ہی اُسکے حکم سے تجکو پکڑے لیے جاتے ہین قمر الزمان نے کہا مین نے اُس بادشاہ کی نہ صورت دیکھی نہ اُسکے ملک مین کبھی گیا کپتان نے کہا یہ اُس سے کہنا تم کچھ اندیشہ نہ کرو وہ نہایت منصف ہی تمپر ظلم نہ کریگا غرض وہ جہاز جیسا جلد گیا تھا ویسا ہی جلد شہر ابونی مین پہونچا کپتان نے قمر الزمان کو جہاز سے اُتار بادشاہ ابونی کے حضور مین حاضر کیا شہزادی بدورا قمر الزمان کو جسکے واسطے دن رات رویا کرتی تھی دیکھ کر اُن کپڑون مین چاہتی تھی کہ دوڑ کر اُسکے گلے لگجائے پھر ٹھہر گئی اور سوچی کہ لوگ جو میرے اور اُسکے حال سے واقف نہین ہنسینگے مصلحتاً اُسکو ایک سردار کے سپرد کر کے فرمایا اُسکو جلد حمام کرا کے پوشاک پہنوا کر چار گھڑی رات رہے میرے پاس لانا سردار نے قمر الزمان کو حمام مین لیجا کر پوشاک فاخرہ پہنائی اور ایک مکان عالیشان مین لیجا کر رکھا اور اُسی روز بدورا نے کپتان اور سب سوداگرونکا اسباب چھوڑ دیا اور ایک ہزار دینار اور خلعت فاخرہ سے کپتان کو سرفراز کر کے رخصت کیا اور قمر الزمان کو خدمت خزانے اور حاضر باشی کی دے کے ہر وقت اپنے ساتھ رکھنے لگی

اور ایکدن رات کے وقت قمر الزمان کو تنہائی مین وہ طلسم دیکر کہا کہ بہت دن ہوے کہ ایک نجومی نے
اس طلسم کو میری نذر گذرانا تھا کیونکہ تم ہر علم مین کامل ہو اسکو اچھی طرح دیکھکر خواص اسکے مجکو بتاؤ قمر الزمان
نے اُسوقت تک بدورا کو جو بادشاہ ابونی کے بھیس مین تھی پہچانا نہ تھا قمر الزمان نے طلسم کو دیکھکر پہچانا اور
متحیر ہو کر کہا خداوندا اسکے خواص نہایت بُرے مین اسی کے سبب سے مین غم مین پڑکر قریب مرگ ہوا
اور اسی کے سبب سے مین اپنی معشوقہ بی بی سے جُدا ہوا اور یہ طلسم اسی نازنین کا ہی جسکے فراق مین یہ حال
ہوا اگر اسکا قصہ حضور مفصل سنین گے تو میرے حال زار پر رحم فرمائین گے بدورا نے فرمایا مین دوسرے
وقت سنونگا تم ذرا یہان ٹھہرو بدورا وہان سے اُٹھکر گوشہ مین گئی اور پوشاک زنانی پہنی اور وہی کمربند
باندھکر قمر الزمان کے پاس آئی قمر الزمان دوڑکر اُس سے لپٹ گیا اور کہا قربان ایسے بادشاہ کے
جسکی بدولت مین اپنی محبوبہ سے ملا بدورا نے اپنا حال آغاز سے انجام تک قمر الزمان سے اور قمر الزمان
نے اپنا حال اُس سے بیان کیا پھر دونون نے خوابگاہ مین آرام کیا پھر بدورا نے بادشاہ ارمنش کو
اپنے محل مین بُلوا بھیجا وہ بدورا کو بلباس زنانہ دیکھکر متعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ بی بی کون ہی اور کہان سے
آئی اور میرا داماد کہان ہی بدورا نے مسکرا کے سارا حال اپنا اور قمر الزمان کا مفصل بیان کرکے کہا کہ
ہمارے مذہب مین چار بیبیون کے ساتھ اکٹھا شادی کرنا جائز ہی بدل میری اجازت ہی کہ شادی حیات النفس
کی قمر الزمان میرے شوہر کے ساتھ ہو شاہ ارمنش یہ حال سُنکر نہایت متعجب ہوا اور قمر الزمان سے کہا ای
فرزند آج تک ہم بدورا کو اپنا داماد سمجھتے تھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ تمھاری بی بی ہی اب مین چاہتا ہون کہ
اپنی لڑکی حیات النفس کی تمھارے ساتھ شادی کردون شہزادی بدورا بھی راضی ہی اور تم میرے
داماد ہو کر اس ملک کی بادشاہت قبول کرو قمر الزمان نے قبول کیا اور اُسدن سے تخت پر بیٹھکر وہان کی
سلطنت کرنے لگا اور حیات النفس کے ساتھ اُسکی شادی بڑی دھوم سے ہوئی اور دونون شہزادیان
پیار و الفت سے باہم رہنے لگین اور قمر الزمان بھی دونون سے برابر محبت رکھتا یہانتک کہ ایک ہی برس
مین دونون شہزادیون سے دو بیٹے نہایت حسین پیدا ہوے قمر الزمان نے بڑی خوشی کی اور لاکھون روپیے
انعام اور خیرات مین دیے اور اُس لڑکے کا نام جو بدورا سے ہوا تھا امجد اور دوسرے کا جو حیات النفس
سے پیدا ہوا اسعد رکھا اور دونون شہزادے ساتھی ایک ہی جگہ پرورش پانے لگے جب قابل تربیت
ہوے اُنکے لیے اتالیق اور ہر علم کے اُستاد مقرر کیے اور جسقدر اُنکی عمر بڑھتی گئی باہم دونون مین الفت

بھی بڑھتی جاتی جب دونون سن شعور کو پہونچے قمرالزمان نے ہر ایک کے لیے مکان اور شاگرد پیشہ جدا
جدا مقرر کیے مگر اُنھون نے جُدائی باہمی گوارا نہ کی اور دونون ایک ہی محل مین رہنے لگے جب دونون اُنیس ۱۹
برس کے ہوے اور امور سلطنت اور فن سپہ گری وغیرہ مین خوب مہارت پیدا کی تو قمرالزمان نے تجویز کیا کہ
جب مین شکار کو جایا کرون میرے پیچھے باری باری سے یہ دونون دربار عام مین اجلاس کر کے بجاے
میرے انفصال مقدمات کیا کرین چنانچہ باری باری سے وہ باپ کی جگہ اجلاس فرمایا کرتے بدور اسد کو کہ
سوتیلا تھا بہ نسبت امجد کے زیادہ چاہتی اور حیات النفس امجد کو بہت پیار کرتی اور ہر ایک شہزادہ
جمیع امور مین سروکار اپنی سوتیلی مان سے رکھا کرتا اور یہ پیار والفت سوتیلی ماؤن کا سوتیلے بیٹون سے
باعث حسد اور کینے سگی ماؤن کا ہوا اور ہر ایک شہزادی نے چاہا کہ مین اپنے بیٹے کا دل سوتیلی مان سے
پھیردون چنانچہ ایکدن شہزادہ امجد بیٹا بدور کا غیبت مین قمرالزمان کے دربار مین اجلاس کر کے گھر پھرا آتا تھا
راہ مین ایک خواجہ سرا نے علیحدہ لیجا کر ایک خط حیات النفس کا اُسکو دیا اُسنے خط پڑھتے ہی غصہ مین خواجہ سرا کو
ایسا ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اور اُسی حالت غیظ مین اپنی مان بدور کے پاس جا کر
اُس خط کو دکھلایا وہ بھی اُسکو پڑھکر نہایت خفا ہوئی اور کہا بیٹا میری نسبت یہ تحریر محض اتہام اور
بہتان ہے پھر اُسنے اس حال کو اپنے بھائی اسد سے کہا اور اُس خط کو دکھلایا وہ بھی کمال برہم ہوا
دوسرے دن اسد اجلاس فرماکے اپنے گھر جاتا تھا کہ راہ مین ایک بڑھیا نے خط بدور کا اُسکو دیا اسد
بھی اُسکو پڑھکر ایسا غضب مین آیا کہ اُس ضعیفہ کو قتل کیا اور اپنی حقیقی مان کے پاس جا کر خط دکھلایا
وہ اسد پر غصہ ہوئی اور کہا تو بھی مثل امجد کے دیوانہ ہوگیا میرے آگے سے چلا جا خبردار پھر کبھی نہ آئیو
اسد طیش کھاکے اپنے مکان مین آیا اور وہ خط امجد کو دکھلایا غرض دونون شہزادے بسبب اس
امر کے مبتلاے غم ہوے اور دونون مائین اُنکی ایسی بدگمان ہوئین کہ قصد اُن کے ہلاک کر ڈالنے کا
کیا دونون مائین دونون بھائیون کے قتل پر آمادہ ہوئین تیسرے دن قمرالزمان شکارگاہ سے پھر کے
محل مین گیا دونون بی بیون کو روتے پاکر متحیر ہوا اور پوچھا خیر تو ہے بدور نے کہا تمھارے دونون
بیٹون نے ہم دونون کو ایسا فضیحت کیا کہ کوئی حد نہین قمرالزمان مکر و فریب کی باتین بدور کی
سُنکر نہایت خشمگین ہوا اور چاہتا تھا کہ دونون بیٹون کو قتل کرے مگر شاہ ارمنش کے سمجھانے سے
قتل نہ کیا اور جندر نامے ایک اپنے سردار کو بلا کر کہا اسی وقت ان دونون نابکارون کو لیجا کر

کسی جنگل مین قتل کر اور نشان اُنکے قتل کرنے کا لاکر مجھکو دکھلا جندر دونون کو راتون رات شہر سے باہر لے گیا اور صبح کو گھوڑے سے اُتر دونون کو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے کہا ہم بے تقصیر ہین اگر مرضی بادشاہ یہی ہے تو بسم اللہ ہم کو قتل کر امجد نے کہا پہلے مجھے مار اسد نے بھی یہی درخواست کی تب جندر نے دونون کو چادر سے باندھا اور تلوار نکال کر چاہتا تھا ایک ہی وار مین دونون کا کام تمام کرے کہ ناگاہ گھوڑا اُسکا بھڑکا اور باگ ڈور توڑ اکر جنگل کی طرف بھاگا جندر تلوار وہین ڈال گھوڑے کے پیچھے دوڑا گھوڑا زیادہ دوڑنے لگا اُسکے ہنہنانے سے ایک شیر جنگل مین سوتا ہوا جاگ کر جندر کی طرف دوڑا اور اُسکو پھاڑ کر چاہتا تھا کہ چیر پھاڑ ڈالے اب ان

تصویر شیر کی جندر کو دبا لینے اور امجد کی شیر کو قتل کرنے کی

دونون بھائیون کا حال سنیے کہ دونون غریب چادر سے بندھے منتظر قتل کے تھے بعد تھوڑی دیر اسد نے امجد سے کہا بھائی دیر ہوئی جندر نہین پھرا ایسا نہو کہ کسی آفت مین مبتلا ہوا ہو اُسکی مدد ہمکو کرنا ضرور ہے یہ کہکر دونون نے چادر کو کھول ڈالا امجد تلوار اُسکی لیکر اُسی جنگل کی طرف جہان شیر نے اُسکو پچھاڑا تھا دوڑا اور یہ حال دیکھ کر شیر کو بڑی بہادری سے للکارا شیر جندر کو چھوڑ کر امجد کی طرف دوڑا اُس شیر دل نے

لپک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ شیر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا بعد اسکے امجد نے تلوار کو رکھ جندر کو کہ بیہوش پڑا تھا
زمین سے اٹھا کر گرد اُسکے بدن اور کپڑون سے پونچھی اور اسعد اُسکے گھوڑے کو پکڑ لایا بعد اُس کے
امجد نے تلوار پونچھکر جندر کے حوالے کی اور کہا اب تم حکم ہمارے باپ کا بجا لاؤ جندر نے دیکھا کہ شیر
دو ٹکڑے ہو پڑا ہے امجد کی قوت بازو پر ہزار آفرین کی اور اسعد کی جو گھوڑا پکڑ لایا تھا شکر گذاری کی پھر
ہر ایک کے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اے شہزادو تمنے میری جان بچائی اور میرا گھوڑا پکڑ لائے اگر ہزار
برس تک ہزار زبان سے تمھاری شکر گذاری کرون تو ایک ذرہ بھی ادا نکر سکون اب کیونکر مین تم
ایسے رحمون اور محسنون کو قتل کرون بلکہ اُمیدوار ہون کہ میری گستاخی معاف کرو اگر بادشاہ تمھارے عوض
مجکو اور تمام میرے گھر بار کو قتل کر ڈالے تو بھی مجھے قبول ہی غرض امجد اور اسعد کو اپنے سینے سے لگا کر کہا مجکو
ایک ایک قبا عنایت کرو چنانچہ دونون کی قبائین شیر کے خون مین ڈبوئین اور کچھ قدر اشرفی روپے
اُسکے پاس تھے انکو دیکر کہا اب تم دونون اور ملک مین چلے جاؤ اور آپ وہان سے شہر مین آیا اور
بادشاہ کے حضور مین حاضر ہو کر دونون قبائین خون آلودہ شہزادونکی آگے اُسکے ڈالین قمر الزمان بعد فرو
ہونے غصے کے نہایت مغموم ہوا اور اُنکی قباؤنکی جیبون سے دو خط جو اُنکی کمبخت ماؤن نے اُنکو لکھے تھے پائے
اور اُسکے مضمون پر مطلع ہو کر اُنکی بیقصوری کو دریافت کیا اس سبب سے ہائے واے کر کے رونے اور
کہنے لگا کہ کوئی ظالم باپ مجھ سا نہ ہوگا جسنے اپنے بیٹون کو ناحق ہلاک کر ڈالا اور دونون کا خون مکر سے
عورتون کے ہوا پھر قسم کھائی کہ کبھی ان دونون کی صورت نہ دیکھونگا اور اُن دونون کو قید کیا ادھر قمر الزمان
اپنے بیٹون کے ہلاک سے غم مین مبتلا ہوا اور ادھر وہ دونون بھائی جنگل جنگل بھاگتے پھرتے اور جنگلی میوے
کھا کر جیتے بعد ایک مہینے کے سفر کرتے ایک کالے پہاڑ کے نیچے کہ نہایت بلند تھا پہونچے اور اُسپر چڑھنا
شروع کیا بسبب نشیب فراز کے دونون تھک گئے خصوصًا اسعد گر پڑا امجد بجرأت پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ
گیا وہان ایک چشمہ آب شیرین اور ایک درخت انار کا جسمین انار پختہ بہت لگے تھے نظر پڑا امجد
اسعد کو اُٹھا کر وہان لایا دونون نے کہ نہایت بھوکے تھے انار توڑ کر کھائے جب سیر ہو چکے رات کو وہین
سو رہے پھر تین دن رہکر دوسرے پہاڑ کی طرف روانہ ہوے اور پانچ دن کے بعد نیچے اُس پہاڑ کے اُترے
وہان ایک بڑا شہر نظر پڑا اسے دیکھ کے بہت خوش ہوے اور چاہا کہ وہان جائین اسعد نے کہا
بھائی دونون کا جانا خوب نہین مین جا کر کھانا شہر سے جلد مول لیے آتا ہون تم اسی جگہ ٹھہرو غرض اسعد

شہر کو روانہ ہوا جب شہر کے اندر پہونچا اول ایک مرد ضعیف اُسکو ملا اسد نے اُسکی وضع اچھی دیکھکر بعد
صاحب سلامت کے پوچھا کہ بازار کسطرف ہے اُسنے مُسکرا کر جواب دیا کہ بیٹا تم مجکو اجنبی معلوم ہوتے ہو
اسد نے کہا سچ ہے بڈھا بولا میاں تم کیون بازار کو پوچھتے ہو اسد نے کہا کھانا لینے اور اپنے بھائی کے لیے
مول لاؤنگا بڈھے نے کہا آج تم میرے مہمان ہو میرے ساتھ چلو گھر میں میرے کئی قسم کا کھانا تیار ہے اُسکو
تم کھاؤ اور جسقدر چاہو اپنے بھائی کے لیے بھی لیجاؤ کئی دن کام آئیگا غرض وہ بڈھا اسد کو دم دیکر اپنے
گھر لے گیا اسد نے اُسکے گھر جاکر دیکھا کہ چالیس بڈھے آگ کے گرد بیٹھے پرستش کر رہے ہین اسد یہ حال
دیکھکر ڈرا اور سمجھا کہ اس بڈھے نے مجھسے فریب کیا پھر اُس بڈھے نے اُن چالیسون آتش پرست سے
بعد صاحب سلامت کے کہا آج کا دن مبارک تھا کہ ایسا شکار ہاتھ لگا یہ کہکے غضبان کا نام لیکر پکارا کہ
جلد اسکو تہخانے مین بھیجدو ایک حبشی فربہ بدشکل حاضر ہوا اور اسد کی مشکین باندھین اُس بڈھے
نے کہا کہ اسکو تہخانے مین بھیجکے میری لڑکیون بوستنا اور کیوانا کو سونپ کر کہیو کہ بڑی حفاظت سے
رکھین اور روز اُسکو جب مارا کرین اور صبح وشام ایک ٹکڑا روٹی اور لوٹا پانی کا اُسکا معمول کردین جب
موسم جہاز کا آئیگا ہم اس مسلمان کو واسطے چڑھانے کوہ آتش کے روانہ کردینگے تا اُسکو قتل کرکے پرستش آگ کی
کیا کرینگے غضبان اُسکو زندان مین لیگیا اور ایک بھاری بیڑی اُسکے پانوون مین ڈالدی بوستنا اور کیوانا روز
اسد کو اس بیرحمی سے مارتین کہ غش کھاکر گر پڑتا جب وہ ظالم عورتین ایک ٹکڑا روٹی اور کوزہ پانی کا
دیکے اُسکو چلی جاتین اسد اپنی بیکسی پر بہت روتا پھر امجد کو یاد کرکے مطمئن ہوتا کہ وہ تو اس بلا سے محفوظ
ہے شہزادہ امجد نے شام تک اسد کا انتظار کیا جب رات ہوئی نہایت پریشان ہوا تمام رات
کمال بیقراری مین کاٹی صبح کو شہر کی طرف گیا اور اسمین مسلمانون کو کم دیکھکر تعجب کیا اور ایک شخص سے
پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے اُسنے کہا اس بستی کو شہر آتش پرستان کہتے ہین اور اسمین بالکل مجوس
رہتے ہین مسلمان یہین نہین پھر امجد نے پوچھا کہ یہان سے جزیرہ ابونی کتنی دور ہوگا اُسنے کہا دریا کی راہ
چار مہینے کی راہ ہے اور خشکی سے دو مہینے کی پھر امجد سیر کرتے کرتے ایک درزی کی دکان پر کھڑا ہو گیا اور
اُسکو مسلمان سمجھکر بعد سلام علیک اُسکی دکان پر بیٹھ گیا اور اُسکو اپنا غمخوار پاکے اپنی مصیبت کا حال اور
گم ہونے شہزادہ اسد کا ظاہر کیا درزی نے کہا اگر بھائی تمھارا کسی مجوس کے ہاتھ پڑ گیا تو اُسکا ملنا دشوار
ہے مگر اب تم اپنی حفاظت کرو اگر میرے پاس رہوگے تو مین تمھاری حفاظت اور مدد کرونگا امجد اسد کے ملنے

مایوس ہو ایک مہینے تک درزی کے گھر سے باہر نہ نکلا بعد ایک مہینے کے وہ ایکدن تنہا شہر مین نکلا اور
اتفاقاً گذر اُسکا ایک کوچے مین ہوا وہان ایک بی بی جوان نے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا ناز و ادا سے
اُسکی طرف دیکھا اور پوچھا کہ صاحب کہان جاتے ہو اور کہان کے رہنے والے ہو ذرا ٹھہر جاؤ امجد نے
اُسکے حسن و جمال اور پیار کی باتون پر مفتون ہو کر جواب دیا مین اپنے مکان کو جاتا تھا مگر اب جہان تم لیجاؤ
حاضر ہون اُس بی بی نے کہا مجھ ایسی بیبیان صاحب عزت مردون کو اپنے گھر نہین لیجاتین بلکہ مرد انکو اپنے
گھر لیجایا کرتے ہین امجد سوچا کہ میرا کوئی گھر نہین اور درزی کے گھر لیجانا بے شرمی ہے اور مین کسی مکان
سے واقف نہین کہ وہان اُسکو لیجاؤن تو اس خیال سے درگذرا اور سیدھا درزی کے گھر چلا چنانچہ امجد
چپکا ہو کر وہان سے چلا وہ بی بی اُسکے پیچھے ہو لی امجد نے بہت چاہا کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ کر چلی جاوے
اور مین کسی طرح درزی کے گھر پہونچون مگر دونون ایسے ماندے ہوگئے کہ کسی کوچے مین دروازے پر ایک
حویلی کے جس کے دونون طرف چوکی اور کوچ بچھے ہوے تھے بے اختیار ایک طرف امجد بیٹھ گیا اور دوسری
طرف وہ بی بی تھوڑی دیر کے بعد اُسنے امجد سے پوچھا کیا تمھارا گھر یہی ہے امجد خاموش ہو رہا پھر اُسنے کہا کہ اندر کیون
نہین چلتے امجد نے اُسکے دھوکا دینے کے لیے کہا کنجی اس گھر کی میرے غلام کے پاس ہے اور غلام کو مین نے
کھانا لینے بازار بھیجا ہے غرض امجد کی یہ تھی کہ وہ بی بی اُکتا کر چلی جائیگی مگر یہ نہین جانتا تھا کہ پیچھا نہ چھوڑیگی
تھوڑے عرصہ کے بعد بی بی نے کہا تمھارا غلام سخت نامعقول ہے کہ ابتک نہین آیا اگر آوے تو اُسکو خوب
سزا دینا پھر کہنے لگی کہ میرے حق مین زیبا نہین کہ مین ہمراہ ایک مرد اجنبی کے ساتھ بیٹھون یہ کہکر قفل
اُس حویلی کا توڑنے لگی امجد نے کہا ذرا ٹھہرو قفل نہ توڑو اُسنے کہا کیا تمھارا یہ گھر نہین غرض قفل توڑ کر
اندر حویلی کے گئی امجد اُٹھ کر چاہتا تھا کہ روانہ ہو اتنے مین بی بی نے باہر آکر کہا صاحب تم کیون اپنے
گھر کے اندر نہین چلتے امجد نے کہا غلام بازار سے آئے تو ہم چلین اُسنے کہا اندر چلو آخر شاہزادہ مجبور
ہوا اندر حویلی کے گیا حویلی کو نہایت وسیع پایا جس مین شش عدد مکان تھے اور صحن کشادہ
دلچسپ پھر وہ دونون زینے سے چڑھکر شہ نشین پر گئے اُسکو نہایت شگفتہ دیکھا اور دالان کو ہر ایک
چیز سے مرتب اور سجا ہوا پایا وہان ایک جگہ ظروف اقسام طعام کے دسترخوان پر چنے ہوے رکھے تھے
دوسری جا پر چینی کی تشتریون مین میوے خشک و تر کمال نفاست سے رکھے ہوے دیکھے اور ایک
طرف کو شیشے اور گلاب شراب اور گزک کے تھے امجد اُس مکان عالیشان اور سامان وغیرہ کو دیکھ کر سمجھا کہ

مقرر یہ مکان کسی امیر کا ہی ابھی اسکے نوکر آکر ہمکو مارینگے اور قید کرینگے نہایت متردد ہوا برخلاف اُس عورت کے کہ وہ نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ صاحب تم تو کہتے تھے کہ ابھی کچھ تیار نہین یہان تو سب کچھ موجود ہی شاید تمہارا اغلام کھانا میوے وغیرہ رکھکر دوسرے کام کو گیا ہوگا شاید یہ سب تیاری اور کسی بی بی کے واسطے تمنے کی ہی جس کے انتظار مین اُداس بیٹھے ہو صاحب تم اندیشہ نہ کرو اس بی بی کو آنے دو مین کچھ نہ کہونگی امجد باوجود اندیشہ کے اُسکی باتونپر ہنس دیا اور کہا بی بی تم نہین جانتین کہ یہ کھانا قابل میرے کھانے کے نہین میرا اغلام کھانا نفیس تازہ لاتا ہوگا امجد نے ہرچند بہانے کیے مگر اُسنے بزور اُسکو بٹھلاکر کھانا شروع کردیا اور بعد دو تین نوالے کھانے کے ایک گلاس شراب کا پیکر دوسرا امجد کو دیا اُس نے بہ مجبوری پیا امجد نے دل مین کہا کہ اچھی بات ہو کہ کوئی نوکر چاکر صاحب خانہ کا نہ آئے اور ہم یہان سے کھاپی کر اپنے گھرون کو چلے جائین اگر خدانخواستہ کوئی آگیا تو سخت فضیحتی ہوگی یہ تو اسی فکر مین تھا مگر بی بی بدلجمعی تمام کھانا کھاتی تھی جب دونون کھانے سے فارغ ہو متوجہ میوون کے ہوے ناگاہ مالک اُس گھر کا آپہونچا اور وہ شخص بہادر نام داروغہ اصطبل بادشاہی کا تھا سواے اس گھر کے اُسکا گھر رہنے کا اور تھا اس گھر مین کبھی اپنے دوستون کے ساتھ آکر کھاتا پیتا وہ موافق اپنے معمول کے اُسدن دو چار گھڑی قبل آنے امجد اور بی بی کے گھر مین آکر واسطے دعوت اپنے دوستون کے کھانے اور میوے وغیرہ کو چُن چُنکر رکھ گیا تھا تا وقت فرصت وہان دوستون سمیت آکر کھائے پیے پہلے اُسنے قفل کو ٹوٹا اور دروازے کو کھلا دیکھ تعجب کیا پھر جب اندر گیا آواز آدمیون کی سُنکر زیادہ متحیر ہوا تب وہ اپنے تئین چھپا اور دیوار کی آڑ مین کھڑا ہو کے دیکھنے لگا کہ یہ کون لوگ ہین اُسنے وہان فقط ایک جوان اور ایک بی بی کو دیکھا کہ وہ نو کھانے میوے اور شراب بے تکلف کھاپی رہے ہین وہین سے دونون کا تماشا دیکھنے لگا اُس بی بی کی پیٹھ دروازے کی طرف تھی بہادر کا آنا اُسکو معلوم نہ ہوا مگر امجد کہ مقابل تھا اُسکو آتے دیکھ ڈرا اور متحیر ہوکر بہادر کی طرف دیکھنے لگا بہادر نے اشارے سے اُسکی تسلی کی کہ کچھ مضطر نہو پھر اُسکو اشارے سے بلایا تا حال اُسکا اور اُس بی بی کا دریافت کرے امجد بہانہ پیشاب کا کرکے اُٹھا اور بہادر کے پاس گیا بہادر نے امجد سے پوچھا امجد نے بے تکلف بہادر سے سب حال ابتدا اول تا آخر حرف بحرف بیان کردیا اور بہت سی معذرت کی بہادر نے کہا شہزادے اب تم کچھ خوف نہ کرو بدلجمعی تمام اُس بی بی کے ساتھ کھاؤ یہ گھر اور سب اسباب میرا ہی نام میرا بہادر ہی اور مین داروغہ اصطبل بادشاہی کا ہون سواے اسکے اور گھر دوسرا میرے رہنے کا ہی

اس گھر مین کبھی کبھی اپنے دوستون کے ساتھ آکر پہر چھ گھڑی ہنستا بولتا اور پھر بند کر کے چلا جاتا ہون اب مین لباس غلام کا پہنکر تمھارے پاس حاضر ہونگا تم بے تامل مجھ پر خفا ہونا اور برا بھلا کہنا بلکہ مارنا ہمین کچھ پاس و لحاظ میرا نہ کرنا میری اسمین خوشی ہی اور مین تمھاری اس باقی دن اور رات خدمت کرونگا شب کو تم اس بی بی کے ساتھ یہان پر آرام فرمانا اور مجھکو انعام دیکر اچھی طرح اُسکو رخصت کر دینا میرے زہے نصیب کہ تم ایسا شاہزادہ عالیشان لقمہ میرا احسان ہے بہادر نے یہ سب مراتب شہزادے کو سمجھا کر کہا اب تم دسترخوان پہ بیٹھکر بیستور اُسکے ساتھ کھانے پینے مین مشغول ہو شہزادہ اُس بی بی کے پاس جا بیٹھا اور مالک کی اجازت سے برغبت تمام کھانے پینے لگا بہادر اپنی وضع بدلکر چاہتا تھا کہ شہزادے کی خدمت مین حاضر ہو اتنے مین اُسکے دوست جنکی دعوت کی تھی آئے بہادر نے اُن سے عذر کر کے کہا کہ صاحبو آج مجکو معذور رکھو اور روز اسکی تلافی کرونگا غرض انکو رخصت کر اور لباس غلام کا پہن امجد کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسکے قدمون پر گر کے کہنے لگا کہ میرا قصور معاف کیجیئے شہزادے نے بظاہر غصہ ہوکر کہا ای بیحیا تو سخت نامعقول ہی مجھکو اب آیا بہادر نے عرض کیا خداوند واقعی غلام سے بہت بڑا قصور ہوا مجکو نہین معلوم تھا کہ حضور بہت سویرے تشریف لاوینگے امجد نے کہا اس قصور پر تجکو تنبیہ کرنا ضرور ہے تا پھر ایسا قصور نہ کرے یہ کہکر اٹھا اور دو چار لکڑیان اُسکو آہستہ سے لگائین اور لکڑی پھینک کر پھر دسترخوان پر جا بیٹھا اُس بی بی نے اُٹھکر اُس لکڑی سے بہادر کو اتنا مارا کہ وہ غریب درد سے بیچ مچ رونے لگا امجد کو یہ حرکت سخت ناگوار معلوم ہوئی اُٹھکر اُسکے ہاتھ سے لکڑی چھین اور بی بی کا ہاتھ پکڑ کے لیگیا اور دسترخوان پر بیٹھا بہادر آنسو پونچھ دسترخوان پر جا کھڑا ہوا اور گلاس بھر بھر کر انکو شراب پلانے لگا جب وہ کھا پی چکے اُسنے کھانا بڑھایا اور سب چیزون کو الماری مین رکھا اتنے مین شام ہوئی بہادر نے ہر ایک جا شمعین روشن کین اور پلنگ آراستہ کیا شہزادہ امجد اور وہ بی بی پلنگ پر گئے بہادر دوسرے کمرے مین سو رہا اور آدھا رات کے خراٹون کی اُس بی بی کینہ کش نے سُنکے امجد سے کہا اگر تم تلوار سے اس غلام کا سر کاٹ ڈالو تو مین جانون کہ تم مجکو پیار کرتے ہو امجد سمجھا کہ یہ کمبخت شراب کے نشہ مین بدمست ہوکر ایسی باتین کرتی ہے اُسنے کہا غلام نے ایسا کوئی قصور نہین کیا کہ مین اُسکو قتل کرون اس سفاک عورت نے کہا میری خوشی یہی ہے کہ وہ بدذات جان سے مارا جائے اگر تم نہین مارتے تو مین مارتی ہون یہ کہکر اُٹھی اور تلوار علم کر بہادر کی طرف چلی امجد کو یقین ہوا کہ یہ بدذات مقرر اُس بیگناہ کو جان سے مارے گی اُسکو بچا کر اس ناپاک

کو مارا چاہیئے دھوکا دیکر اُس سے کہا اگر تمھاری خوشی اسی مین ہی تو تلوار مجکو دو کہ مین اُسکو ماردون غرض امجد نے اُس بی بی کو ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ سر اُسکا کٹکر بہادر پر گر پڑا بہادر نے جاگ کر دیکھا

تصویر امجد کی عورت کو قتل کرنے اور سر مقتولہ کے سینہ بہادر خفتہ پر گرنے کی

کہ امجد تلوار ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور دھڑ اُس بی بی کا اُسکے سینہ پر پڑا ہی آخر بہادر نے گھبرا کر پوچھا کہ کیا معاملہ ہے امجد نے سارا حال بیان کیا بہادر نے کہا صد آفرین تمکو کہ مجھ بیگناہ کو اس غضبناک رنڈی سے بچایا قبل اسکے کہ دن ہو بہادر نے کہا ابھی رات کی اندھیری مین اُسکی لاش کو ڈال آنا چاہیئے امجد نے کہا مین لیجا کر اُسکو دریا مین ڈالے آتا ہون بہادر نے کہا تم نہین مین اُسکو لیے جاتا ہون اگر آگے صبح کے مین اُسکی لاش کو پھینک کر آیا تو خیر ہے والا جاننا کہ مین گرفتار ہو گیا اسواسطے مین تم کو آگے سے یہ حویلی مع کل اسباب کے لکھے دیتا ہون تا بعد میرے تمسے کوئی دعویٰ نہ کرے پھر اُسنے جلد سند گھر وغیرہ کی لکھ کر حوالے امجد کے کردی پھر اُس عورت کے سر اور دھڑ کو چادر مین باندھکر دریا پر لیچلا راہ مین اُدھر سے روند تھانے کی آتی تھی بہادر سے دوچار ہو کر اُس گٹھری کو کھلوایا اُسمین عورت مقتول کو دیکھ کر بہادر کو گرفتار کیا تھا نہ دار نے بہادر کو پہچانا کہ یہ تو داروغہ اصطبل خاص بادشاہی کا ہی بے اطلاع بادشاہ کے اُسکو مارنا مناسب نہین شب

بہادر کے تئین بیجا کر اپنے گھر قید رکھا اور صبح کو اُسکے تئین لاش سمیت بادشاہ کے حضور مین لیگیا بادشاہ
بہادر کو دشنام دیکر کہنے لگا کہ ای قسمتی میری رعیت کو جان سے مار کر اُنکے مال واسباب کو لوٹ لیا کرتا ہی
ابھی اسکو بیجا کر قتل کرو کوتوال نے سولی استادکی اور منادی سے یہ ندا پھروائی کہ فلانے شخص نے ایک
بی بی کا خون کیا ہی آج وہ دوپہر کو اُسکے قصاص مین دار پر کھینچا جائیگا امجد کو آواز منادی کی سُنکر یقین
ہوا کہ مقرر بہادر پکڑا گیا اور قتل کیا جاتا ہی اب مروت سے بعید ہی کہ مین اپنے تئین بچاؤن اور میرا محسن
مارا جاے فی الفور وہ مقتل مین گیا اور کوتوال سے کہا یہ شخص بیگناہ ہی اور اس بی بی کو مینے مارا ہے
اور سارا حال اپنا اور بی بی کا بیان کیا کوتوال یہ حال سُنکر امجد اور بہادر کو بادشاہ کے حضور مین لے گیا
بادشاہ نے امجد کو مکرر بیان کرنے کی اجازت دی امجد نے سب سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان
کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے خون اس عورت مردار کا معاف کیا اور بہادر کو چھوڑ دیا اور امجد
شہزادے کو اپنا وزیر کیا اور ہر طرح اُسکی خاطرداری اور دلجوئی کرکے فرمایا تم اپنے بھائی کی تلاش کرو جسکے گھر مین
ہووے آؤ مین اُسکے چھپانے والے کو معقول سزا دونگا امجد شکر بادشاہ مجوس کا بجالا کے کاروبار وزارت
مین مشغول ہوا اور اپنے بھائی کی تلاش مین مصروف رہتا چنانچہ شہر مین منادی کی کہ جو کوئی اُسکے بھائی اسد کو
ڈھونڈھ لائیگا یا اُسکا پتا بتائیگا وہ بہت انعام پائیگا اُسنے بہت جاسوس بظاہر ومخفی تلاش کے لیے مقرر کیے
مگر کہین اُسکا سُراغ نہ پایا وہ غریب اُسی تہ خانہ مین قید تھا بوستنا اور کیوانا لڑکیان اُس بڈھے کی مانند
اور ایک ٹکڑا روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اُسکے آگے رکھکر چلی جاتین اس عرصہ مین عید آتش پرستونکی
نزدیک پہونچی اور وہ جہاز جو کوہ آتشین کو ہر سال جایا کرتا تھا بسر براہی بہرام نام کپتان کے وہان
پہونچا اُس بڈھے نے اسد کو واسطے قربانی کوہ آتشین کے بہرام کو حوالہ کیا اور کہا اس مسلمان کو بڑی
احتیاط سے لیجانا وقت روانگی جہاز بہرام نے اسد کو ایک صندوق مین بند کیا اور اُسپر اسباب اسطرح رکھا کہ
ہوا اسد کو پہونچے اور صندوق کو جہاز پر چڑھایا امجد کو قبل روانگی جہاز کے معلوم ہوا تھا کہ قبل عید مجوسیون
کے ایک جہاز اس شہر مین آتا ہی اور کپتان اُسکا ایک مسلمان کو کوہ آتشین مین ڈالنے کیلیے لیجاتا ہی امجد
خود جہاز پر گیا اور جہازیونکو جہاز سے علیحدہ کرکے اپنے آدمیونکو حکم دیا کہ تم جہاز مین اسد کو تلاش کرو اُنھون نے
تلے اوپر جہاز کے ڈھونڈھا کہین نہ پایا آخر امجد نے جہاز کو چھوڑ دیا جب وہ جہاز اس بندر سے نکلکر کسی قدر دریا
مین گیا بہرام نے اسد کو صندوق سے نکالکر پانون مین زنجیر ڈالی کہ خبر قتل کی سنکر اپنے تئین دریا مین

ڈالدے

نہ ڈالدے اور بعد کتنے دنون کے ایک طوفان عظیم اُس جہاز کو غیر سمت لیگیا اثناء راہ مین کپتان کو زمین
نظر پڑی اُسنے پہچانا کہ یہ سرزمین بندر دارالملک ملکہ مرجینا کی ہی بہرام نہایت ڈرا اسلیے کہ وہ مسلمان
تھی اور نہایت عداوت آتش پرستون سے رکھتی تھی کسی آتش پرست کو اپنے ملک مین رہنے نہ دیتی اور کوئی
جہاز اُنکا اُسکی سرزمین مین جانے پاتا بہرام نے جہاز کو اُسکے بندر مین پاکر اہل جہاز سے کہا اگر مرجینا کے لوگ
اس جہاز پر آکر اس مسلمان کو دیکھینگے تو مرجینا ہمارے جہاز کو لوٹ کر سب کے لیے حکم قتل کا دیگی اُس سے
بہتر ہی کہ اس مسلمان کی زنجیر کٹوا کر کپڑے غلامون کی وضع پر پہنائین تا بروقت کہا جائے یہ ہمارا غلام ہے
اور اسکو اپنے ساتھ لیجا کر خوشامد کے لیے تحفے بطور نذر اُسکو دین تا یہ مسلمان بھی ہماری شکایت نہ
کرے اور راز فاش نہ ہو اس حیلے سے اپنے تئین بچایا چاہیے اور چند روز یہان ٹھہرینگے سب ملاح
بہرام کی پسند کی بہرام نے اسد کے پانون کی زنجیر کٹوا اور کپڑے اسکو غلامون کی طرح پہنا اپنے جہاز کا منشی
کیا اور اچھا کھانا اُسکو کھلانے لگا اور ظاہر مین اُسکو تسلی دیکر کہا کہ اس بندر سے نکل کے ہم تجھے تیرے ملک کو
پہونچا دینگے اور تیرے ساتھ برا سلوک کرینگے مگر خبردار کوئی امر بدسلوکی کا جو اس بڈھے نے تیرے ساتھ کیا ہے
اور حال زنجیر ڈالنے کا کسی سے نہ کہنا ورنہ تو جان سے مارا جائیگا بہرکیف بہرام نے اسد کی خوب خوشامد کی اسد نے بھی
یہ حال غنیمت جانکر لباس غلامونکا پہن لیا اور وعدہ کیا کہ مین کسی سے حال بیان نہ کہونگا تم سب خاطر جمع رکھو الغرض
جب اُس جہاز نے مرجینا کے لنگرگاہ مین لنگر کیا مرجینا نے اپنے باغ سے کہ متصل لنگرگاہ کے تھا جہاز دیکھ کر
اُسکے کپتان کو بُلوا بھیجا اور آپ بھی واسطے دریافت حال کے قریب لنگرگاہ کے گئی بہرام اسد کو ساتھ
لیکر مرجینا کے حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے آداب کے کہا کہ بسبب طوفان کے جہاز بچانے کو آپکے
بندر مین لنگر کیا اور ہم لوگ تجار ہین پیشہ خرید و فروخت غلامون کا کرتے ہین سب غلام ہمارے بک گئے
یہ ایک غلام ہمنے واسطے لکھنے حساب و کتاب جہاز کے رکھ لیا جو منشی اس جہاز کا ہی یہ کہکر تحفے نفیس
اُسکی نذر گذرانے مرجینا نے اسد کے حسن و جمال پر عاشق ہو بہرام سے کہا مین تیرے تحفے نہ لونگی یہ غلام مجھے دے
جو قیمت کہ ہین دون پھر اسد کو اپنے ساتھ لیے ہوے باغ مین گلگشت کرنے لگی اور اسد سے پوچھا کہ تیرا کیا
نام ہی اسد نے رو کر جواب دیا کہ ملکہ میرا کونسا نام پوچھتی ہین میرے دو نام ہین پہلا نام میرا شہزادہ اسد ہی اور اب
میرا نام قربانی آتش اس جہاز کے لوگون نے رکھا ہی مرجینا یہ حال سُنکر اسد کے حال پر بہت متاسف ہوئی اور بہرام
کو بلوا کر بہت لعنت ملامت کی اور کہا ای ملعون تو شہزادے کو قربانی آتش کے لیے لیے جاتا ہی اور مجھسے فریب کرکے

اُسکو غلام کہتا ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ ابھی تو اپنے جہاز کو کھولکر یہان سے لیجا ورنہ تیرے جہاز کو
لوٹ کر جلا دونگی اور میرے آگے سے دور ہو بہرام گھبرایا اور روتا ہوا جہاز پر آیا اور اپنے جہاز کے لنگر اُٹھانے
مین مشغول ہوا اور ملکہ مرجینا اسد کا ہاتھ پکڑ کر محل مین لیگئی اور حال اُسکا اول سے آخر تک سُنکے بہت تسلی
کی اور کہا کل مین تم کو حمام بھجوا کر پوشاک فاخرہ پہناؤنگی اور اپنا وزیر کرونگی یہ کہکر خاصہ منگوایا اور اسد کو
اپنے ساتھ بٹھا کر کھلوایا پھر اسد کئی گلاس شراب پیکر بیہوش ہوگیا جب دسترخوان اُٹھا اسد ہوا کھانے
باغ مین گیا اور دیر تک اُسکی روشون پر ٹہلا کیا آخر حوض پر کہ درمیان اُس باغ کے تھا بیٹھکر مُنھ دھویا
اور سبزے پر کہ چارون طرف اُس حوض کے لگا ہوا تھا لیٹ گیا اور غافل ہوکر سو رہا خلاصیون سے بہرام نے
کہا اب رات ہوگئی ہے ہم تم میٹھا پانی کسی چشمے یا تالاب سے بھر لائین اور بہت سویرے جہاز کھولین خلاصی
مشکون کو پنسوئی پر رکھ پانی کی تلاش مین گئے راہ مین اُنکو یاد آیا کہ ملکہ کے باغ مین ایک حوض آب شیرین
کا ہے وہین سے پانی لایا چاہیے پھر وہ سب مشکین لیکر اُس حوض پر گئے ایک آدمی کو سوتا پایا اور دیکھکر

تصویر باغ کے حوض پر خلاصیون کے آنے اور اسد خفتہ کو اُٹھا لیجانے کی

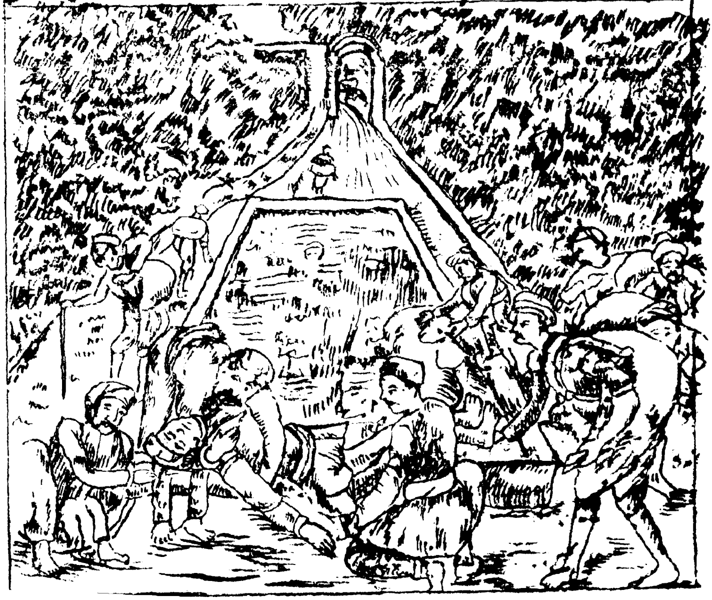

پہچانا کہ اسد ہی سب پہلے پانی حوض سے بھر لیگئے پھر اسد کو اُٹھا کر ہنسولی پر سوار کیا اور جلد جہاز پر لے گیا پہونچے بہرام اسد کو پانے قریب تھا کہ فرط خوشی سے شادی مرگ ہو دو گھڑی کے تڑکے جہاز کو کھولکر طرف کوہ آتشین کے روانہ ہوا ملکہ نے اسد کو نہ دیکھا خواصون وغیرہ کو تلاش کرنے ہر چہار طرف بھیجا ہر چند اُنھون نے تلاش کیا لیکن کہین نہ پایا یہانتک کہ رات ہوگئی مرجینا بیتاب ہو آپ اُسکو تلاش کرنے نکلی دروازہ باغ کا کھلا پا کر ہمراہ خواصون کے باغ مین گئی ایک خواص نے جو تا اسد کا پہچانا دوسری خواص نے کہا پانی حوض کا بہت کم معلوم ہوتا ہے ملکہ نے دریافت کیا کہ شاید آدمی بہرام کے آکر شہزادے کو لیگئے اور پانی حوض کا بھی اُنھین نے لیلیا ملکہ نے ایک شخص کو دریا کنارے بھیجا کہ دیکھ بہرام کا جہاز ہے یا کھل گیا اُس آدمی کو گھاٹ پر معلوم ہوا کہ بہرام قریب شام جہاز کو لے گیا لیکن پہر رات گئے ہنسولی کو واسطے بار کرنے پانی کے باغ کی طرف بھیجا تھا مرجینا نے جانا کہ مقرر بہرام کے آدمی شہزادے کو باغ سے لیگئے ہین اُسنے اپنے جہازون جنگی کے سردارون کو جو ہر وقت طیار رہتے تھے حکم دیا کہ جلد جہاز طیار کر کے لنگر گاہ مین لائین کپتان دس جہاز لیکر لنگر گاہ مین حاضر ہوا اور سب افسر سپاہی خلاصی وغیرہ مع سامان سفر موجود ہوے علی الصباح ملکہ بھی آکر سوار ہوئی اور میر بحر کو حکم کیا کہ جلد یہ بجرے لیجا کے بہرام کے جہاز کو گرفتار کر چنانچہ میر بحر روانہ ہوا تیسرے دن اُس جہاز کو چارون طرف سے گھیر لیا بہرام دریافت کر گیا کہ اسد کے واسطے مرجینا کے جہازون نے میرے جہاز کو گرفتار کیا ہے اپنے جان و مال سے مایوس ہوکر اسد کو خوب مارا اور زنجیر اُسکے پانون کی کاٹ کر اُسکو دریا مین ڈالدیا شہزادہ اسد کہ پیراک تھا پیرتے پیرتے کنارے پر پہونچا اور شکر جناب احدیت کا بجالایا اور اپنے کپڑے سکھا کے پھر توکل بخدا ایک سمت کو روانہ ہوا دسوین دن ایک گانون مین پہونچا اُسکو خالی پایا جنگلی میوون کو کھایا کرتا پھر اُس گانون سے اُسنے ایک شہر دور سے دیکھا جب اُسکے کنارے پہونچا پہچانا کہ یہ وہی شہر شوم آتش پرستون کا ہے جسمین ایک مدت اُسنے اذیت پائی تھی ڈرا اور ایک قبرستان مین مسلمانون کے جو شہر سے باہر تھا جا کر سو رہا اور حال بہرام کا یہ ہوا کہ جب اُسنے اسد کو دریا مین ڈالدیا تھوڑی دیر کے بعد جہاز مرجینا کے اُس کے جہاز سے ملگئے مرجینا خود اُسکے جہاز پر چڑھ گئی اور بہرام سے پوچھا کہ وہ منشی کہان ہے جسکو تو غلام کہتا تھا اور تو میرے باغ سے نکال کر لے گیا ہے بہرام نے عرض کیا کہ ملکہ وہ شخص میرے جہاز مین نہین مرجینا نے اول اسد کو تلاش کیا جب اُسکو نہ پایا غصے ہو کر حکم کیا کہ اسباب جہاز کا لوٹ لو اور بہرام کو

مع اہل جہاز قید کرو مین سب کو قتل کرونگی جب بہرام اور اُسکے رفقا کو گرفتار کر کے خشکی مین لے گئے بہرام فریب سے بھاگ کر شہر مین آتش پرستون کے گیا اور شب کو باہر شہر کے پہونچا اُسوقت دروازہ شہر کا بند ہو گیا تھا ناچار اُسنے بھی قصد گورستان مین رہنے کا کیا اتفاقاً اُسی مقبرے مین جہان اسد غافل سوتا تھا گیا اسمین ایک آدمی کو سوتے دیکھا اسد جاگ پڑا اور منھ پھیر کر دیکھنے لگا کہ کون ہی بہرام نے اُسکو پہچانکر کہا آپ ہین جو سبب ہماری خرابی کے ہوئے اگر اس سال قربانی سے بچے تو دوسرے برس ہرگز نہ بچوگے یہ کہکر بیچارے اسد کو پابزنجیر باندھ لیا اور پھر کو اُسی بڈھے کے گھر جا کر سارا حال اپنا اور اسد کا بیان کیا اُس پیر شریر نے اسد کو پابزنجیر کر اور پھر اُسی تہ خانے مین رکھا اپنی لڑکیون سے وہی وصیت کی جب بوستنا کو اپنے نزدیک آتے دیکھا اسد مارے خوف کے رزنے لگا اور دل مین کہا کہ ایک برس تک اور اس عذاب الیم مین مبتلا رہونگا اس سے تو مرنا ہزار درجے اچھا ہی مگر قدرت خدا سے اُسکے رونے نے ایسا اثر بوستنا کے دل مین کیا کہ وہ بھی رونے لگی اور کہا کہ اب خاطر جمع رکھو مین تمھارے ساتھ بدسلوکی نہ کرونگی مین مسلمان ہوئی ہون مین نے آتش پرستی اور گناہون سے توبہ کی اور خدا سے دعا مانگتی ہون کہ کوئی صورت تمھاری مخلصی کی مجکو معلوم ہو تا مین تمھین کوشش کرون غرض اسد کی کمال تسلی ہوئی مگر کیوانا کی طرف سے اُسکو ڈر رہا چنانچہ اُسنے بوستنا سے کہا کیوانا میرے ساتھ بدسلوکی کریگی بوستنا نے کہا کہ تم اُسکی طرف سے بھی خاطر جمع رکھو مین ہروقت آیا کرونگی پھر اُس روز سے بوستنا اُسکو کھانے لطیف اور شراب نفیس کھلانے پلانے لگی اور ہروقت اُسکی تسلی کیا کرتی ایکدن بوستنا اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی تھی کہ اُسنے آواز ڈھنڈھورے کی سُنی ایک شخص باواز بلند کہتا ہی کہ وزیر اعظم امجد آپ بنفس نفیس واسطے تلاش کرنے شہزادے اسد اپنے بھائی کے یہ اقرار کرتا ہو اُکلا ہی کہ جو کوئی اسد کو میرے پاس لائیگا مین اُسکو اتنا کچھ دونگا کہ کئی پشت تک اُسکے لوگ تونگر رہینگے اور جو کوئی چھپا کر اپنے گھر مین رکھے گا بعد معلوم ہونے کے وہ مع بیٹے زن و فرزند کے مارا جائیگا اور گھر اُسکا کھود کر اُسیر ہل چلایا جائیگا بوستنا یہ خبر سُنکر اسد کے پاس دوڑی گئی اور اس حال کو اُسنے ظاہر کیا اور اُسکی پانؤن کی زنجیر کاٹ کر اپنے ساتھ لے آئی اور کوچے مین پکار کر کہا اسد یہ ہی امجد اس گھر کے دروازہ پر گیا اور اسد کو پہچان کر گلے سے لگا لیا اور ایک گھوڑے پر اُسکو سوار کر بادشاہ کے حضور مین لے گیا بوستنا بھی ہمراہ اسد کے چلی گئی اسد نے امجد سے کل اپنا حال بیان کیا امجد نے اُسکو محل مین رکھا اور اُسی وقت اس پیر مرد کا گھر کھود کر میدان کر دیا گیا

بادشاہ نے اُسکو اور بہرام وغیرہ اور اُسکے اقربا کو پکڑ بلوا کر سب کی گردن مارنے کا حکم کیا اُنھون نے بادشاہ کے قدمون پر گر کے شفاعت چاہی بادشاہ نے کہا تمھارا قصور کبھی نہ معاف ہوگا جبتک تم سب مسلمان نہوگے وہ سب اسلام لائے امجد نے دریافت نقصان پر بہرام کو دونا مال دیا بہرام نے جوانمردی اور سخاوت امجد اور اسد کی دیکھ کر عرض کیا کہ مین اگلے برس جزیرۂ ابونی مین گیا تھا مین نے قمرالزمان تمھارے باپ کو تمھارے فراق مین نہایت مغموم پایا عجب نہین کہ تمھارے غم مین اپنے تئین ہلاک کرے مناسب ہی کہ تم دونون بھائی اپنے باپ کی خبر لو مین تم کو جہاز پر سوار کر کے بہت جلد آرام سے پہونچا دونگا دونون شہزادے بسیر راضی ہوے اور وہان کے بادشاہ سے رخصت مانگی اُسنے بخوشی اجازت دی جب جہاز اور سب سامان سفر طیار کیا دونون شہزادے بادشاہ سے رخصت ہونے گئے بادشاہ نے ہر ایک کو اپنے گلے سے لگایا اور بہت زر نقد اور جواہر وغیرہ اور بہت سامان اُنکو دیکر اُنکی ہمراہی کیلیے قصد سوار ہونیکا کیا ناگاہ خبردار نے خبر کی کہ فلانی طرف سے ایک بڑی فوج چلی آتی ہے بادشاہ نے متحیر ہو کر کہا ایسا ہون غنیم ہے کہ دفعتہً میرے شہر پر چڑھ آیا امجد نے کہا آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائین مین جا کر حال دریافت کرتا ہون غرض امجد لشکر جنگی لیکر فوج کی طرف روانہ ہوا اور ہرکارون کو بھیجکر دریافت کیا کہ ملکہ کسی ملک کی فوج لیکر آئی ہی امجد نے جا کر اُس سے ملاقات کی اور حال پوچھا اُسنے کہا مین لڑنے نہین آئی مین اپنے غلام اسد نام کی تلاش مین آئی ہون بہرام نام کپتان باشندہ اس شہر کا میرے شہر سے اُسکو چرالایا ہی مین تمھارے بادشاہ سے انصاف چاہتی ہون اور نام میرا مرجینا ہی امجد کہ آگے اُسکا حال سُن چکا تھا کہنے لگا کہ مین بھائی تمھارے غلام کا ہون میرا نام امجد ہی تم میرے ساتھ چلکر ہمارے بادشاہ سے ملاقات کرو وہ تمھارا نہایت مشتاق ہی اسد کو تمھارے حوالے کرے گا ملکہ مرجینا جریدہ فقط مصاحبون کے ساتھ ہمراہ امجد کے گئی بادشاہ نے بڑی عزت سے ملاقات کی اور شہزادۂ اسد بھی اُس سے آکر ملا ملکہ اُسکو دیکھ کر نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ سے حال چرالانے اسد کا بیان کر رہی تھی کہ دوسرے ہرکارے نے آکر خبر دی کہ دوسری طرف سے ایک اور بڑا لشکر چلا آتا ہی بادشاہ گھبرایا اور امجد سے کہا کہ صاحب جا کر دریافت کرو امجد روانہ ہوا قریب پہونچکر ایک فوجی سردار کے ذریعہ سے بادشاہ تک پہونچا اور پوچھا کہ ہمارے بادشاہ سے تم کو کیا مطلب ہی اُسنے کہا میرا نام گیور ہی اور مین بادشاہ چین کا ہون اپنی بیٹی بدورا کا حال دریافت کرنے یہان آیا ہون کئی برس سے اُسکی شادی شہزادے قمرالزمان خلف شاہزمان والی جزیرہ جلدرن خالدان کے ساتھ کر دی ہے

اور شہزادہ ایک برس کی رخصت لیکر واسطے دیکھنے اپنے باپ کے گیا تھا اور اپنی بی بی کو بھی ساتھ لے گیا کئی برس سے مجکو خبر کچھ معلوم نہ ہوئی انھین کی تلاش مین یہانتک پہونچا امجد اُسکو اپنا نانا جان کے اُسکی قدمبوسی کے لیے جھکا اور کہا مین آپکا نواسہ اور قمرالزمان کا بیٹا ہون وہ بالفعل بادشاہ جزیرہ ابونی کا ہے اور ماں میری بدورا شہزادی چین کی ہے اور وہ دونون جزیرہ ابونی مین بہت اچھی طرح ہین بادشاہ چین نے امجد کو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار کیا اور حال مصائب سفر جو امجد اور اسد پر گذرے تھے سنکے بہت تاسف کیا اور امجد کی تسلی کی کہ مین تم دونون بھائیون کی تمھارے باپ سے صلح کرا دونگا غرض امجد نے اپنے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر سبب آنے بادشاہ چین کا بیان کیا وہ نہایت متحیر ہوا کہ اتنا بڑا شہریار اپنی ولایت چھوڑ کر اپنی بیٹی کو ڈہونڈھنے میری دارالسلطنت تک آیا اُس نے اپنے اہلکارون کو واسطے اُسکی مہمانداری کے حکم دیا اور قصد اُسکی ملاقات کا کیا ناگاہ اُسکو خبر پہونچی کہ تیسری جانب سے اور ایک لشکر بھاری چلا آتا ہے بادشاہ نے امجد کو فرمایا کہ تم جاکر اس لشکر کا بھی حال دریافت کرآؤ امجد اپنے بھائی اسد کو لیکر روانہ ہوا جب دونون بھائی نزدیک اُسکے پہونچے تو دریافت کیا کہ لشکر قمرالزمان بادشاہ جزیرہ ابونی یعنی اُنکے باپ کا ہے کہ اُنکی تلاش کو نکلا اسواسطے کہ جب وہ غم مین اپنے لڑکون کے جنھین فریب سے اپنی بیبیون کے غصے مین آکر حکم قتل کا دیا تھا اور اُسکو یقین تھا کہ وہ دونون جان سے مارے گئے قریب ہلاکت کے ہوا امیر جیندر نے اُسکی تسلی کے واسطے حال زندہ چھوڑ دینے کا بیان کیا قمرالزمان نے اپنے بیٹونکا حال زندگی سنکر جناب احدیت مین سجدہ شکر کیا اور فقیرون اور محتاجونکو لاکھون روپیے اور جوڑے دیکر واسطے ڈھونڈھنے کے شہر ابونی سے نکلا اتفاقات سے اُس شہر مین بھی وارد ہوا غرض قمرالزمان نے دونون شہزادون کو پہچان کر گلے لگایا اور شادی کا رونا دیر تک رویا کیا پھر امجد نے حال آنے بادشاہ چین کا قمرالزمان سے ظاہر کیا وہ کمال خوش ہوکر اُن شہزادون کے ساتھ ہوکر چاہتا تھا کہ واسطے ملاقات بادشاہ چین کے جائے کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ ایک چوتھا لشکر چوتھی طرف سے آتا ہے قمرالزمان نے امجد اور اسد سے کہا کہ اس لشکر کو بھی دیکھ لیا چاہیے پھر وہ تینون بادشاہ اُس طرف کو گئے امجد نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ یہ لشکر کس بادشاہ کا ہے وزیر اعظم نے جو سب کے آگے تھا جواب دیا کہ یہ بادشاہ شاہزمان والی جزیرہ خالدان کا ہے مدت ہوئی کہ وہ واسطے تلاش قمرالزمان اپنے بیٹے کے نکلا ہے امجد نے وزیر سے کہا تم ذرا یہین پر ٹھہر جاؤ یہ کہکر اُسنے اس حال کو قمرالزمان سے جاکر کہا قمرالزمان یہ حال سنکر بیہوش ہوگیا

پھر جب ہوش مین آیا جا کر اپنے باپ کے قدمون پر گر پڑا دونون باپ بیٹے گلے لگ کر دیر تک روئے اسکے
بعد اسکے شاہزمان نے کہا بابا تم بے خبر کیے مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور تم نے خبر خیر و عافیت مجکو نہ بھیجی
تا موجب میری تسلی کا ہوتا قمرالزمان نے نادم ہوکر بہت معذرت کی اور شہزادہ امجد اور اسد کو اپنے
باپ سے بلوایا شاہزمان نے دونون پوتونکو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار کیا بہر کیف ان تینون بادشاہون
اور ملکہ مرجینا نے تین دن تک اُس شہر مین مقام کیا وہانکے بادشاہ نے چارونکی دعوت بڑی دھوم سے

تصویر باہم ملاقات شہزادہ امجد اور اسد اور قمرالزمان اور شاہ چین اور شاہزمان والی جزیرہ جیلدرن وغیرہ کی مع ملکہ مرجینا کے ملک مجوس مین

کرکے بعد دینے تحفے کے ہر ایک کو رخصت کیا اور شادی شہزادہ امجد کی بوستنا کے ساتھ اور اسد کی
ملکہ مرجینا کے ساتھ جو اُسپر عاشق تھی اور اپنا ملک چھوڑ کر آئی تھی بڑی دھوم سے کی پھر تینون بادشاہ اور
ملکہ مرجینا اپنے ملکون کو پھر گئے جو بادشاہ ملک آتش پرستون کا نہایت ضعیف تھا اور امجد کو نہایت دوست
رکھتا تھا اُسکو اپنا قائم مقام کرکے آپ گوشہ نشین ہوا اور وہان کے باشندون نے آتش پرستی کو

چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی اور عدل و انصاف اور جود و سخا سے بادشاہ امجد کے سب خوش و خرم رہنے لگے ملکہ شہرزاد جب قصہ قمرالزمان شہزادہ جزیرۂ خالدان اور بدورا شہزادی چین کا کہہ چکی اُسکی چھوٹی بہن دنیازاد نے سوافق اپنے معمول کے آخر شب کو فجر ہوتے کہا بہن آپنے کیا اچھا او عجیب یہ قصہ کہا اب اور کوئی داستان عجیب کہنا شروع کرو ملکہ نے جواب دیا کہ اگر کل کے دن بادشاہ عالیجاہ میری جان بخشی کریگا تو میں قصہ نورالدین اور کنیز پارس کا کہ سب سے عجیب و غریب ہی کہنا شروع کرونگی بادشاہ شہریار مشتاق سننے قصہ نورالدین کا ہو کر اُس روز بھی ملکہ کے قتل سے درگذرا اور بدستور خوابگاہ سے اُٹھکر بعد حوائج ضروری دربار عام میں تشریف فرما ہوا۔

قصہ نورالدین بن خاقان وزیر اعظم حاکم شہر بانسرہ اور کنیز پارس کا

دوسرے دن شہرزاد نے وہ قصہ اسطرح کہنا شروع کیا خداوند شہر بانسرہ قدیم سے متعلق ممالکت خلفاے عباسیہ کے تھا اور حاکم اُسکا زینبی نام خلیفہ ہارون رشید اور وہ حاکم دونوں ایک ہی بھائی کی اولاد سے دونوں آپسمیں چچیرے بھائی تھے زینبی کے دو وزیر تھے پہلے کا نام خاقان اور دوسرے کا سوی خاقان کو بسبب حسن خلاق اور داد و دہش کے سب شیخ و شریف اُس شہر کے دوست رکھتے تھے اور اُسکی تعریف باشندگان بانسرہ وغیرہ کے ورد زبان تھی وزیر دوسرا جسکا نام سوی تھا نہایت بدخلق اور بخیل تھا کوئی اہل شہر اُس سے خوش نہ رہتا وزیر دوم وزیر اول سے عداوت قلبی رکھتا تھا اور ہمیشہ اُسکی برائی اور غیبت بادشاہ کے حضور میں کیا کرتا تھا ایکدن بادشاہ نے خاقان سے فرمایش کی کہ میرے واسطے ایک لونڈی حسین خوش سلیقہ گانے بجانیوالی مول لے سوی نے کہا ایسی لونڈی دس ہزار اشرفی سے کم نہ آویگی بادشاہ نے خفا ہو کے حکم کیا کہ بھی دس ہزار اشرفی خاقان کو دو وزیر خاقان نے گھر پر آکر دلالونکو بلواکے فرمایش کی کہ ایک لونڈی حسین گانے بجانیوالی تلاش کریں اُسیوقت سے دلال لونڈی کو تلاش کرنے لگے کئی دن کے بعد ایک دلال نے وزیر سے آکر عرض کیا کہ ایک تاجر پارس کا کل ایک لونڈی موافق آپکی فرمایش کے لایا ہی وزیر نے دلال سے کہا تو اُس سوداگر کو لونڈی سمیت لے آنا میں دربار سے پھر کر اُسکو دیکھوں اور پسند کروں دلال نے لونڈی کو در دولت پر وزیر کے حاضر کیا دربار سے آکے لونڈی کو دیکھ بہت خوش ہوا او سب اوصاف جو بادشاہ نے فرمائے تھے کامل بلکہ زائد پایا پھر سوداگر سے قیمت اُسکی پوچھی اُسنے عرض کیا دس ہزار اشرفی سے کم نہ بیچونگا کیونکہ یہ لونڈی بہمہ صفت

موصوف ہو وزیر نے دس ہزار اشرفی اُسکو گنوا دین وقت رخصت کے سوداگر نے عرض کیا کہ خداوند یہ لونڈی
بہت سفر کرکے اس شہر مین کل پہونچی ہے اگر آپ ایک ہفتہ بادشاہ کے پاس لیجانے مین توقف فرماینگے
تو مناسب ہے اس عرصہ مین دو بار حمام کرے اور ماندگی راہ کی اس سے رفع ہو اُسوقت اُسکے حسن و جمال کو
چار حصے زیادہ پاییگا بلکہ پہچان نہ سکیگا ابھی اسکے چہرے کا رنگ سیاہ ہو رہا ہے خاقان نے کہا تو سچ
کہتا ہے مین اسکو ایک ہفتے کے بعد حضور بادشاہ مین لیجاؤنگا یہ کہکر اُسنے لونڈی کو محل مین لیجا اپنی بی بی کے
سپرد کیا اور کہا کہ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا کہ یہ فرمایش بادشاہ ہے اور اس کنیز کو بھی جسکا نام حسن افروز رکھا
تھا آگاہ کیا کہ مین نے تجکو بادشاہ کے لیے مول لیا ہے بعد پانچ سات روز کے کہ تیری ماندگی سفر رفع ہو
اس عرصہ مین تو حمام متواتر کرے تو تجکو بادشاہ کے حضور مین لیجاؤنگا خبردار تو اپنے تئین بہت بڑی احتیاط
سے رکھیو کسی مرد کے روبرو نہ ہونا بادشاہ کے نزدیک تیری توقیر ہوگی میرا ایک فرزند نوجوان ہے اپنی مان کے
پاس ہاکرتا ہے اور دن کو اکثر اس محل مین آتا ہے اُس سے اپنے تئین بچائیو حسن افروز نے عرض کیا آپ مطمئن رہین
مین ان سب مراتب کو ملحوظ رکھونگی وزیر بعد فہمائش کے محل سے برآمد ہوا نورالدین بیٹا خاقان کا کہ نہایت
حسین و طرحدار خوشخو خوش خلاق سخی لطیفہ گو نکتہ سنج تھا کھانا کھانے جو حسب معمول محل مین گیا وہ جوان
بمجرد دیکھنے حسن افروز کے اُسپر فریفتہ ہوا اور باوجود معلوم کرنے اس امر کے کہ میرے باپ نے اس کنیز کو خاص بادشاہ
کے لیے مول لیا ہے خواہان اس امر کا ہوا کہ کسی طرح یہ کنیز میرے تصرف مین آئے اور حسن افروز بھی نورالدین کے
حسن و جمال کو دیکھ دل سے چاہنے اور پیار کرنے لگی اور آرزومند اس بات کی ہوئی کہ خدا کرے مین اس جوان
کے پاس رہون اور بادشاہ تک نہ جاؤن اُسروز سے نورالدین اکثر محل مین آتا اور وہان کی نظر بچا کر نظرون مین
اس کنیز سے اشارے کنایے کرتا اور دونون ایک دوسرے کو دیکھکر کمال خوش ہوتے وزیر کی بی بی جب مطلع ہوئی
کہ نورالدین آکر حسن افروز کو گھورا کرتا ہے اور وہ بھی اس سے متفق ہے ایکدن اس نیکبخت بی بی نے نورالدین سے
در پردہ کہا اور سمجھایا کہ میان تمکو نہ چاہیے کہ محل مین عورتون پاس آکر بیٹھا کرو کھانا کھاکر چلے جایا کرو
غرض دو چار روز کے بعد وزیر کی بی بی نے اپنا حمام گرم کرنے کو حکم کیا اور خواصون کے ساتھ حسن افروز کو
بھیجدیا اور اُن کو تاکید کی کہ اسکو خوب نہلاؤ اور بعد حمام یہ جوڑا پوشاک کا جو مین نے اسکے لیے درست کیا ہے
پہنا کر میرے پاس لاؤ حسن افروز نے بعد حمام اور پہننے پوشاک زعفرانی کے کہ نہایت پرتکلف تھی
محل مین آکر وزیر کی بی بی کو سلام کیا وزیر کی بی بی اُسکے حسن و جمال کو دیکھ کے کمال متعجب ہوئی

کہ یہ کون بی بی ہے حسن افروز نے عرض کیا کہ مین اس پوشاک مین جو آپ نے عنایت کی ہے کیسی معلوم ہوتی
ہون تمھاری خواصون نے بعد نہلانے اور جوڑا پہنانے کے مجھے مشکل سے پہچانا اور کہا آگے سے تم کہین
اچھی معلوم ہوتی ہو کہ ہم تمکو پہچان نہ سکے وزیر کی بی بی نے کہا میری خواصون نے سچ کہا مین نے خود
بدشواری پہچانا گویا ہزار درجے حسن کو تو حمام سے لے آئی اگر حمام گرم رہا تو مین بھی جاکر اُس مین نہاؤنگی حسن افروز
نے کہا بی بی حمام بڑے مزے مین ہے وزیر کی بی بی نے ارادہ حمام جانے کا کیا اور دو لڑکیون کو حسن افروز
کے حجرے مین بٹھا کر فرمایا اگر نور الدین محل مین آئے تو حسن افروز کے حجرے مین نہ جانے پائے اتفاقاً
نور الدین محل مین گیا اور محل کو خالی پاکر سیدھا حسن افروز کیطرف متوجہ ہوا ہرچند اُن لڑکیون نے منع کیا
مگر اُسنے نہ مانا اور حسن افروز کے مکان مین جاکر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور حسن افروز کو دیکھتے ہی لوٹ
پوٹ ہوگیا دونون مشتاق شربت وصل سے ایکدوسرے کے شیرین کام ہوے وہ دونون لڑکیان روتی
ہوئین حمام مین گئین اور وزیر کی بی بی سے سب حال کہا وہ بی بی جلد محل مین آئی نور الدین محل سے
چلا گیا حسن افروز وزیر کی بی بی کو مضطر اور گریان دیکھکر نہایت متحیر ہوئی آگے بڑھکے پوچھا بی بی خیر تو ہے تم بدن
حمام کیے نالان کیون آئین وزیر کی بی بی نے کہا خوب تو سبب نہین جانتی کہ نور الدین تیرے پاس آیا
حسن افروز نے کہا بی بی اسمین کونسی قباحت ہوئی وہ اکیلا اگر میرے پاس آیا تو کیا ہوا بی بی نے کہا وزیر
نے آگے سے تجھے آگاہ نہین کیا کہ تجھکو واسطے بادشاہ کے مول لیا ہے اپنے تئین نور الدین سے بچایو حسن افروز
نے کہا مین اُنکا فرمانا بھولی نہین مگر نور الدین اسوقت مجھے اطلاع کرنے آیا تھا کہ میرے باپ نے تجھکو مجھے
دے ڈالا اب وہ تجھکو بادشاہ کے حضور مین نہین گذرانیگا اس صورت مین مین کیونکر اُس سے اپنے
تئین بچاتی علاوہ اسکے میرا دل بھی اسکو پیار کرتا ہے بادشاہ کے حضور مین جانے کی مجھے تمنا نہین چاہتی ہون
کہ زندگی بھر نور الدین سے جدا نہون وزیر کی بی بی نے کہا خدا کرے تیرا کہنا سچ ہو اور یہ امر موجب میری
بھی خوشی کا ہے لیکن نور الدین نے مکر کیا ہے کیونکہ باپ بیٹے سے ایسا نہین کر سکتا ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ
وہ جسوقت یہ امر سُنیگا فوراً اُسکو مار ڈالیگا اسلیے مین روتی ہون یہ کہکر وہ پھر رونے لگی اتنے مین
وزیر آیا اور اپنی بی بی کو روتا دیکھکر سبب پوچھا اُسنے کہا مین کمبخت حمام مین گئی تھی نور الدین نے محل
مین آکر حسن افروز سے تنہائی مین ملاقات کی اور اُس سے کہا کہ تمنے حسن افروز کو اُسے دے ڈالا اور بادشاہ
کا گذراننا موقوف کیا مجھے یقین نہین آتا کہ نور الدین نے اُسکو اکیلا پاکر درگذر کی ہو اس واسطے

مین روتی ہون کہ اسکا انجام کیا ہوگا وزیر نے چھاتی اور سر پیٹنے لگا کہ اس کمبخت ناشدنی بیٹے نے یہ کیا غضب
کیا بادشاہ کی امانت مین خیانت کی اور مجکو فضیحت کیا بادشاہ یہ خبر سُنکر مجھے اور اُسے جان سے
مار ڈالیگا اُسکی بی بی نے کہا صاحب اتنا غم کیون کرتے ہو میرا سب زیور بیچکر دس ہزار اشرفی کی ایک
لونڈی اور بادشاہ کے لیے خرید کر لو جو ہونا تھا سو ہوا وزیر نے کہا مین اپنی عزت کو ڈرتا ہون سوی وزیر
جو میرا دشمن ہے یہ خبر سُنکر بادشاہ سے کہیگا بی بی نے کہا مجھے دشمنی سوی کی خوب معلوم ہے لیکن کسی سے گھر کا
حال کوئی کیا جانے اگر کبھی بادشاہ لونڈی کا حال تم سے پوچھے تو عرض کرنا کہ فی الحقیقت ایک لونڈی
حضور کیواسطے مول لی تھی مگر اتفاقاً وہ قابل حضور کے نہ پائی گئی بادشاہ تمھاری بات کا اعتماد کریگا
اس صورت مین سوی وزیر کی برائی کچھ پیش نہ جائیگی اور دلالونکو تاکید کردو کہ دوسری لونڈی کی تلاش کرین
غرض وزیر کو تسلی ہوئی اور غصہ اُسکا نورالدین کیطرف سے کم ہوگیا اُس روز سے نورالدین باپ سے چھپکر
محل مین آتا جاتا مگر اُسکی مان کو ہمیشہ تشویش رہتی تھی کہ مبادا اُسکو تنہائی مین پاکر غصے سے مار ڈالے اسواسطے
اُسنے وزیر کا مزاج لیا وزیر نے کہا مین جب اُسکو پاؤنگا مقرر مار ڈالونگا اُس نیکبخت نے کہا صاحب ایک
ہی تمھارا لڑکا ہے اور یہ پہلی اُسکی خطا ہے معاف کرو اگر تمھاری تسلی نہین ہوتی فجر کو وہ محل سے خوف زدہ
نکلجاتا ہے تم اُسوقت پکڑ کر قصد مارنے کا کرنا مین جھگڑا لونگی اُسکو چشم نمائی ہو جائیگی اور حسن افروز کو اب
اُسے دے ڈالو وزیر نے قبول کیا فجر کو جب وقت نورالدین کے جانے کا محل سے ہوا ایک گھڑی آگے
وزیر دروازے کی آڑ مین کھڑا ہو رہا بمجرد نکلنے نورالدین کے وزیر نے اُسکو پکڑکر پچھاڑا اور پیش قبض نکال کر
چاہتا تھا کہ اُسکو مارے اتنے مین نورالدین کی مان دوڑی اور وزیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا للہ نورالدین کو
چھوڑ دے اور نورالدین نے بھی نہایت عاجزی سے کہا برائے خدا میری جان بخشو خاقان نے ترس
کھا کے نورالدین کو چھوڑ دیا نورالدین اپنے باپ کے قدمون پر عفو تقصیر کیلیے گرا وزیر نے سر اُسکا اُٹھایا اور
کہا تو اپنی مان کا شکر بجا لا کہ مین نے تجھے اُسکی خاطر بخشا اور جا مین نے حسن افروز کو بھی تجھے دیا لیکن اُسکو مثل
بیاہتا بی بی کے رکھیو اور کبھی اُسکے بیچنے کا قصد نہ کیجیو نورالدین نہایت خوش ہوا اپنے باپ و مان کا شکر بجا لایا
اور اس شرط پر اُسنے قسم کھائی اور نہایت پیار سے وہ دونون رہنے لگے وزیر بھی اُنکے اتحاد سے بہت
خوش تھا بعد ایک برس کے اتفاقاً خاقان وزیر حمام کرنے سے اُس روز دردسر مین ایسا مبتلا ہوا کہ چند روز
مین صاحب فراش ہوگیا وقت آخر نورالدین سے کہا مین تجکو وصیت کرتا ہون کہ حسن افروز کو بہت عزیز رکھیو اور

کسی طرح کی بدسلوکی اُس سے نہ کیجیو یہ کہکے خاقان جان بحق ہوا خلقت شہر کی گریہ وزاری کرنے لگی اور آکے اُسکی تجہیز و تکفین مین شریک ہوئی اور بڑے تجمل سے اُسکا جنازہ دفن کیا نورالدین کو باپ کے مرنے سے بڑا غم ہوا چالیس روز تک اُسکی ماتم داری کی کسی کو بسبب اندوہ کے اپنے گھر آنے کی اجازت نہ دی بعد فاتحہ چہلم کے ایک شخص جو اُسکا بہت دوست تھا واسطے فاتحہ خوانی کے آیا نورالدین نے اُس سے ملاقات کی وہ اکثر آکر اُسکو تسلی دیتا یہانتک کہ نورالدین اُسکی صحبت سے باپ کے مرنے کا غم بھول گیا اور سب ترکہ اپنے باپ کا آشنا پرستی اور عیاشی مین صرف کر ڈالا بلکہ جو زیور خاص حسن افروز کا تھا اُسکو بھی بیچکر صرف کیا ایکدن حسن افروز نے سمجھایا کہ صاحب جو کچھ نقد اور اثاث البیت تمھارا باپ چھوڑ گیا تھا تمنے سب مفت خورون کو دے ڈالا اور کھلا دیا اب بھی سمجھو اور اپنا رویہ درست کرو نورالدین نے ہنسکے جواب دیا کہ میرے باپ نے جو کچھ اندوختہ کیا تھا اُسے اپنے ساتھ کیا لیگیا اور مین کیا لیجاؤنگا پھر کیون اپنے دلکی ہوس نکالون پھر دو چار دن کے بعد اُسکا دیوان حاضر ہوا اور حساب جمع و خرچ کا اُسے دکھایا کہ ملاحظہ فرمایئے اس عرصۂ قلیل مین آپنے کتنی دولت صرف کی اور آپکے اخراجات ایک تیرے پر نہین ہین اسواسطے اب حساب لکھتا اپنا سمجھکر غلام کو رخصت کیجیے اور اسیطرح اکثر نوکر چاکر باپ کے وقت کے کہ نمک حلال تھے نوکری چھوڑ کر بیٹھ رہے ہرچندان سب نے اُسکو سمجھایا مگر وہ خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا اُسکے دوستون نے میدان خالی پا کے آگے سے زیادہ دست طمع دراز کیا ہر روز ایک شخص آتا اور نورالدین سے کہتا کہ خداوندا آج میرا گذر فلانے باغ اور مکان سرکاری مین ہوا تھا مین اُس باغ اور مکان کی تیاری دیکھکر بہت خوش ہوا اور مجھے بہت اچھا دکھائی دیا اگر مجھے عنایت ہو تو مین ہمیشہ جا رہون نورالدین فی الفور بیعنامہ اپنی مہر سے لکھ اُسکے حوالہ کرتا اور اسیطرح جو جسنے مانگا وہ اُسنے اُسکو بخشدیا جب سوائے مکان رہنے کے ملک مین کچھ نہ رہا وہ سب دوست اُس سے کنارہ کرکے اپنے اپنے گھر بیٹھ رہے اگر کسی کو اُنمین سے تقریباً بلوا بھیجتا تو وہ آتا اور تھوڑی دیر کے بعد چلا جاتا اگر وہ کسی دوست کو ٹھہراتا تو وہ کوئی بہانہ کرکے چلدیتا اس حال کو نورالدین دیکھکر متحیر ہوا اور حسن افروز سے جاکر تکلیف اور بے خرچی اپنی خصوصاً بیمروتی دوستون کی ظاہر کی اُسنے کہا صاحب مین نے یہ سب مراتب پیشتر تمھاری خدمت مین عرض کیے تھے مگر تمنے ذرا میرے کہنے پر التفات نہ کیا آخر ایک دن تیسرے فاقے حسن افروز نے آنکھون مین آنسو بھرکے کہا میان اب تمھاری فلاح مین یہی دیکھتی ہون کہ میرے تئین بیچو اور چند روز اپنی اوقات بسر کرو نورالدین نے کہا یہ تو مجھ سے نہوگا مگر ابھی دوست میرے ایسے ہین کہ اُنسے

تو توقع اعانت کی مجھے ہی غالباً اس حال مین چشم پوشی نہ کرین حسن افروز نے کہا صاحب یہ بخیر ہی کوئی دوست اور آشنا اسوقت مین کام نہ آئیگا نورالدین نے کہا ایسا نہ کہو کئی مین سے میرے اُنکے دوستی ہی اور ہزارون سلوک مین نے اُنکے ساتھ کیے ہین کل مین اُنکے پاس جا کر قرض طلب کرونگا وہ مجھے ضرور دیدینگے نورالدین دوسرے دن اُس دوست کے گھر کہ اُنپر نہایت اعتماد رکھتا تھا اور سب ایک ہی محلے مین رہتے تھے گیا پہلے اُس دوست کے دروازے پر جو سب سے متمول تھا جا کے دستک دی ایک لونڈی نے اندر سے آکے پوچھا تو کون ہی نورالدین نے کہا مین نورالدین بیٹا وزیر خاقان کا ہون لونڈی نے جلد دروازہ کھولدیا اور اُسکو دیوانخانے مین اچھی جگہ بٹھا کر اپنے میان سے جا کر خبر کی اس دوست نے خفا ہو کے لونڈی سے کہا جا کہدے کہ میان گھر مین نہین نورالدین باہر سے یہ سب باتین سنتا تھا لونڈی نے آکر نورالدین سے ظاہر کیا نورالدین اس امر سے نہایت متعجب ہوا اور دل مین کہنے لگا ابھی کل میری خوشامد کرتا تھا اور آج میرے ساتھ اسطرح بیمروتی سے پیش آیا آخر نہایت شکستہ خاطر ہو دوسرے دوست کے گھر جو پہلے دوست سے کچھ کم تھا گیا وہان بھی یہی جواب پایا اسیطرح دسون کو ایک ہی روش پر پایا نورالدین نہایت گھبرایا اور ایسی دوستی پر بڑا افسوس کیا اور سمجھا کہ وہ سخت قابوچی اور خود غرض نکلے یہ حال بعینہ اس درخت کا سا ہی کہ جبتک میوے سے پھلا رہا چارون طرف سے لوگ اُسکے پاس آیا کیے اور جب میوہ اسمین نہ رہا پھر کوئی اُسکے نزدیک نہ گیا الغرض دوستون سے مایوس ہو کر اپنے گھر آیا اور حسن افروز سے آبدیدہ ہو کر یہ سب حال ظاہر کیا اُسنے کہا تھا تمکو انکا حال اب معلوم ہوا اور مین آگے سے جانتی تھی اب میرے نزدیک تم اپنے سب لونڈی غلام اور سب اسباب گھر کا بیچو اور تھوڑا تھوڑا صرف کرکے منتظر افضال الٰہی کے رہو شاید تم پر خدا فضل کرے نورالدین نے پہلے غلامون کو بیچکر کئی دن خرچ کیا پھر اسباب جو باقی رہگیا تھا بیچکر صرف مین لایا جب کچھ نہ رہا اور نہایت اُسپر تکلیف گذرنے لگی تو حسن افروز کہ نہایت دانا اور غمخوار اُسکی تھی اسکی تکلیف گوارا نہ کرکے آبدیدہ ہوئی اور کہا صاحب تمھارے باپ نے مجھے دس ہزار اشرفی کو مول لیا تھا اب قیمت میری آدھی تو ملے گی تم مجھے نخاس مین لیجا کر بیچو اور قیمت صرف کر دیکھو جب تمھین خدا مقدور دے تو مجھے خرید لیجیو نورالدین نے رو کر کہا کہ مین تجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون سوا اسکے باپ نے مجھسے قسم لی تھی کہ تجھے کبھی نہ بیچون کیونکر ایسا ہو سکتا ہی اُسنے کہا یہ سچ ہی مگر اضطرار مین حرام بھی حلال ہوتا ہی اب تم پر وقت پڑا ہے شرط کا خیال نہ کرکے بے تامل مجھے بیچو نورالدین مجبور ہو کر حسن افروز کو نخاس مین لے گیا اور حاجی حسن نامے

دلال کو بلا کر کہا تمھاری معرفت میرے باپ نے اس لونڈی کو دس ہزار اشرفی دیکر مول لیا تھا اب مین اسکو بیچتا ہون تم سوداگرون کو دکھاؤ دیکھو تو کیا قیمت لگاتے ہین حاجی حسن حسن افروز کو ایک مکان مقفل مین بٹھلا تجار کے پاس گیا اور انسے کہا کہ صاحبو تمنے سب طرح کی لونڈیان مول لی ہین مگر ایک لونڈی پارس کی بکتی ہی کہ مثل اسکے حسن اور قابلیت مین کمتر ہونگی تم میرے ساتھ آؤ اور اسے دیکھو اور اسکی قیمت تجویز کرو غرض سب سوداگر حاجی حسن کے ساتھ گئے اسنے حسن افروز کو دکھلایا سب اسکے حسن و جمال کو دیکھکر متعجب ہوکے کہنے لگے واقعی ہمنے ایسی لونڈی تمام عمر مین نہ دیکھی ہم چار ہزار اشرفی تک اسکی قیمت دیسکتے ہین اسکے سوا ہم مین مقدور نہین یہ کہکے وہ سب باہر آئے اور حاجی حسن نے پھر اس حجرے کو مقفل کر دیا اس درمیان مین سواری سوی وزیر دوم کی وہان سے نکلی اسنے ہجوم تاجرونکا دیکھکر پوچھا کہ کیون یہان مجمع ہی حاجی حسن نے کہا ایک لونڈی کے خریدنے کو چار ہزار اشرفی تک تجارون نے قیمت لگائی مگر مالک راضی نہین سوی نے بھی مشتاق ہوکے دلال سے کہا مجھے بھی اسے دکھا مین اسکو لونگا حاجی حسن نے اسکو دکھایا اسنے پسند کرکے کہا چار ہزار اشرفی مین بھی دیتا ہون مجھے دلوادے حاجی حسن نے کہا مین مالک سے پوچھتا ہون اگر وہ راضی ہو تو آپ بے تکلف لے لیجئے وزیر نے سب تاجرونکو باشارہ منع کیا کہ خبردار اس سے زیادہ قیمت نہ بڑھانا مین اسکو لونگا وہ سب بخوف وزیر کے چپ ہورہے حاجی حسن نے نورالدین کے پاس آکر کہا افسوس تمھاری لونڈی مفت بکی جاتی ہی نورالدین نے پوچھا کیونکر اسنے کہا کل وزیر سوی کا اس راہ سے گذر ہوا وہ تاجرونکو اکٹھا دیکھکر کھڑا ہوگیا اور کنیز کو دیکھکر مجھ سے کہا چار ہزار اشرفی کو مجھے دلوادے اور سب سوداگرون کو منع کر دیا کہ خبردار اس سے زیادہ قیمت نہ لگاوے چنانچہ سب تاجر اسکے خوف سے چپ ہین نورالدین نے کہا سوی ہمارے خاندان کا دشمن ہی مجھے اسکے ہاتھ کسیطرح بیچنا منظور نہین تب حاجی حسن نے کہا آپ چلکے سوداگرون مین کھڑے ہوکر آواز بلند کہیے کہ مین اس کنیز پر خفا ہوا تھا اور قسم کھائی تھی کہ مین تجھے بیچونگا سو اب مین نے اپنی قسم کو پورا کیا اور درحقیقت مجھے بیچنا منظور نہین سوی بھی چپ ہورہیگا جسوقت مین حسن افروز کا ہاتھ پکڑکے سوی کے ہاتھ مین دینے کا قصد کرون تم اسوقت اسکو دو چار طمانچے مار سوی کے ہاتھ سے چھین اپنے گھر لیجانا پھر حاجی حسن حجرہ حسن افروز کا کھول اسکو سب مراتب سمجھا کر باہر نکال لایا اور اسکا ہاتھ وزیر سوی کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ صاحب یہ تمھاری ہوچکی وزیر سوی چاہتا تھا کہ ہاتھ کنیز کا پکڑے کہ نورالدین نے جلد دوسرا ہاتھ حسن افروز کا پکڑ اپنی طرف کھینچ لیا اور ایک طمانچہ سہل سا اسے

مارکے کہا تیری بدمزاجی کے سبب سے مین نے قسم کھائی تھی کہ تجھے بچھاڑونگا اب میری قسم ہو چکی اپنے گھر چل یہ
کہکے اُسے لیکے اپنے گھر کی طرف چلا وزیر سوی نے نہایت برہم ہوکے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور ہاتھ بڑھا
چاہتا تھا کہ اُسے چابک مارے کہ نورالدین نے آگے بڑھکر وزیر کے گھوڑے کی لگام پکڑکے ایسا جھٹکا
دیا کہ وہ گھوڑے سے نیچے آرہا پھر دونون مین خوب کشتی ہوئی سوی بوڑھا تھا اور نورالدین جوان اُسنے سوی کو

تصویر نورالدین بن خاقان اور وزیر سوی کی کشتی کی اور خلقت کا ہجوم

اُٹھا کر دے مارا اور خوب گھسا سوداگر اور مردم بازاری کہ سوی سے بسبب اُسکی بدمزاجی کے ازبس ناراض تھے
اُسکے مغلوب اور نورالدین کے غالب ہونے سے بہت خوش ہوے اور کسی نے دخل دونون مین نہ دیا بلکہ
جب غلامان سوی نے چاہا کہ نورالدین کو مارین لوگون نے کہا یہ وزیر ہی وہ وزیرزادہ تم دخل نہ دو کیونکہ
اگر تم دونون آپس مین ملجاوینگے تو تمھارے حق مین بُرا ہوگا غرض نورالدین نے سوی کو ایسی ماردی کہ
کئی جگہ اُسکے خون نکل آیا اور کپڑے اُسکے لہو سے تربتر ہو گئے اور کیچڑ اور خاک مین بھر گئے بہرکیف نورالدین
نے اُسے خوب مار پیٹ حسن افروز کا ہاتھ پکڑا اپنے گھر کی راہ لی سوی کے نوکر چاکر اُسکو اُسی حال سے بادشاہ

کے حضور مین لے گئے بادشاہ نے نہایت متحیر ہوکر پوچھا اُسنے عرض کیا خداوند مین دربار سے گھر کو جاتا تھا
چوک مین مجمع سوداگرون کا دیکھکر کھڑا ہوگیا معلوم ہوا کہ ایک لونڈی بہت لائق اور نہایت خوبصورت
بکتی ہے مین نے چاہا کہ جس قیمت کو ہو خرید کر اُسکو نذر حضور کی کرون ناگاہ نورالدین خاقان کا بیٹا آیا
اور لونڈی کو میرے ہاتھ سے چھین لیگیا ہرچند مین نے کہا کہ مین اُسکو بادشاہ کی نذر کرونگا اُسنے کچھ نہ سنا
آخر میرے اُسکے تہتک ہوا اُس نالائق نے میرا یہ حال کیا اور حضور کو یاد ہوگا کہ آگے آپنے دس ہزار اشرفی
خاقان کو واسطے خرید کرنے لونڈی کے عنایت کی تھین اُسنے یہ لونڈی اُنہی دس ہزار اشرفی سے مول
لیکر اپنے بیٹے کو دی اور وہ ابتک نہ لایا چار برس سے یہ لونڈی نورالدین کے پاس رہی اور بعد اپنے
باپ کے سب نقد و جنس اپنے گھر کی عیاشی اور آوارگی مین صرف کر ڈالی اب نہایت مفلس ہوکر لونڈی کو
بازار مین بیچنے کے لیے لایا بادشاہ نے نہایت غضب مین آکے ایک سردار کو حکم کیا کہ اسیوقت چالیس
سپاہی اپنے ساتھ لیجاکر نورالدین اور اُس لونڈی کو جلد حاضر کرو اور اُسکا گھر کھدوا ڈالو ہنوز وہ سردار
تیار ہو رہا تھا کہ سنجر نامی ایک ملازم بادشاہی کہ آگے غلام خاقان کا تھا اس حکم کو سنکر کسی حیلے سے دوڑا
ہوا نورالدین کے پاس گیا اور اُسکو حکم بادشاہی و روزیر کی بدگوئی سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم ابھی لونڈی سمیت
اس شہر سے نکلجاؤ ورنہ گرفتار ہوجاؤ گے اور بادشاہ تمھین ہلاک کر ڈالیگا غرض سنجر نے چالیس اشرفیان جیب
سے نکال کر نورالدین کو دین اور عذر کیا کہ اسیقدر موجود تھین یہ کہکے وہ تو روانہ ہوا اور نورالدین نے
اندر جاکر حسن افروز سے یہ سب حال بیان کیا اور اُسکو اپنے ہمراہ لے پچھواڑے دیوار پھاند اسیوقت شہر سے
نکل گیا اور سیدھی راہ دریا کی لی اتفاقاً ایک جہاز تیار پایا جلد اُسپر سوار ہولیا اور کپتان لنگر اُسکا اٹھا کر
روانہ جانب بغداد ہوا نورالدین جہاز کے بغداد کی طرف جانے سے نہایت خوش ہوا ادھر ملازم بادشاہی گرفتاری
نورالدین کیلیے روانہ ہوے اور اُسکے گھر پہونچکے اُسکو ڈھونڈھا جب نہ پایا تو گھر اُسکا کھدوا ڈالا
اور بادشاہ سے جاکے عرض کیا کہ نورالدین ہاتھ نہ لگا نہ معلوم کدھر نکل گیا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر جاکر
اُسے ڈھونڈھو کے منادی کردو کہ جو کوئی نورالدین کو بادشاہ کے حضور مین حاضر کرے گا ہزار اشرفی
انعام پائیگا اور اگر کوئی اُسے اپنے گھر چھپا دیگا تو وہ جان سے مارا جائیگا اور گھر اُسکا ضبط کیا جائیگا ادھر
نورالدین جب بغداد مین پہونچا تو کپتان نے اہل جہاز سے کہا صاحبو یہ شہر نہایت عجیب و غریب ہے سب
ملک کے آدمی اور ہر فن کے کامل یہان موجود اور ہر ایک طرح کے نفائس و میوہ جات بکثرت و تھوڑے سبب سے

یہان آدمی امیر اور امیر فقیر ہو جاتا ہی چاہیئے کہ ہر شخص خصوصًا نووارد سمجھ بوجھ کر اس شہر مین رہے پھر جب جہاز نے لنگر کیا سوداگر وغیرہ جہاز سے اُتر کر اپنے اپنے ٹھکانے گئے نورالدین پانچ اشرفی اُن چالیس مین سے کہ سنجر نے دی تھین کرایہ جہاز کا دیکر حسن افروز کو لیے ہوئے اُترا جو کبھی بغداد مین آیا نہ تھا شہر کی گلی کوچون سے محض ناواقف تھا دونون تلاش مکان مین دیر تک پھرا کیے آخر کو باغ کے دروازے پر جو کنارے دریا کے تھا پہونچے اور چشمے کے کنارے بیٹھکر ہاتھ پانون دھوئے اور پانی پی کے ایک صحنچی مین باغ کی باہم باتین کرتے ہوئے سو گئے اور وہ باغ خلیفہ ہارون رشید کا تھا وسط باغ مین ایک بارہ دری تھی جسمین اندر اور باہر نقش و نگار اور تصویرین ہر قسم کی بنی ہوئی تھین اور اُسمین اسی دروازہ تھے ہر دروازے پر دیوارگیریان بلور کی اور اسمین شمعین مومی چڑھی ہوئین جب کبھی خلیفہ شب کو اُس باغ مین جاتا چارون طرف اُس بارہ دری کے روشنی کرتے اور وہ روشنی سارے شہر مین دکھائی دیتی اور داروغہ اُس باغ کا شیخ ابراہیم تھا بے اُسکی اجازت کے کوئی اُس باغ مین نہ جانے پاتا اتفاقًا وہ داروغہ اسوقت باغ مین نہ تھا قریب شام جب وہ پہونچا کنارے باغ کے دو شخصونکو دیکھا کہ بے تکلف سو رہے ہین داروغہ نہایت ناخوش ہوا اور چاہا کہ انکو تنبیہ کرے پھر لکڑی اٹھائی کہ انکو مارے لیکن کچھ سوچکر ہاتھ تھام لیا اور دل مین کہنے لگا کہ بدون دریافت حال کے انکو مارنا مناسب نہین شاید غریب الوطن ہون اور خلیفہ کے حکم سے آگاہ نہون پھر نزدیک جاکے دوپٹہ انکے مُنہ سے اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان رشک شمس و قمر اور دوسری ایک بی بی پری پیکر ہے مگر دونون غافل سوتے ہین اُسنے نورالدین کو جگایا اُسنے بیدار ہوکے ایک مرد پیر باریش سفید کو دیکھا اور دیکھتے ہی شیخ ابراہیم کے ہاتھ چومے اور دعا دیکے کہا ای پدر بزرگوار کیا ارشاد ہوتا ہی شیخ ابراہیم نے پوچھا کہ ای فرزند تو کون ہی اور کہان سے آیا نورالدین نے کہا مین مسافر نووارد ہون اُمیدوار ہون کہ آج کی رات یہان پڑ رہنے دیجیے کل چلا جاؤنگا شیخ ابراہیم کا غصہ بالکل جاتا رہا اور دونوکے حسن جمال کو دیکھ نہایت نرمی سے کہنے لگا کہ میان میرے ساتھ چلو مین بہت اچھی جگہ رات کے رہنے کو تمھین دونگا جہان سے تمام باغ دکھائی دیتا ہی نورالدین نے کہا کیا یہ باغ آپکا ہی اُسنے مسکرا کے کہا ہان مین نے اپنے باپ کے ترکے سے پایا ہی پھر وہ دونون کو اندر باغ کے لیگیا اور باغ مین قفل لگا اُنھین ایسی جگہ بٹھا دیا جہان سے وہ تمام باغ کی سیر کرتے تھے پھر شیخ اُنکو اپنے ساتھ واسطے سیر سارے باغ اور مکانونکے لے گیا اور بعد سیر نورالدین نے جیب سے دو اشرفی نکال کر شیخ کو دین اور کہا کچھ کھانا ہمارے لیے

پکوائے شیخ بہت خوش ہوا اور سوچا کہ خوب ہوا کہ مین نے ایسے شخص سے بدسلوکی نہین کی اور اس مین
کھانا امیرانہ تیار ہو سکتا ہی بلکہ کچھ بچ رہیگا وہ میرے کام آئیگا پھر دونون کو وہین چھوڑکر آپ کھانیکی
تدبیر مین گیا اُسکے جانے کے بعد نورالدین و حسن فروز بارہ دری کیطرف گئے اور نیچے کی تیاری اور
سامان دیکھکر چاہا کہ اوپر چڑھ کے بھی دیکھین مگر دروازہ اُسکا مقفل تھا جب شیخ کھانا لایا نورالدین نے
اُسکی بڑی خوشامد اور تعریف کرکے کہا اس بارہ دری کو ہمنے نہین دیکھا چاہتے ہین کہ اسے بھی دیکھین
شیخ بارہ دری کا دروازہ کھول اُنکو اُسمین لیگیا نورالدین اس مکان کو دیکھکر نہایت مسرور ہوا اور داروغہ
سے کہا اگر تمھاری مرضی ہو تو ہم دونون یہین کھانا کھاکے سو رہین داروغہ نے خیال کیا کہ اگر خلیفہ کا ارادہ
آنیکا آج شب کو باغ مین ہوتا تو آگے سے کوئی شخص مجھے اطلاع کرنے ضرور آتا یہ سوچکر باطمینان مہمانون کو
اجازت دی کہ یہین آرام کرنا پھر شیخ نے وہ سب اسباب جو اُنکے کھانے کے لیے لایا تھا دسترخوان پر
چُن دیا نورالدین و حسن فروز نے شیخ کے ساتھ کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوکے نورالدین نے ایک دروازہ
بارہ دری کا کھولکر حسن فروز سے کہا کہ یہان بیٹھ کے سیر چاندنی کی کرو دونون سیر باغ چاندنی مین کرتے
تھے کہ شیخ دونون کے پاس آیا اور کہا اگر اور کسی چیز کی تمھین خواہش ہو تو کہو اُسکو بھی حاضر کردون نورالدین
نے کہا کسی طرح شراب مل سکتی ہی شیخ سمجھا کہ شربت چاہتا ہی یہ خیال کرکے کہا اے فرزند شربت مین لا سکتا ہون
پر اُسکو بعد کھانا کھانے کے نہین پیتے نورالدین نے کہا مین شربت نہین مانگتا شراب انگوری چاہتا ہون
شیخ نے کہا خدا نے اُسکے پینے اور رکھنے سے منع کیا ہی مین نے چار بار حج بیت اللہ کا کیا ہے کبھی اُسکی
شکل نہین دیکھی کس طرح لاؤن نورالدین نے کہا ایک گدھا باغ کی خندق مین بندھا ہے مین
اُس کو تمھارے پاس لاکے دو اشرفی رومال مین باندھ اُسکے پالان مین رکھے دیتا ہون تم اُسے
میخانے مین لیجاؤ کلال اشرفیان لیگا اور دو سبوچے شراب کے اُسی گدھے پہ رکھدیگا
تم یہان لے آنا شیخ جلدی سے شراب کو گدھے پر لے آیا مگر جلدی مین باغ کا دروازہ بند کرنا بھول گیا
جب گدھا نزدیک بارہ دری کے پہونچا نورالدین دونون ٹھلیون کو اُٹھاکے اندر لیگیا اور شیخ کا
بہت شکرگزار ہوا اور کہا کہ آپ نے بڑی تکلیف اُٹھائی اب ایک امر اور باقی ہی شیخ نے پوچھا
وہ کیا نورالدین نے کہا کہ گلاس اور میوے چاہیین شیخ نے ایک دسترخوان پر تکلف لاکے بچھایا اور
دو تھالیان اور کئی ظروف چینی تازے میوونکے اُسپر رکھ کے کہا اور جو کچھ درکار ہو تو لا دیا جاسکے

نورالدین نے کہا بس پھر شیخ وہان سے ہٹ کے اس خوف سے الگ جا بیٹھا کہ کہین مجھے بھی شریک نہ کرین پھر تو نورالدین اور حسن افروز نے پینا شراب کا شروع کر دیا جب دونون سرور مین آئے نورالدین نے حسن افروز سے کہا ہم بڑے صاحب نصیب ہین کہ ہمکو خدا نے ایسی اچھی جگہ دی اور سب اسباب خوشی کے دیے پھر بہت مزے مین آکے دونون گانے لگے شیخ نہایت محظوظ ہوا اور چوری سے دونون کو دیکھنا شروع کیا ناگاہ نورالدین نے اُسے دیکھکر کہا ای شیخ تم بہت اچھے آدمی ہو میری زبان نہین کہ تمھاری تعریف کرون کیا خوب ہو کہ اگر تم بھی شریک جلسہ ہو شیخ نے مسکرا کر کہا کہ مین یونہین تم دونون کو دیکھکے خوش ہو رہا ہون یہ کہکے غائب ہو گیا حسن افروز نے نورالدین سے کہا اگر تمھاری مرضی ہو تو مین شیخ کو شراب پلاؤن اُسنے کہا اس سے کیا بہتر ہو کہ وہ بھی ہمارا شریک ہو حسن افروز نے کہا تم اسکو بلا کے اپنے پاس بٹھاؤ اور بعد تھوڑی دیر کے پیالہ شراب کا اُسکو دو اگر پی لے فبہا ورنہ اس گلاس کو تم پی کے پلنگ پر لیٹ جھوٹ موٹ سو رہو پھر دیکھو تو مین کس خوبی سے اُسے شراب پلاتی ہون نورالدین نے شیخ کو پکارا شیخ آیا نورالدین نے کہا صاحب ذرا ہمارے پاس بیٹھو شیخ لب فرش بیٹھ گیا نورالدین نے کہا یہ بہت نامناسب ہو کہ تم بزرگ ہو کے ہم سے نیچے بیٹھو ہمکو گوارا نہین ہمارے برابر ہم پہلو اس بی بی کے بیٹھے شیخ باغ باغ ہو گیا کہ ایسی پری پیکر کے پاس بیٹھنا ملتا ہو مگر بظاہر ذرا ناک بھون چڑھا کر حسن افروز کیطرف بیٹھ گیا پھر نورالدین نے حسن افروز کو اشارہ گانے کا کیا وہ ایسا گائی کہ شیخ کو حال آ گیا پھر نورالدین نے پیالہ بھر کے شراب شیخ کو دی شیخ نے کہا مجھے معاف رکھو نورالدین نے زیادہ تکرار نکی اور آپ پی لی حسن افروز نے ایک سیب اُٹھا کر دو ٹکڑے کیے اور ایک شیخ کو دیکے کہا سیب کے کھانے مین تو کچھ گناہ نہین ہی شیخ اُسے لیکر کھا گیا پھر حسن افروز گانے لگی نورالدین وہین لیٹ کے جھوٹ موٹ سونے لگا حسن افروز نے شیخ سے کہا دیکھو صاحب انکی عجب خاصیت ہی کہ جب کہین ایک یا دو گلاس شراب کے پیتے ہین مجھے تنہا چھوڑ کر سو رہتے ہین تم ذرا میرے ساتھ بیٹھے رہو جبتک کہ یہ جاگین تھوڑی دیر کے بعد حسن افروز نے شیخ کو سحر آمیز باتون سے اپنا رام کر لیا اور کمال ناز و ادا سے گلاس شراب کا اُسے دیکر کہا اسکا گناہ مجھپر شیخ تجھے میرے سر کی قسم سکو پی اور دیکھ تو کیا لطف ہی شیخ از خود رفتہ ہو ہی رہا تھا بظاہر عذر کر کے پی گیا اور وہ آدھا سیب باقی ماندہ بھی نوش کیا حسن افروز نے دوسرا پیالہ دیا اُسنے اسکو بھی پی لیا اسیطرح چار پیالے پی ڈریا اُسنے پیے پھر نورالدین اُٹھ کے اپنی جگہ مین آبیٹھا اور شیخ کو دیکھا کہ نشے مین ہنس رہا ہی پھر اُسنے شیخ سے کہا تم تو کہتے تھے مین شراب کبھی نہ چھوؤنگا اب کیونکر پی گئے اُسنے کہا

بی بی کی خاطر سے پھر تو شیخ مزے مین آکے اپنے ہاتھ سے گلاس بھر بھر کے پینے لگا اور خوب نشے مین سرشار ہوکے یہ غزل حالیہ مؤلف کی زبان پر لایا

غزل مؤلف

کباب سیخ پہ خم مین شراب باقی ہے — ہزار شکر کہ شغل شباب باقی ہے
جوانی گذری لڑکپن گیا مگر دل مین — وہی طپش ہے وہی اضطراب باقی ہے
چھڑک دے بلبل کشتہ کی قبر پر ای گل — گلاب پاش مین تیرے گلاب باقی ہے
شراب سرخ پلا برشکال مہمان ہے — زمین پہ سبزہ فلک پر سحاب باقی ہے
جوانی گذری اب آیا جو موسم پیری — نظر مین اپنی وہی لطف خواب باقی ہے
خمیدہ پشت و کمر درد و رعشہ اعضا مین — خیال مرگ ہے خوف عذاب باقی ہے
نہ وہ صفا نہ لطافت ہے جسم لاغر مین — نہ رخ کے آئینے مین آب و تاب باقی ہے
نہ وہ حسینون کی صحبت نہ جلسہ احباب — نہ ساقی اور نہ دور شراب باقی ہے
سیاہ بال ہین ہوے سفید مین دو چار — یہی اب ایک نشان شباب باقی ہے
ہزار شکر کہ ماتھے پہ اپنے ای حامد — نشان خاک در بوتراب باقی ہے

اور وہ تینون شخص آدھی رات تک شراب بیٹھے پیا کیے حسن فروز نے شیخ سے کہا یہان تاریکی بہت ہی اگر کہو تو کچھ شمعین روشن کر دیجائین شیخ کہ نشے مین چور تھا بولا بہت اچھا مگر چار یا پانچ شمع سے زیادہ نہ جلانا حسن فروز نے اٹھکر سب شمعین کہ قریب ہی رکھی تھین روشن کر دین پھر نورالدین نے شیخ سے پوچھا اگر کہو تو وہ شمعین بھی جو دروازہ دنکی دیوارگیریون مین لگی ہین روشن کیجائین شیخ نے کہا بہتر لیکن تین چار سے زیادہ نہ جلانا نورالدین نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالکل سب شمعین روشن کر دین شیخ حسن فروز کی باتون مین ایسا مشغول تھا کہ اسے نیک و بد کا خیال نہ رہا ہارون رشید نے ہنوز آرام نہین کیا تھا اور اپنے محل مین کہ لب دریا تھا بیٹھا جاگتا تھا کہ نظر اسکی اس روشنی پر پڑی جو بارہ دری مین کی گئی تھی نہایت متحیر ہوا اور وزیر جعفر سے بلاکر پوچھا کہ یہ کیسی روشنی ہے وزیر بھی متحیر ہوا مگر اس وقت بات بناکر عرض کیا کہ شیخ ابراہیم داروغہ سلطانی نے آگے منت مانی تھی کہ بعد بر آنے مراد کے روشنی اور صلحا کی ضیافت کرونگا شاید اسنے یہ روشنی کی ہو بادشاہ نے یہ بات باور نہ کرکے اپنی پوشاک اتاری اور شہریون کی طرح کپڑے

پہن وزیر اور مسرور سردار خواجہ سراؤن کو اپنے ساتھ لے اُس باغ کیطرف روانہ ہوا جب باغ کے
نزدیک پہونچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا پایا کے زیادہ تر متعجب ہوا آخر وزیر سے پوچھا اسوقت در باغ
کیون کھلا ہی اُسنے کہا مجھے معلوم نہین پھر خلیفہ اندر باغ کے گیا اور وزیر مسرور کو ایک جگہ مین بٹھا خود آہستہ
آہستہ بارہ دری تک پہونچکے اوپر زینے کے چڑھ گیا اور دور سے آڑ مین کھڑے ہوکر دیکھا کہ اُس بارہ دری مین
ایک بی بی نہایت خوبصورت اور ایک جوان شکیل دونون بیٹھے ہین و شیخ ابراہیم گلاس شراب کا اس بی بی
کو دیکہہ کہتا ہی کہ ای نازنین بی بی مین نے تمھارا اچھی طرح گانا بجانا نہین سُنا کچھ اسوقت گاؤ بجاؤ پھر مین
تمھین اپنا گانا سُناؤنگا یہ کہہ کے شیخ گانے لگا خلیفہ یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوا اور سوچا کہ یہ تو
نہایت پرہیزگار تھا اس پر یہ کیا بلا نازل ہوئی بادشاہ نے وزیر کو چپکے سے بلا کر پوچھا دیکھو یہ کون
لوگ ہین اور ابراہیم کا کیا حال ہی وزیر نے دیکھا کہ وہ تینون نہایت دلجمعی سے

تصویر حسن فیروز و نورالدین و شیخ ابراہیم کے مینوشی کی و خلیفہ و وزیر و مسرور کا چھپکے دیکھنا

مینوشی مین مشغول ہین پھر بادشاہ سے آکے عرض کیا کہ غلام ان دونون بی بی اور جوان کو نہین پہچانتا اور
شیخ ابراہیم کو با انہمہ پیری اور پرہیزگاری کیا ہوگیا غلام سخت حیران ہی بادشاہ نے وزیر سے کہا اگر
اس بی بی نے کچھ اچھا گایا تو مین کچھ نہ کہونگا ورنہ ان تینون کو ایسی سزا دونگا کہ اورون کو عبرت ہو
پھر دروازے کے پاس دونون چھپ کے سننے لگے شیخ نے بی بی سے فرمایش کی کہ کچھ ایسا گاؤ کہ مین تنہا

خوش ہون اُسنے کہا اگر کوئی بانسلی ہو تو لاؤ شیخ ایک حجرہ کھول کر بانسلی نکال لایا حسن افروز نے اُسے بجانا شروع کیا خلیفہ نے سنتے ہی وزیر سے کہا سبحان اللہ یہ بی بی کیا خوب بانسلی بجاتی ہے مین نے اسکا قصور معاف کیا اور اس جوان کا بھی قصور بخشا مگر یہ غفلت پر تجھے پھانسی مقرر دونگا وزیر نے کہا کاشکے وہ بُرا بجاتی بادشاہ نے کہا یہ دعا کیون مانگتا ہے اُسنے کہا اگر وہ بُرا بجاتی تو مقرر وہ دونون بھی جان سے مارے جاتے اُنکے ساتھ مارا جانا خالی از لطف نہ تھا بادشاہ اس لطیفے سے نہایت خوش ہوا حسن افروز نے عجیب و غریب طرح سے ایسا نے کو بجایا کہ خلیفہ نے کہا یہ بی بی اس فن مین استاد ہے پھر وہ بانسلی کی آواز کے ساتھ گانے لگی بادشاہ ہزار درجے محو ہوا اور بے اختیار واہ واہ اور سبحان اللہ کہنے لگا اور باغ کے ایک گوشے مین جاکے وزیر سے کہا نہ تو مین نے آج تک ایسا گانا سُنا اور نہ ایسی نے کا بجانا اسحاق کہ اس فن مین نہایت اُستاد ہے اس بی بی کے سامنے طفل مکتب اور بے استعداد ہے خلیفہ کہ از بس موسیقی مین کامل تھا وزیر سے کہنے لگا مین چاہتا ہون کہ کسی طرح اندر جاکے گانا بجانا سنون کہ دل تڑپ رہا ہے مگر کوئی راہ نہین وزیر نے کہا اگر حضور اندر جائینگے تو شیخ ابراہیم پہچانکر خوف سے مر جائیگا اور یہ دونون عورت مرد بھی رعب حضور سے گانا بجانا بھول جائینگے بادشاہ نے کہا مین نہین چاہتا ہون کہ ابراہیم کو میرے سبب سے کسی طرح کا صدمہ پہونچے بہت دنون کا یہ خدمتی ہے اور یہ دونون شخص بھی بے لطف ہون تو یہین مسرور کے ساتھ ٹھہر اور میرے آنے کا منتظر رہ خلیفہ اسی خیال مین تھا کہ کوئی سبب اندر جانیکا ہاتھ لگے اتفاقاً ایک ماہی گیر کو دیکھا کہ اُسنے اُس رات کو دروازہ باغ کا کھلا پا کے پانچ چار مچھلیان نہر باغ سے جو کہ دجلہ ندی سے وہان کاٹ کر لائے تھے پکڑی ہین خلیفہ نے اُسکے پاس جاکر دو مچھلیان بڑی بڑی لے لین ماہی گیر بادشاہ کو دیکھکر کانپنے لگا اور قدمبوس خلیفہ کے گر پڑا بادشاہ نے کہا ڈر نہین اپنے کپڑے مجھے اُتار دے اور میرے کپڑے پہن کر اپنے گھر چپکے چلا جا اُسنے کپڑے اُتار دیے اور بادشاہی کپڑے پہن اپنے گھر چلا گیا خلیفہ اُسکے کپڑے پہن دونون مچھلیون کو ہاتھ مین لیے پہلے وزیر مسرور کے پاس کھڑا ہوا وزیر سمجھا کہ کوئی ماہی گیر ہے انعام لینے آیا ہے اس نے جھڑک کر کہا دور ہو یہان سے چلا جا بادشاہ کھلکھلا کر ہنس پڑا وزیر ڈر گیا اور عرض کیا غلام کا قصور معاف ہو غلام نے ہرگز نہین پہچانا کہ خداوند ماہی گیر کے بھیس مین ہین اب بے تکلف بارہ دری مین جائیے اور گانا سنیے خلیفہ مچھلیان لیے ہوے بارہ دری کے دروازے کے پاس کھڑا ہوا اور دروازے کو کھٹکھٹایا نور الدین نے شیخ ابراہیم سے کہا شیخ نے پوچھا کون ہے خلیفہ نے پٹ دروازہ کا

کھول ایک پانون آگے بڑھا کر کہا مین کریم ماہی فروش ہون مین نے سُنا تھا کہ آجکی رات تمنے اپنے دوستونکی
دعوت کی ہی اور اچھے اچھے کھانے پکوائے ہین اسوقت دو مچھلیان نہایت نفیس آپکے حضور مین لایا ہون نورالدین
وحسن افروز مچھلی کا نام سُنکے نہایت خوش ہوئے حسن افروز نے شیخ سے کہا اسے اندر بلا لو تو ہم اسکی مچھلیان دیکھین
کہ کیسی اور کس جنس کی ہین شیخ ابراہیم نے کہ شراب کے نشے مین سرشار تھا بلو شیلہ کو ماہی گیر سمجھا کہا کہ آؤ میرے
اس رات کے چور اندر آؤ تا مین تمھین دیکھون خلیفہ مچھلیان لیے اندر بارہ دری کے گیا حسن افروز نے انھین دیکھ کے
کہا کہ یہ بہت اچھی ہین ان کو سول لیکر جلد تیار کر و شیخ نے کہا ارے کریم جلد ان مچھلیون کو صاف کر کے ہمارے
باورچیخانہ مین کہ وہان سب مصالح موجود ہی لیجا اور جلد بھونکر حاضر کر ماہی گیر نے بہت خوب کہا اور نیچے بارہ دری
کے آیا اور وزیر جعفر سے کہا اسکو صاف کر کے جلد تیار کر لا پھر خلیفہ اور وزیر اور مسرور تینون نے شیخ ابراہیم کے باورچیخانہ
مین جا کے مصالحہ اور روغن لیکر مچھلیون کو صاف کیا اور ماہی توے پر کچھ بھونا اور کچھ کباب پکائے پھر خلیفہ
ایک قاب مین اسکو رکھکر بارہ دری مین لیگیا اور انکے آگے رکھکے ایک لیمون بھی رکھدیا پھر اُن تینون آدمیون نے
اُس مچھلی کو کھایا اور پسند کیا خصوصًا نورالدین وحسن افروز نے ماہی گیر سے کہا تو نے ایسی خوب مچھلی پکائی
کہ ہمنے کبھی ایسی نہین کھائی پھر اُسنے اپنی بغل سے تھیلی اشرفیون کی جو سنجر نے اُسکو دی تھی نکالی اور جو بیس
اشرفیان کہ اُس مین باقی تھین سب خلیفہ کو دین اور کہا کہ اگر میرے پاس اور ہوتین تو تجھے دیتا اور اگر
تو میری فراغت کی حالت مین آتا تو اسقدر دیتا کہ تمام عمر کو مستغنی ہو جاتا خلیفہ نے اُس تھیلی کو لیکر اور
اُسکا شکر بجا لا کے کہا کہ مین نے آپسا سخی نہین دیکھا خدا آپ کو سلامت رکھے مگر میری ایک تمنا ہے
نورالدین نے کہا وہ کیا خلیفہ نے کہا مین نے یہان یک بانسلی رکھی ہوئی دیکھی ہی شاید یہ بی بی اُسکو بجانا
جانتی ہی مجھے اُسکے سننے کا بڑا شوق ہی اگر آپ فرمایئے تو وہ ذرا بجائے تا مین سُنکے تمھین دعا دے کے
چلا جاؤن نورالدین نے حسن افروز سے کہا ذرا تو بانسلی بجا کر اس ماہی گیر کو سُنا دے یہ بھی کیا یاد کرے گا حسن افروز
نشے کے مزے مین تھی بانسلی بجانے اور گانے لگی اور ایسا گائی کہ خلیفہ نے وجد کیا پھر اُس نے فقط
بانسلی بجائی اُسکو سُن کے خلیفہ ایسا مست ہوا کہ بے اختیار ہو کر کہنے لگا سبحان اللہ کیا آواز اور کیا ہاتھ
ہی اور کیا حلق اور کیا کمال ہی نہ تو ایسا کوئی گانیوالا اور نہ ایسا کوئی بجانیوالا جہان مین ہوگا نورالدین نے
موافق اپنے معمول کے کہ جو کوئی اُسکی چیز کی تعریف کرتا فی الفور اسی کو وہ چیز بخش دیتا کہا ای ماہی گیر مجھے معلوم
ہوا کہ تو گانا بجانا خوب سمجھتا ہی مین نے اسکو تجھے دے ڈالا اور اُٹھکے اپنی قبا پہن لی اور خلیفہ سے رخصت

ہوا اور کہا حسن افروز کو اچھی طرح دیکھیو اور وہان سے چلدیا حسن افروز اسکی سخاوت دیکھکر نہایت حیران ہوئی اور آنکھون مین آنسو بھرلا کے بولی کہان جاؤ گے ذرا میرا گانا آخری سن لو وہ بیٹھ گیا حسن افروز نے بانسلی ہاتھ مین لے یہ چند اشعار فراقیہ مولف کے کہ اسکے مناسب حال تھے گانا شروع کیے

غزل

انقلاب ای فلک زشت عمل کیا معنی / وصل کا ہجر سے ہوتا ہے بدل کیا معنی
مٹ گیا چاہنے کا حسن عمل کیا معنی / آگیا انکی محبت مین خلل کیا معنی
ہم فقیرون کے لیے جاہ و عمل کیا معنی / جھونپڑا بس ہی ہمین لیکر محل کیا معنی
لاکھ بہلاؤ اسے لاکھ سنبھالو اس کو / آئے دل کو مرے بے آپکے کل کیا معنی
جان مین وعدۂ امروز بہ فردا مفگن / آج ہی آیئے گھر پہ مرے کل کیا معنی
سن لیا نالۂ عشاق کا صور شیون / صورت پنبہ جو اڑتے ہین جبل کیا معنی
تیر مژگان سے کیا آہوئے دلکو نہ شکار / سر کیا آپ نے عاشق پہ دغل کیا معنی
تو تو مین تجھے زیبا نہین ای رشک پری / اپنے دیوانون سے یہ رد و بدل کیا معنی
ان سیہ بخت رقیبونکے ستانے کے لیے / آسمان سے نہ اُتر آئے زحل کیا معنی
حسن او عشق کے مضمون ہین طبیعت مین بھرے / عاشقانہ نہو سب اپنی غزل کیا معنی
راز الفت سے وہ آگاہ نہین ای حامد / شعر اُس کو سناتے ہین غزل کیا معنی

اور چاہتی تھی کہ پھر مجھے ماہی گیر سے لیلے جب گا بجا چکی تب رومال اپنی آنکھون پر رکھ لیا کہ اسکا رونا معلوم نہو نور الدین چپکا بیٹھا رہا خلیفہ اس معاملے کو دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور نور الدین سے کہا صاحب معلوم ہوا کہ حسن افروز تمھاری کنیز ہی اور تم اسکے آقا نور الدین نے کہا سچ ہی اور تو اگر سارا قصہ جو اسکے سبب سے مجھپر گذرا ہی سنے تو تجھکو نہایت حیرت ہو خلیفہ نے کہا صاحب مجھے مطلع فرماؤ نور الدین نے سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا خلیفہ نے سنکر کہا اب تم کدھر جانے کا ارادہ رکھتے ہو نور الدین نے کہا جہان خدا لیجائے ماہی گیر نے کہا اگر مجھپر تمھین اعتماد ہو تو تم بالنسرہ کو پھر جاؤ مین ایک خط لکھے دیتا ہون تم زینبی بادشاہ کو میری طرف سے دیجیو وہ تمپر نہایت شفقت کریگا اور پھر کوئی تم سے کسی طرح کی کاوش نہ کر سکے گا اور وہ تخت سے اُتر کر تمھین تخت پر بٹھائیگا اور اپنا تاج تمھارے سر پر رکھیگا نور الدین بہت ہنسا اور کہا کیا ماہی گیر اور کیا

بیچ

زینبی بادشاہ بانسرے کا کچھ قیاس مین نہین آتا خلیفہ نے کہا تو مجھے ماہی گیر سمجھکر کہتا ہو لیکن لڑکائی مین ہم اور وہ ایک مکتب مین لکھے پڑھے ہین اور میرے اُسکے ابتک عاشق و معشوق سے زیادہ دوستی ہے کئی بار اُسنے مجھے بلوا بھیجا اور کہا ہم تم ملکے بادشاہی کرین یا تو میرا وزیر اعظم ہو مین نے قبول نہ کیا اور اپنی قسمت پر شاکر رہا لیکن جب کسی کی مین نے سفارش کی اُس سے وہ بسلوک پیش آیا نورالدین راضی ہوا پھر خلیفہ نے کاغذ اور قلم لیکر پہلے پیشانی خط پر بارِیک حرفون مین نام خدا بطور طغری کہ وہی نشان خط خلیفہ کا تھا لکھا اُسکے بعد یون تحریر کیا کہ بمجرد پڑھنے اس خط کے نورالدین خلف خاقان وزیر اعظم کو جسے مین نے یہ خط دیا ہے تخت سلطنت پر بٹھانا اور اس حکم کی تعمیل مین فرق نہو پھر خلیفہ نے خط تہ کرکے اپنی مُہر اُس پر کی اور نورالدین کو دیکر کہا کہ جہاز پر سوار ہو کر اسیوقت اپنے تئین جلد بانسرے کو پہونچا نورالدین خط کو لے روانہ ہوا حسن افروز روتی ہوئی دروازے تک گئی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی پھر اپنی جگہ پر آبیٹھی شیخ ابراہیم چپکے چپکے نشے مین یہ سب باتین سُنتا تھا جب نورالدین وہان سے چلا گیا تب اُسنے خلیفہ کیطرف دیکھکر کہا کہ تو نے دو مچھلیون کے عوض ایک تھیلی اشرفیونکی اور ایک لونڈی خوبصورت پائی تو یہ خیال کرتا ہوگا کہ دونون کو اپنے گھر لیجائے سو بخیر ہے آدھی لونڈی میری ہے اور آدھی تیری اور تھیلی لا مجھے دے اگر اسمین چاندی کے درہم ہین تو ایک ان مین سے تجھے دونگا اور باقی سب مین لونگا اور اگر سونے کے ہین تو ان سب کو مین لیکر کچھ پیسے دیدونگا خلیفہ نے کہا مجھے تھیلی کا حال معلوم نہین ہے لیکن جو اس مین ہوگا آدھون آدھ ہم تم خوشی سے بانٹ لینگے مگر لونڈی کو مین اپنے گھر لیجاؤنگا اس مین تم خوش ہو یا ناخوش شیخ بہت غصہ ہو کے اُسے بُرا بھلا کہنے لگا اور ایک رکابی چینی کی اُسے کھینچکر ماری خلیفہ نے اپنے سر کو سرکا لیا رکابی دیوار سے لگ کر سیکڑون ٹکڑے ہوگئی شیخ زیادہ خفا ہوا ایک شمع لے باہر نکلا اور واسطے ماہی گیر کے لکڑی تلاش کرنے لگا اتنے مین خلیفہ زینے کی راہ سے بارہ دری مین آ لباس ماہی گیر اُتار لباس شاہی پہن تخت پر بیٹھ گیا دہنی طرف وزیر بائین طرف مسرور اور پیچھے تخت کے چارون خدمتگار اتنے مین شیخ ایک موٹی سی لکڑی ہاتھ مین لیے واسطے مارنے ماہی گیر کے بارہ دری مین آیا اور اسکو ڈھونڈھنے لگا یکایک نظر اُسکی خلیفہ پر پڑی کہ تخت پر لباس شاہی پہنے بیٹھا ہے وزیر مسرور اور خدمتگار دست بستہ دہنے بائین کھڑے ہین حیران ہوا کہ آیا مین خواب دیکھتا ہون یا جاگتا خلیفہ نے کہا شیخ تو کسے ڈھونڈھتا ہے شیخ اُسکے قدمون پر گر پڑا اور اپنا مُنھ اور داڑھی زمین پر ملکر کہنے لگا کہ خداوند تمھارا غلام تقصیروار امیدوار عفو اور رحم کا ہے خلیفہ نے فرمایا کہ مین نے

قصور تیرا معاف کیا حسن افروز کی یہ حال دیکھکر تسلی ہوئی اور سمجھی کہ باغ اور بارہ دری اس بادشاہ کی ہی
جس نے اپنے تئین بھیس مین ماہی گیر کے ظاہر کیا تھا خلیفہ نے حسن افروز سے کہا تو میرے ساتھ چل اور
تو نے مجھے دریافت کیا ہوگا کہ مین کون ہون مین نے کسی کو مثل نور الدین کے جوانمرد نہین پایا کہ تجھ ایسی
معشوقہ کو ایک بات پر مجھے دیڈالا اور مین نے اُسکو بادشاہ بانسرے کا کرکے بھیجا ہی بعد اسکے کہ اُسکا تسلط
وہان قرار واقعی ہوجائے گا تجھے بھی اُسی کے پاس بھیجدونگا جبتک میرے محل مین ٹھہر حسن افروز مطمئن ہوئی
پھر خلیفہ نے اُسے اپنے ساتھ محل مین لیجاکے زبیدہ خاتون کو سپرد کیا کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا یہ امانت
نور الدین کی ہی آب سُنیے نور الدین خط ہارون رشید کا لیکر بانسرے کو پہونچا وہان اپنے کسی دوست ور
نہ کسی قرابتی کو پایا سیدھا دربار شاہی مین چلا گیا اُسوقت بادشاہ عدالت گھر مین خلق کا انصاف کر رہا تھا
کہ وہ بھی نزدیک بادشاہ کے پہونچا اور خط اُسے دیا اُسنے خط کو لیکے تین بار چوما اور چاہا کہ تخت سے
اُترکر تعمیل کرے اتنے مین سوی وزیر کہ دشمن نور الدین کا تھا حاضر ہوا بادشاہ نے اُس خط کو اُسے
دیا وہ اُسکو پڑھکے نہایت مضطر ہوا پھر مکر سے خط کو روشنی کے بہانے ایک طرف لیجاکے پڑھنے لگا اور
پیشانی خط کو جسمین نام خدا اور نشان خط خلیفہ کا تھا کترکے نگل گیا اور پھر بادشاہ کو آکر خط دیا اور کہا
یہ حضور یہ خط جعلی معلوم ہوتا ہی اور اگر بالفرض خلیفہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو تو معلوم ہوتا ہی کہ شاید اس نے
میری اور آپ کی نالش خلیفہ کے حضور مین کی ہوگی خلیفہ نے اُسکی سفارش مین لکھا ہوگا کہ اُس سے کچھ
تعرض نہو نہ یہ کہ جو اُسمین لکھا ہی سب پر عمل کیا جائے نہ یہی نے نور الدین کو سوی کے حوالے کیا سوی
نے کہ اُس کے خون کا پیاسا تھا اپنے گھر لیجاکے خوب زدوکوب کی کہ قریب مرگ ہوگیا بعد اسکے ایک
تنگ تاریک و متعفن جگہ مین قید کیا جب نور الدین کو ہوش آیا تو اپنے تئین نفرین کرکے کہنے لگا کہ اُس
ماہی گیر نے میرے ساتھ خوب سلوک کیا اور مین نے بھی اپنی حماقت سے اُسکی بات مان لی کہ خط اُس کا
لیکر یہان آیا اور اس عذاب مین پڑا بہر کیف چھ روز تک نور الدین اُس جگہ قید رہا ساتوین روز وزیر سوی
نے چاہا کہ وہ قتل کیا جائے ایک بہانہ اُٹھایا یعنی کئی اپنے غلامون کے سر پر کشتیان اسباب نفیس کی
رکھ کے بادشاہ کے پاس لیگیا اور کہا یہ ہدیہ نئے بادشاہ نے آپ کے لیے باُمید تخت و تاج بھیجا ہی بادشاہ نے
سوی سے کہا کیا وہ بدبخت ابتک جیتا ہی مین جانتا تھا کہ تو نے اُسے مارڈالا ہوگا اُسنے کہا مجھے حکم
نہین کہ اپنے گھر پر کسی کو قتل کرون بادشاہ نے کہا ابھی جاکر اُسکو مارڈال اُس نے کہا کہ مین حضور کے انصاف

۴

سے بہت راضی ہوا لیکن مین چاہتا ہون کہ جسطرح نورالدین نے سر بازار مجھے مارا اور ذلیل کیا ہی اسیطرح وہ بھی دربار بادشاہی مین مارا جاوے منادی شہر مین اُسکے قتل کے بیے کیجائے بادشاہ نے درخواست اُسکی منظور کی آخر شہر مین ڈھنڈھورا پھیر اگیا کہ کل فلانے وقت نورالدین بعوض بے ادبی کے جو سوی کے ساتھ آگے کی تھی گردن مارا جائیگا جسے دیکھنا منظور ہو آ کر دیکھے پھر سوی بسینؔ غلامون کو کہ ہر ایک ظالم تھا ساتھ لیکے قیدخانے مین گیا اور بڑی ذلت سے نورالدین کو نکال کر گھوڑے اندھے بے زین پر سوار کیا نورالدین نے کہا کہ مین نے کتابون مین پڑھا ہی کہ جو کوئی کسی پر ناحق ظلم کرتا ہی عنقریب وہ اُسی ظلم مین گرفتار ہوتا ہے وزیر نے کہا اے نالائق مجھپر طعن کرتا ہی مین نے تیری اس گستاخی کو معاف کیا کہ کوئی ساعت مین تو گردن مارا جاتا ہی اور مین نے بھی کتابون مین دیکھا ہی کہ وہ شخص بڑا خوش قسمت ہی جو کہ اپنے دشمن کو موا ہوا دیکھے پھر اُسکے غلامون نے نورالدین کو دربارشاہی مین لیجا کے ایک میدان مین کہ محاذی محل بادشاہ کے تھا قتل کرنے کو جلاد کے حوالے کیا اور چارون طرف سے غلامون اور سپاہیون نے اُسے اپنے حلقے مین کر لیا اور جلاد نے آکے نورالدین سے کہا صاحب مجھے معاف کرنا مین فرمانبردار ہون تمھین اس وقت جو کچھ کہنا سُننا ہو اور کھانا پینا ہو کہہ سُن اور کھا پی لو نورالدین نے مایوس ہو کر پانی پینے کو مانگا

تصویر نورالدین کے قتل کرنے کی اور بادشاہ کا جلاد کو کھڑکی سے منع کرنا مع ہجوم خلق کے

لوگون نے پانی اُسے دیا وہ پیتا تھا کہ سوی وزیر جلاد پر خفا ہوا کہ اتنی دیر کیون کی سب خلقت بیرحمی
وزیر کی دیکھکر اُس پر نفرین کرنے لگی جلاد تلوار کو میان سے نکال کر چاہتا تھا کہ گردن مارے اتنے
مین بادشاہ نے کھڑکی سے پکار کے جلاد کو کہا کہ ذرا ٹھہر جا اسلیئے کہ اُس نے بلندی سے دیکھا کہ ایک
بڑی فوج اُسکی طرف دوڑی چلی آتی ہی وزیر سے کہا دیکھو یہ فوج کہان سے آتی ہی وزیر نے بہلا کے کہا کچھ
نہین یہ گرد ہی اکثر سوار اور پیادے واسطے تماشا دیکھنے اس نابکار کے چلے آتے ہین فوج نہین ہی جلاد کو
حکم دیجیے کہ اس یہودی کو قتل کرے بادشاہ نے کہا نہین جبتک مجھے ان سوارون کا حال نہین معلوم ہوگا مین
حکم قتل کا نکرونگا اب یہان معلوم کیا چاہیئے کہ خلیفہ نورالدین کے حال کو بھول گیا اور اسکو کئی دن گذر گئے ایکدن
وہ محل مین جہان اسکی خواصین وخسرین فروز تھی گیا اور وہان کچھ آواز گانے کی سُنی کہ کوئی بی بی اشعار فراقیہ
بڑے سوز وگداز سے گا رہی ہی سُننے لگا اور سردار خواجہ سرا سے پوچھا کہ یہ کون بی بی گا رہی ہی اس نے کہا وہی
کنیز اُس جوان کی ہی جسکو حضرت نے بانسرے کو بادشاہ کرکے بجائے محمد زینبی کے بھیجا ہی خلیفہ کو اُسوقت
حال نورالدین کا یاد پڑا اور کہنے لگا کہ افسوس مجھے حال نورالدین کا یاد نہ رہا اُسیوقت جعفر وزیر اعظم کو بلاکے
کہا مین سند اور فرمان شاہی کا واسطے نورالدین کے بانسرے کو بھیجنا بھول گیا تھا اب تو جلد اپنی
فوج لیکر بانسرے کو روانہ ہو اور وہان جاکے دیکھ اگر نورالدین کو مار ڈالا ہو تو فی الفور وزیر سوی کو قتل کر
اور اگر اسکو جیتا پا تو اُسے زینبی اور وزیر سوی سمیت جلد میرے حضور مین لے آ وزیر اعظم فوراً مع فوج
بانسرے کو روانہ ہوا جسوقت کہ نورالدین کو جلاد نے چاہا تھا کہ گردن مارے اُسیوقت پہونچا بھیڑ اُسے
دیکھکر داہنے بائین ہوگئی اور اسکو راہ دی وہ اپنی فوج سمیت زینبی تک پہونچا بادشاہ وزیر اعظم کو
دیکھکر اُسکے استقبال کو آیا اور ملاقات کی وزیر اعظم نے پہلے حال نورالدین کا پوچھا لوگ اسی حال سے اُسکو
وزیر اعظم کے روبرو لیگئے وزیر اعظم نے اُسیوقت اُسکے ہاتھ پانون کھلوا دیے اور اُسی رسی سے وزیر سوی کو باندھا
پھر وزیر اعظم دوسرے دن نورالدین اور زینبی اور وزیر سوی کو اپنے ساتھ لیکر بغداد کی طرف روانہ ہوا اور
وہان پہونچکر اُن تینون کو خلیفہ کے حضور مین حاضر کیا اور احوال دشمنی سوی اور اُسکی بدسلوکی کا جو نورالدین
کے ساتھ کی تھی مفصل بادشاہ سے بیان کیا خلیفہ نے نورالدین کے حال پر بہت تاسف کرکے کہا کہ سوی
کو تو اپنے ہاتھ سے گردن مار نورالدین نے عرض کیا کہ خداوندا اگرچہ یہ میرا اور میرے باپ کا دشمن ہی لیکن
غلام اسکو قتل نہ کریگا خلیفہ نے اسکی جوانمردی پر بہت آفرین کی اور جلاد کو حکم کیا کہ اسکی گردن مارے چنانچہ فی الفور

وہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچا پھر خلیفہ نے چاہا کہ نورالدین کو بانسرہ کا بادشاہ کرکے بھیجدے مگر اُس نے عرض کیا کہ خداوند غلام چاہتا ہو کہ حضور کی خدمت مین حاضر رہا کرے خلیفہ نے اسے اپنے مصاحبون خاص مین داخل کرکے ایک بڑا مکان دیا اور بڑی جاگیر اُسکی مقرر کی کہ وہ ساتھ اپنی سخاوت اور داد و دہش کے حسن فروز کے ساتھ کمال عیش و عشرت سے بخوبی بسر کرنے لگا اور خلیفہ نے زینبی بادشاہ پر بہت عتاب فرمایا پھر بشفاعت وزیر اعظم کے اُسے بحال کرکے بانسرے کو رخصت کیا شہرزاد جب یہ قصہ یہانتک کہہ چکی دنیازاد دوسرے قصہ کی طالب ہوئی شہرزاد نے تب شہریار کے روبرو اسطرح قصہ کہنا شروع کیا

قصہ بدر بادشاہ اور جواہر شہزادی کا

خداوند ملک ایران کا طول و عرض مین بہت بڑا تھا اگلے بادشاہون کو اس مملکت کے شاہنشاہ کہتے تھے اور دوسرے بادشاہ اسکے تابع اور فرمانبردار باج گزار رہا کرتے منجملہ انکے ایک بادشاہ بڑا خزانہ اور فوج رکھتا تھا اور بہت مدت تک اُسنے بادشاہی کی کوئی غم اُسکو سواے بے اولادی کے نہ تھا اور ایک سو بیبیان اُسکی اور ہر ایک کے ساتھ سیکڑون خواصین اور لونڈیان مگر کسی سے لڑکا نہین ہوتا تھا علاوہ اسکے دور دور سے سوداگر اچھی لونڈیان اسکے لیے لاتے اور وہ انھین مول لیکر اپنی خدمت مین لاتا کہ شاید اولاد ہو اور بزرگون اور فقیرون سے امداد چاہتا اور ہزارون روپے اور اشرفیان غریبون محتاجون کو روز خیرات کرتا کہ شاید اسی سبب سے مجھپر فضل الٰہی ہو اور اپنے غم غلط کرنے کے لیے عقلا سے حکایتین عجیب و غریب سُنا کرتا ایک دن ایک سردار خواجہ سراؤن نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک سوداگر بہت دور سے ایک لونڈی لایا ہی اور چاہتا ہی کہ اُسکو حضور کی نذر کرے بادشاہ نے فرمایا اچھا لونڈی کو لا دوسرے دن وہ تاجر لونڈی کو لیکر حاضر ہوا اور بادشاہ کی حضور مین آداب کورنش بجا لایا بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو اور وہ لونڈی کیسی ہی تاجر نے عرض کیا غلام بہت دور سے آیا ہی اور لونڈی ایسی لایا ہی کہ مثل اپنا نہین رکھتی بادشاہ نے فرمایا کہان ہی اُس نے کہا مین نے فلانے خواجہ کو حضور کے سپرد کیا ہی بادشاہ نے اُس خواجہ سرا سے لونڈی کو بُلا کر دیکھا اور بہت پسند کی اور نہایت اُسپر فریفتہ ہوا اور خاص خلوتسرا مین مع اُس سوداگر کے اُسکو لے گیا جب لونڈی کے چہرے سے برقع سوداگر نے اُٹھایا بادشاہ اُسکی صورت زیبا دیکھکر محو ہو گیا اور بعد ہوش مین آنے کے سوداگر سے اسکی قیمت پوچھی سوداگر نے کہا مین

ایکہزار اشرفی کو مول لیا تھا اور اسی قدر تین برس تک اسکے کھلانے پہنانے مین صرف کیے اب ندر حضور ہی بادشاہ نے کہا میرا دستور نہین کہ کسی سے تحفہ یا ہدیہ مفت لون غرض بادشاہ نے دس ہزار اشرفیان اُس سوداگر کو عنایت کین سوداگر آداب بجالایا اور رخصت ہوا بادشاہ نے چلتے وقت اسکو بعطاے قباے زربفت گران قیمت سرفراز فرمایا پھر بادشاہ نے کئی خواصین اور لونڈیان خدمت کیلئے کئی خواجہ سرا جو کی پہرے کو اُس کنیز کے متعین کرکے فرمایا کہ اسے حمام مین لیجاؤ اور اچھی پوشاک پہناؤ اُنھون نے اُسے بعد حمام لباس فاخرہ اور زیور جواہرات بے بہا اور مالے موتیون کے پہناکر دولھن کیطرح آراستہ کیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ تین چار روز تک اسکو مہلت دیجائے تاکہ ماندگی سفر سے آسایش پائے اور غذاے نفیس تناول کرے پھر ملاحظہ کیجیے گا تو غالبًا پہچان نہ پڑیگی بادشاہ نے تین دن تک توقف کیا جاننا چاہیئے کہ دارالسلطنت ایران کا اسوقت مین ایک جزیرہ تھا اور خاص مسکن بادشاہی کنارے دریاے شور کے تھا وہ لونڈی اکثر اس مکان سے دریا کو دیکھا کرتی غرض تیسرے دن وہ لونڈی دروازے کو جو طرف دریاے شور کے تھا کھول کر کرسی پر بیٹھی اور بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ اب قابل ملاقات بادشاہ کے ہی بادشاہ اُس مکان مین گیا لونڈی نے بادشاہ کی طرف دیکھا مگر ذرا التفات اور تعظیم بادشاہ کی نہ کی بادشاہ متحیر ہوا اور اُسکی بے التفاتی کو محمول بے تعلیمی پر کیا اور سمجھا کہ بعد تعلیم آداب شاہی سے واقف ہوجائیگی پھر جب بادشاہ نزدیک اُسکے گیا تو بھی اُسکو خاموش پایا بادشاہ نے عین اختلاط مین کہا میری جان تو کس ملک کی رہنے والی ہی اور تیرے مان باپ کون ہین اور اُن کا نام کیا ہی ہزارون بیبیان اور خواصین صاحب جمال میرے محل مین ہین مگر مثل تیرے ایک نہین اور جسقدر مجھکو الفت تیرے ساتھ ہی دوسری سے نہین وہ بی بی ان سب باتونکو سنا کی زبان سے کچھ نہ بولی بادشاہ نے کہا اے معشوقہ تونے کچھ جواب ندیا اور نہ آنکھ اُٹھا کے میری طرف دیکھا جلد بتا کہ تو افسردہ دل اور خاموش کیون ہی مجھے نہایت بیکلی ہی اگر شہر یا ان باپ کو اپنے یاد کرکے کڑھتی ہو تو اُنکا بہم پہونچنا دشوار ہی سواے اُنکے دنیا کی سب نعمتین تمھارے لیے موجود ہین ہرچند اس قسم کی باتین بہت کین لیکن نہ تو وہ بولی اور نہ آنکھ اُٹھا کر اُسنے دیکھا چپکی زمین کی طرف دیکھتی رہی بادشاہ دل مین سوچا کہ آیندہ جب ہل مل جائیگی تو آپ بولیگی پھر اُس نے دستک دی خواصین اور خواجہ سرا حاضر ہوے بادشاہ نے خاصہ طلب کیا اُنھون نے کھانے طرح طرح کے چن دیے بادشاہ اپنے ہاتھ سے اچھے اچھے کھانے

اُسکے آگے رکھتا جاتا اور وہ اُسی اندازہ و ادا سے کھاتی پھر بادشاہ نے اُسکے خوش کرنے کو طرح طرح کے تماشے دکھلائے اور رات کو ناچ کا حکم کیا کہ دل اُسکا بہلے مگر وہ بدستور چپ ہی رہی آخر بادشاہ نے خواصون اور خادمون سے جو اُسکی خدمتی تھیں پوچھا کہ اس بی بی کو کبھی تم نے ہنستے بولتے بھی دیکھا ہی انھون نے کہا کبھی نہین غرض بادشاہ نے شب کو اُسکے ساتھ آرام فرمایا اور جب صبح ہوئی تو نہایت اسکی ملاقات سے محظوظ ہوا کہ کبھی کسی بی بی سے ایسا خوش نہین ہوا تھا اور آگے سے زیادہ اُسے پیار کرنے لگا اور ارادہ کیا کہ سوائے اُسکے کسی بی بی کے پاس نہ جائے پھر سب اپنی بیبیون کو بلایا اور ہر ایک کو بہت مال و اسباب دیکے رخصت فرمایا اور اجازت دی کہ جسکا جس سے جی چاہے نکاح کرے مگر چار خواصین کہ ہم سن اور ہمقدم اُسکے تھیں اُسکی خدمت کے لیے رکھ لیں ایک برس تک بادشاہ بسبب اسکے خاموش رہنے کے نہایت دلگیر رہا ایکدن اس سے کہا اے میری ملکہ افسوس ہی کہ مجھے تیرے دل کا حال کچھ معلوم نہین ہوتا کہ آیا تو مجھ سے خوش ہی یا ناخوش ورنہ مین تو دن رات تیری خاطرداری سے غافل نہین رہتا مین نے تیری خوشنودی کے لیے اپنی سب بیبیون کو چھوڑ دیا اگر خدانخواستہ تیری زبان گونگی نکلی تو بڑا غضب ہی ایسے معشوق مین ایسا بڑا عیب ہو برائے خدا کچھ بول اور زبان کھول مین ایک برس سے رات دن جناب الٰہی مین دست بدعا ہون کہ تیرے بطن سے ایک فرزند عنایت کرے کہ وہ بعد میرے وارث تخت و تاج کا ہو تو مجھ سے کچھ بات کر نہین تو مین اپنے تئین ہلاک کرتا ہون اُس بی بی نے اُسکی طرف دیکھا اور مسکرائی بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر جانا کہ یہ بولے گی بدل وجان اسکی طرف متوجہ ہوا وہ نازنین بولی کہ مین بہت باتین آپکے حضور مین کہا چاہتی ہون مگر پہلے کون سی بات شروع کرون بہرکیف آپکی شکرگزاری پہلے کرتی ہون کہ آپ نے مجھپر اسقدر عنایت فرمائی کہ مین آپکی نہایت شکرگزار ہون حق تعالیٰ جزائے خیر دے اور صد وسی سال حشمت و اقبال رکھے اور اب خوشخبری دیتی ہون کہ مین تم سے حاملہ ہوئی امید خدا سے ہی کہ وہ تمکو بیٹا دے اور اتنے عرصہ مین جو مجھ سے گستاخی و بے ادبی ہوئی معاف ہو سبب یہ تھا کہ اب تک میرا دل تمھین پیار نہ کرتا تھا لیکن اس وقت سے چاہتی ہون بادشاہ یہ باتین سن کے نہایت خوش ہوا اور اس سے لپٹ گیا اور کہا میری آنکھین اب روشن ہوئین خصوصاً مژدہ حمل سنکر اتنا باغ باغ ہون کہ جسکا بیان نہین یہ کہکے باہر گیا اور وزیر اعظم سے اس مژدہ کو کہکر فرمایا کہ ایک لاکھ اشرفیان محتاجون کو بھی تقسیم کراو جو جسکی حاجت ہو بر لاؤ پھر محل مین آکے اُس بی بی سے کہا کہ مجھے معاف کرنا مین نے یہ

خوشخبری تمسے سنکر اپنے وزیرون امیرون سے کہی ب تمسے بہت باتین پوچھا چاہتا ہون اول یہ کہ ایک برس تک تم خاموش کیون رہین اسنے کہا اس سبب سے کہ خدانے مجھے اپنی کنیز و فرمابردار کیا اور اپنے ملک سے آشنا دور و دراز پھینکا کہ پھر امید وہان جانے کی نہین اور اپنے مان باپ بھائی اقربا اور دوستون سے جدا ہوئی اور محبت مان باپ اور شہر کی ہر انسان کو ضرور ہوتی ہی خصوصاً آزادی در فارغبالی مین اور جب انسان دوسرے کا مطیع ہوا اُس سے ہزار درجہ موت اُسکے حق مین بہتر ہی یہ سب اُمور باعث میری افسردگی اور خاموشی کے تھے بادشاہ نے فرمایا بی بی یہ سب سچ ہی لیکن جب کوئی شخص نہایت حسین ہو اور تم اُسکا عشق بادشاہ کے دل مین سمائے تو جگہ رنج کی نہین اُس نے کہا یہ سب امر جو آپ نے میری تسلی کے لیے فرمائے بجا ہین مگر پھر لونڈی لونڈی ہی ہی یہ سب دولت وحشمت ور قرب بادشاہ کا اس عیب سے اُسکو بری نہین کرسکتا بادشاہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی بڑے عمدہ خاندان کی ہو چلو مجھے اپنے حال سے آگاہ کرو تمھارے مان باپ کون ہین اور اپنے بھائی بہنون ور اقربا سے مجھے آگاہ کرو کہ کون کون ہین اور کہان رہتے ہین اس نے کہا میرا نام گلنار آتشین ہی میرا باپ بہت بڑا بادشاہ دریاے آتشین تھا اُسنے وقت وفات ملکات اپنے بیٹے ملک صالح کو جو میرا حقیقی بھائی ہی اور میری مان ملکہ کو سونپی تھی اور میری مان شہزادی بیٹی دوسرے ایک بڑے بادشاہ اُس دریا کی تھی ہم تینون شخص اپنی سلطنت مین بہت آرام سے رہتے تھے ناگاہ ایک غنیم کہ ہماری گھات مین تھا خبر میرے باپ کے مرنے کی سنکر فوج لے کے ہمپر چڑھ آیا اور اپنا عمل دخل کرلیا میرا بھائی مقابلہ نکر سکا مجھے اور میری مان کو لیکر وہان سے مخفی نکل گیا اور قلب مکان مین جا چھپا بعد چند روز کے میرے بھائی نے مجھ سے کہا ہم تو اب اس مصیبت مین مبتلا ہین اگر تقدیر یاور ہو تو کچھ تدبیر کرکے دشمن کو اپنے ملک سے نکالین اور قبل اس امر کے تیری کہین شادی کردون لیکن میری نظر مین کوئی شہزادہ دریائی نہین ٹھہرتا چاہتا ہون کہ تیری کتخدائی کسی بادشاہزادے روے زمین کے ساتھ کردون کہ وہان تو عزت و آرام سے رہے اور جو کچھ جہیز وغیرہ درکار ہوگا مین بھی بہم پہونچا سکتا ہون مین یہ سنکر نہایت ناخوش ہوئی اور کہا سنو بھائی آجتک کوئی شہزادی دریائی کی بادشاہون روے زمین سے کتخدا نہین ہوئی مجھے کب منظور ہی کہ میری شادی اُنکے ساتھ ہو مین بہرحال تمھارے شریک حال ہون میرے بھائی نے کہا کیا سب سلاطین خشکی کے کمینے اور نالائق ہین اکثر شریف اور صحیح النسب بھی ہین غرض بھائی نے اس امر مین بہت اصرار کیا اور مجھے سخت ناگوار ہوا اور اُس وقت

خاموش ہو رہی پھر جب میرا بھائی کسی کام مین مصروف ہوا مین نے فرصت پاکے غفلے مین قعر دریا سے سطح آب پر آ کرا جزیرہ مہتاب کی لی اور اس جزیرہ مین پہونچکے ایسی ایک جگہ جہان کسی کا گذر نہو غافل پڑکے سو رہی گو بظاہر بہت احتیاط کی مگر کچھ مفید نہ پڑا ایک شخص ممتاز مجھے سوتے دیکھکر اپنے نوکرون کے ساتھ آیا اور مجھے اُٹھا کے اپنے ساتھ لے گیا اور اُسنے بہت چاہا کہ مین اُسکی خواہش کو منظور کرون مگر مین نے آنکھ اُٹھا کے بھی اُسے نہ دیکھا تب اُس نے بزور چاہا کہ مجھے اپنے قابو مین لائے مین نے اُسکو ایسی سزا دی کہ وہ نہایت منفعل ہوا آخر اُسنے مجھے اس تاجر کے ہاتھ جو مجھے آپ کی حضور مین لایا تھا بیچ ڈالا اور یہ سوداگر نہایت بامروت اور شریف تھا کبھی مجھے اذیت نہ دی اور کبھی بات چیت بھی کرنیکی نوبت میرے اُسکے نہین آئی اے بادشاہ ایران اگر آپ اسقدر میرے ساتھ محبت نہ کرتے واللہ مین کبھی راضی نہوتی اور دریا مین کود کر اپنے بھائی مان اور اقربا کے پاس جا رہتی مگر اندیشہ اس بات کا تھا کہ اگر میری مان اور بھائی کو معلوم ہوتا کہ مین فلانے بادشاہ کی لونڈی ہوئی ہون تو نہایت غیرت سے مجھے مار ڈالتے اگر مجھ سے کوئی فرزند پیدا ہو جائے تو وہ البتہ باعث میرے یہان سے نہ جانے کا ہوگا جب گلنار نے اپنا حال بادشاہ سے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے تم سے عجیب غریب باتین سنین کہ کچھ قیاس مین نہین آتین مین چاہتا ہون کہ اُن کو تم سے دریافت کرون مگر پہلے مین شکرگذاری تمھاری کرتا ہون کہ میری محبت خوب تمھارے دل مین ثابت ہوئی اور بڑا سبب میری تسلی کا یہ ہوا کہ تم بھی شاہزادی ہو آج سے تمھارا خطاب ملکہ ایران ہوا جیسا مین بادشاہ ایران کا کہلاتا ہون اور کل اپنے شہر مین منادی تمھارے حال کی پھرا دونگا اور جا بجا اشتہار لکھوا دونگا کہ اب تم ملکہ قلمرو ایران کی ہوئین اور ہمیشہ تمھین معزز رکھونگا اور تمھین بجاے اپنی پہلی بی بی کے جانا کرونگا اور تم بھی سواے میرے اور کسی سے الفت نہ رکھنا اب مجھے تم آگاہ کرو کہ تم لوگ کیونکر دریا کے اندر رہتے ہو شہزادی نے کہا پانی کتنا ہی عمیق ہو مگر ہماری نظر مین دن رات برابر ہے جیسا کہ ہم روے زمین پر سب چیزون کو دیکھتے ہین اسیطرح دریا مین بھی دیکھتے ہین اور جسطرح خشکی مین ملک اور ولایات ہین اسی طرح دریا مین بھی ملک ہر ایک بادشاہ کا جدا جدا ہے بلکہ تین حصہ زیادہ دریا مین بہ نسبت خشکی کے وسعت ہے اس مین بہت ولایتین ہین اور ہر ایک ولایت مین بڑے بڑے شہر آباد اور جیسے لوگ یہان مذہب و ملت جدا رکھتے ہین یہی صورت وہان بھی ہے اور عمارات اور محل بادشاہان دریائی کے نہایت خوبصورت اور عالیشان سنگ مرمر کے رنگ برنگ

بنائے جاتے ہین اوراُن مکانون مین بلور سیب مونگا اور طرح طرح کے جواہرات لگاتے ہین اور
دریا مین یہسب اشیا ر بہت ہین اور موتیونکا تو وہان کچھ شمار نہین اتنے بڑے بڑے ہین جسکا ہم اندازہ نہین کرسکتے
اور وہانکی عمارت عوام الناس بناتے ہین اور وہان آمد و رفت کے لیے کوئی محتاج گاڑی اور سواری کا نہین
وہان کے بادشاہ گھوڑے دریائی تماشے کے لیے اپنے اصطبل مین رکھتے ہین جب کہین سیر تماشے کو جاتے ہین تو تفریحًا
اُنکو سوار ہونیکے لیے منگاتے ہین اور وہ گھوڑے اس خوبی سے پانی کے اندر جاتے ہین کہ سوار کو ذرا جنبش نہین
ہوتی اور گاڑیان بھی واسطے تجمل کے سیپ کی نہایت مستحکم اور خوش وضع بناتے ہین اور اُسپر تخت رکھ کے بادشاہ
سوار ہوتے ہین اشارے مین وہ گاڑی ہوا کی طرح روان ہوتی ہے اسلیے وہان کوچبان نہین اور آنًا فانًا ایک
شہر سے دوسرے شہر کو اُسپر سیر کرتے پھرتے ہین اور وہان کی عورتین نہایت خدمت مین چست و چالاک ہوتی
ہین اب مین اپنے بھائی مان اور دوسری بیبیون کے واسطے جو میرے قریب ہین نہایت بیقرار ہون اگر تمھارا
حکم ہو تو مین اُن سب کو یہان بلاؤن تاکہ اُن کے دیکھنے سے مجکو اور میرے دیکھنے سے اُنکو تشفی ہو اور جب مین
اُنسے کہونگی کہ اب مین بی بی بڑے بادشاہ ایران کی ہون تو وہ نہایت خوش ہونگے بادشاہ نے کہا میری جان تم
اُنکو شوق سے بلاؤ اُنکی ضیافت و پاسداری مین مین بجان و دل حاضر ہون مگر مجھے یہ بتلاؤ کہ مین کسطرح اُنسے ملون
گلنار نے کہا صاحب کچھ تکلف کی حاجت نہین ایکدم مین وہ سب یہان آپہونچینگے تم اتنی تکلیف کرو کہ ایک گھڑی کیلیے

تصویر ملکہ گلنار کے افسون پڑھنے اور ملک صالح کی مع ہمراہیون کے دریا سے نکلنے کی

اس مکان سے اُٹھکر دوسرے مین جا بیٹھو اور دروازہ بند کرکے دراڑے تماشا اُنکے آنے کا دیکھو بادشاہ دوسرے مکان مین گیا اور دروازہ بند کرکے دراڑ کی راہ سے دیکھنے لگا ملکہ گلنار نے ایک خواص سے انگیٹھی آگ کی منگوائی اور کہا کہ تو باہر جا کے دروازہ بند کرلے اور جبتک مین نہ بلاؤن میرے پاس نہ آنا اُسنے دروازہ بند کرلیا جب شہزادی تنہا ہوئی اُسنے چھوٹا سا ایک صندوقچہ کھولکر ایک ٹکڑا صندل کی لکڑی کا نکالا اور اُسے آگ پر رکھا جب اس مین سے دھوان نکلکر بلند ہوا گلنار نے کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اُن الفاظ کو بادشاہ کچھ سمجھ نہ سکا اور بمجرد تمام ہونے افسون کے دریا بڑھنے اور بلند ہونے لگا یہانتک کہ اُس مکان کی سطح سے برابر ہوکے شق ہوگیا اور اس مین سے ایک جوان خوش خلقت نمود ہوا جسکی مونچھین سبز تھین پھر ایک بادشاہزادی کم سن آئی اور پیچھے ان دونوں کے پانچ بیبیان جوان ہم حسن اُس پہلی بی بی کے نکلین گلنار نے اُنکا استقبال کیا اور اُسنے اُنکو اور اُنھون نے اُسے پہچانا پھر وہ سب سطح آب پر رفتار کرکے کنارے پہونچے اور ہر ایک گلنار کے حجرے مین آئے اور وہان سے دالان مین پھر سلطان صالح اور اُسکی مان اور دوسری بیبیون نے باری باری سے ملکہ گلنار کو اپنی چھاتی سے لگایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائے اور اُس نے ہر ایک کو بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھلایا پھر اُسکی مان نے کہا بی بی ہم تمھارے دیکھنے سے کمال خوش ہوئے اور جو رنج و الم ہم سب نے جدائی مین اُٹھائے بیان سے باہر ہین اور ہم نے تمھارے بھائی سے حال تمھاری ناخوشی کا سنا تھا اب بیان کرو کہ تمپر کیا کیا گذرا اور کیونکر یہان آ ہین گلنار نے اپنی مان کے قدمون پر گرکر کہا کہ فی الواقع مجھسے بڑا قصور ہوا یقین ہے کہ تم مان بیٹے کی محبت سے اسکو بخشوگی اور مین بڑی بڑی مصیبتون سے یہان تک پہونچی اب مجھے معلوم ہوا کہ شرافت مین سلاطین دریا اور زمین کے برابر ہین پھر اُسکے بھائی ملک صالح نے کہا کہ ہمشیرہ تم اپنے ملک کو پھر چلو اور اُس کی مان نے بھی اُسکے لیجانے مین اصرار کیا گلنار نے کہا مین کیونکر جا سکتی ہون اس بادشاہ کی مین بہت زیربار احسان ہوئی اول تو اُسنے مجھے دس ہزار اشرفی کو مول لیا دوسرے اپنی سب بیبیون سے میری خاطر ہاتھ اُٹھایا اور مجھے اپنے ملک کی ملکہ اور اپنی بیاہتا بی بی کیا اور اب چار مہینے کا حمل رکھتی ہون بادشاہ پارس کہ یہ سب باتین سنتا تھا اُس کے پھر لیجانے کی باتین سُنکر بہت گھبرایا اور دل مین کہا بڑا غضب ہوا اگر گلنار بھائی اور مان کے ساتھ اپنے ملک کو پھر چلی گئی تو میری زندگی دشوار ہوگی گلنار نے

اپنی خواصون سے خاصہ منگا اُنھون نے فوراً دسترخوان آراستہ کر خاصہ چُن دیا پھر گلنار نے اُن سبکو کھانا
کھانے کی تکلیف دی اُنھون نے کہا بدون میزبان یعنے شاہ ایران کے ہم کیونکر کھا مین اخلاق سے بعید ہی
اور دفعتہً اُن سب کے چہرے سُرخ ہوگئے اور منھہ اور نتھنون سے شعلے آگ کے نکلنے لگے بادشاہ یارس
حال دیکھکے بہت گھبرایا اتنے مین گلنار شاہ ایران کے پاس آئی اور کہا بدون تمھارے وہ لوگ
کھانا نہین کھاتے مناسب ہی کہ آپ بھی چلیے اور سب سے ملاقات کرکے باہم بیٹھکے کھانا کھائیے
ہرچند کہ میری ماں و بھائی مجھے ترغیب دیتے ہین کہ مین اُنکے ساتھ اپنے ملک کو پھر جاؤن مگر مین ایسا
نہ کرونگی تم خاطر جمع رکھو بادشاہ نے کہا ای ملکہ مین نہایت ممنون ہوا اور اب میری خاطر جمع ہوئی پھر
شاہ ایران دل مضبوط کرکے اُسکے ساتھ اس مکان مین گیا ملکہ گلنار نے اُسکو اپنے ماں بھائی اور اقربا
سے ملوایا اُن سب نے تعظیم بادشاہ کے لیے اپنے سرون کو زمین سے لگایا بادشاہ نے دوڑ کر اُن کے
سر زمین سے اُٹھائے اور باری باری سے ہر ایک کے ساتھ بغلگیر ہوا پھر سب مل کر باہم بیٹھے ملک
صالح برادر گلنار نے بادشاہ سے کہا ہم کمال خوشی سے ظاہر کرتے ہین کہ ہماری ہمشیر گلنار بعد اُٹھانے
بہت مصیبتون کے آپ کے سایۂ عنایت مین آئی اور بہت تم سے راضی ہی اور ہم بھی آپکے احسانونکو
شکر نہایت خوش ہوئے حق تعالیٰ آپ کو اور اس کو یہ وصلت مبارک کرے بادشاہ نے بھی جو
مناسب تھا در جواب اُسکے کہا پھر ان سب کو دسترخوان پر بٹھلا کھانے کی تکلیف دی اور پہلو مین
اپنے ملکہ گلنار کو بٹھلایا سب نے بخوبی کھانا کھایا اور بعد فراغت بادشاہ سب سے باتون مین
مشغول ہوا یہان تک کہ رات ہوئی تب بادشاہ ایران انکو اوس مکان مین کہ آگے سے طیار کر رکھا تھا
رخصت کرکے آپ اپنے خلوتخانہ مین گیا اور گلنار کے ساتھ آرام کیا فجر کو ان سب مہمانون کی بڑی دھوم
سے دعوت کی اور ایک مدت تک اُن سب کو اپنے ملک مین رکھکے ہر روز ایک نئی وضع سے ضیافت
کرتا یہان تک کہ گلنار کے لڑکا پیدا ہوا مان نے گلنار کی بڑی خوشی کی اور جوڑہ بہت بھاری بادشاہ
کے لیے اور لوازم چھٹی کے رائج الوقت طیار کرکے گذرانے اور جو وہ شاہزادہ نہایت حسین پیدا
ہوا تھا اسلیے اُسکا نام بدر رکھا اور بادشاہ ایران نے اسکی شکر گذاری مین غریبون محتاجونکو
لاکھون روپے اور جوڑے بانٹے اور اپنے وزیرون اور سب ارکان دولت کو خلعت فاخرہ
عنایت کیے سپاہ اور شاگرد پیشہ کو بھی انعام واکرام سے سرفرازی بخشی اور شہر مین حکم دیا کہ سب ۲۳۰

اپنے اپنے گھروں میں خوشی کریں اور ناچ اور رنگ دیکھیں کتنے دنوں وضیع وشریف کی بڑی دھوم سے ضیافت اور طرح طرح کے کھانے وغیرہ پکواکے توڑہ بندی کی جب ملکہ گلنار نے غسل فرماکے پوشاک پہنی بادشاہ ایران اور اُسکے ماں بھائی مع پانچوں شہزادیوں کے شہزادہ بدر کو دیکھنے اُسکے محل میں گئے اور دیکھ کے سب خوش ہوئے پھر ملک صالح نے اس بچے کو اپنے گلے لگایا اور بہت پیار کرکے اُس کمرے میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا یہانتک کہ اس دروازے سے جو دریا کی طرف تھا نکلکر شہزادے سمیت دریا میں کود پڑا بادشاہ ایران یہ حال دیکھکر واویلا کرنے لگا اور اُسے یقین ہوا کہ پھر شاہزادہ بدر کو نہ دیکھیگا

تصویر ملک صالح کی بدر کو لیکر دریا میں کودنے اور شاہ ایران کے مضطر ہونیکی

ملکہ گلنار نے ہنسکر بادشاہ کی تشفی کی کہ تم خاطر جمع رکھو ابھی اُسکو تم صحیح اور سالم دیکھوگے میرا بھائی اُسکو دریا کے اندر لے گیا ہے کہ تا اُسے زیر دریا اور زمین پر چلنا پھرنا مساوی ہو جیسا کہ ہم لوگوں کا خاصہ ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد دریا میں جنبش ہوئی اور ملک صالح شہزادہ بدر کو لیے ہوئے باہر نکلا اور ہوا پر اڑکے اُسی دروازے سے اندر محل کے آیا بادشاہ شہزادہ بدر کو اپنے ماموں کی گود میں آرام سے سوتے ہوئے دیکھ کے نہایت متعجب ہوا ملک صالح نے بادشاہ سے پوچھا کہ آپ کو کچھ خوف تو نہیں ہوا تھا جسوقت میں بدر کو دریا میں لے گیا تھا بادشاہ نے کہا کچھ نہ پوچھو جو میری حالت ہوئی تھی اب اُسکو دیکھکر میری از سر نو زندگی ہوئی ملک صالح نے کہا میں نے

اسم اعظم کندہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا پڑھ لیا تھا ہمارے درمیان مین یہ رسم جاری ہی کہ جب کوئی بچہ
ہماری نسل سے پیدا ہوتا ہی تو ہم برکت سے اسم اعظم کی اسکو دریا مین بہاتے ہین جیسا کہ تم نے دیکھا
ملک صالح نے یہ کہکے شہزادہ بدر کو دائی کی گود مین دیا اور ایک چھوٹا سا صندوقچہ کہ اپنے ساتھ
لایا تھا کھولا اور اس مین سے تین سو عدد الماس کے کہ ہر ایک برابر بیضۂ کبوتر کے تھا اور اسی قدر
بڑے بڑے لعل و زمرد اور تیس لڑے مروارید کے کہ ہر ایک دس دس لڑی کا تھا صندوقچہ سمیت بادشاہ
ایران کو بطریق تحفے کے گذرانے اور کہا کہ ہمین اپنی ہمشیرہ گلنار کا حال کچھ معلوم نہ تھا کہ کس بادشاہ عالیمقدار
کے ساتھ اسکی شادی ہوئی اسلیے ہم خالی ہاتھ آئے تھے اور یہان تمھاری حشمت و جلال کو دیکھکر
نہایت خجل تھے کہ کیا ایسی چیز تمھاری خدمت مین گذرانین کہ عوض ہماری شکر گزاری کا ہو
اس لیے یہ تھوڑے جواہر کہ تمھارے لائق نہین اپنے ملک سے لاکے آپ کے حضور مین گذرانے
اُمیدوار ہون کہ یہ تحفہ ناچیز قبول کیجیے بادشاہ ایران نے متعجب ہوکر کہا کہ ایک دو عدد جواہر بھی اس
رنگ ڈھنگ کے روے زمین پر میسر نہین چہ جاے کہ سیکڑون عدد پھر بہت خوشی سے اُسنے آنکھوں سے
لگایا اور ملک صالح کی بہت شکرگذاری کی اور کہا کہ مین تمھاری خوبیون خصوصاً اس قرابت سے نہایت
خوش ہوا اور ایسے بڑے بڑے جواہرات قیمتی کو تم حقیر کہتے ہو صاحب یہ صندوقچہ قیمت کسی سلطنت کا ہی
پھر بادشاہ ایران نے گلنار سے کہا بی بی تمھارے بھائی نے اسقدر جواہرات مجھے دیے مین چاہتا ہون
تھوڑے سے لون اور باقی واپس کردون مگر وہ مبالغہ بہت کرتے ہین تم میری طرف سے انھین سمجھاؤ گلنار
نے کہا اے بادشاہ جواہر زمین پر کمیابی سے کچھ حقیقت رکھتے ہین مگر دریا مین کچھ حقیقت نہین رکھتے
آپ قبول فرمائین بادشاہ خاموش ہو رہا پھر بعد کتنے دنون کے ملک صالح نے بادشاہ سے کہا کہ اگر
مرضی ہو تو ہم اب اپنے ملک کو جائین بادشاہ نے کہا اگرچہ ہم بدرجۂ ناچاری تمھین رخصت کرتے ہین
لیکن گلنار و بدر کو نہ بھولنا کبھی کبھی انکے دیکھنے کو تکلیف کیا کرنا اور مجھے بھی اپنی ملاقات سے ممنون کرتے
رہنا ملک صالح رخصت ہوکے ملک ممالک کو گیا اور یہان بادشاہ اور گلنار جون جون شہزادہ بدر بڑا
ہوتا اُسے دیکھ خوش ہوتے تھے اور گاہے ماہے ملک صالح اور گلنار کی مان بھی اُسے دیکھنے آجاتے
جب بدر قابل تربیت کے ہوا تھوڑے عرصہ مین لکھ پڑھ کے سب علم اور فنون مین کامل ہوا اور پندرہ
برس کے سن مین بادشاہ نے اُسے اپنا قائم مقام کرکے تخت سلطنت اُس کو سونپا اس نے اپنے

عدل سے خلق کو کمال راضی کیا اور کل اُمور سلطنت کو اُسنے اس خوبی سے انجام دیا کہ سب دیکھکر
حیران ہوے اور تھوڑے عرصہ مین اُسنے نظم و نسق سلطنت کا ایسا کیا کہ ہر ایک کے پسند آیا اور
اُسکی عقل و دانش خداداد پر ہزارون تحسین و آفرین کی جب سب امور دربار سے فراغت کر چکا باپ کے
ساتھ محل مین اپنی مان گلنار کے پاس گیا ملکہ گلنار نے اُسکو گلے لگایا اور بہت خوش ہوئی شاہ ایران نے
دو سال مین سب طرح اُسکی طرف سے اپنی خاطر جمع کر باہر شہر کے بود و باش اختیار کی اور اکثر اوقات
سیر و شکار مین مشغول رہنے لگا اور ملک بملک اور شہر بشہر جاتا اور نیک و بد پر مطلع ہو کے اُسکا تدارک کرتا
آخر بیمار ہوا اور زندگانی سے مایوس ہو کو وزیر اور اُمراء مملکت جمع کیے اور اُنسے اطاعت بدر کے لیے عہد و پیمان
لیے اور مر گیا اس حادثے سے سلطان بدر اور ملکہ گلنار نے بہت جزع و فزع کر کے اُسکو بڑے تجمل سے دفن کیا
بدر نے حسب دستور ایک مہینہ کامل گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنے باپ کے غم مین دن رات رویا کیا اس عرصہ
مین مان اور ملک صالح بھائی گلنار کا اپنے اقربا کے ساتھ وہان پہونچکر شریک اس ماتم کے ہوے جب
رسوم ماتم داری سے سب نے فراغت پائی ملک صالح نے ایکدن اپنی ہمشیرہ گلنار سے کہا تعجب ہی کہ تمکو
اب تلک کچھ خیال بدر کی کدخدائی کا نہین اگر تم کہو تو مین کوئی شہزادی اپنے ملکون مین جو قابل بدر کے ہو
تلاش کرون ملکہ گلنار نے کہا سبحان اللہ اس سے کیا بہتر کوئی شہزادی بدر کے قابل کہ بجمیع صفات کامل ہو
ڈھونڈھیے ملک صالح نے کہا مین تم سے ایک شہزادی کا حال بیان کرونگا جس وقت کہ بدر سو جائیگا گلنار
نے جانا کہ بدر سوتا ہی اور بدر نے ذکر شہزادی کا سُنکر اپنے تئین سوتا بنایا اور اپنا دھیان اُن کی باتون پر
رکھا ملک صالح نے حسب استدعا گلنار سے کہا اس امر مین احتیاط ضرور ہے کہ مبادا بدر کہین ذکر شہزادی کا
نہ سُن لے اور غائبانہ عاشق ہو کے اُس کے لیے آوارہ نہ ہو جائے اور حال اسکے باپ کا تمھین معلوم ہے کہ وہ
فرط نخوت سے کسی بادشاہ اور بادشاہزادے دریائی اور خشکی کو اپنے مقابل نہین سمجھتا خدا جانے درخواست
قبول کرے یا نہ کرے مگر بدر اُس کے عشق مین اپنے تئین ہلاک کرے گا اُس شہزادی کا نام جواہر ہے
اور اُسکے باپ کا نام سلطان سمندال ہے گلنار نے پوچھا کیا اب تک جواہر کہین بیاہی نہین گئی مین نے
بہت دن ہوے کہ اُسکو دیکھا تھا اُس وقت وہ آٹھ مہینے کی تھی اور اُسوقت مین کمال اُس کے حسن کا
شہرہ تھا اب تو عالم جوانی مین اُسکا کچھ اور ہی عالم ہوگا اپنا مثل نہ رکھتی ہوگی اور وہ بدر سے بڑی ہے
اور مین حیران ہون کہ تمھین اُسکی خواستگاری مین کیا دشواری معلوم ہوتی ہی ملک صالح نے کہا سلطان سمندال

ایسا مغرور ہو کہ کسی بادشاہ کو اپنے خیال مین نہین لاتا اور نہ مثل اپنے سمجھتا ہو مجھے نہین معلوم ہوتا کہ وہ منظور کرے بہرکیف مین اُس سے درخواست کرونگا مگر خبردار بدر اس حال کو نہ سُنے جبتک مین اُسکے باپ کو راضی نکرلون ڈرتا ہون کہ مبادا وہ اُسپر غائبانہ عاشق ہو کے اپنے تئین ہلاک کرے پھر دونون بہن بھائی دیر تک یہ ذکر کیا کیے آخر کو یہ قرار پایا کہ ملک صالح اپنے ملک کو چلا جائے اور ملک سمندال سے جواہر کی درخواست بدر کے لیے کرے پھر وہ بھائی بہن دونون بدر کو سوتا ہوا جانکر اپنے مکان کو چلے گئے اور بدر نے چپکے چپکے سب گفتگو سُنی اور تصویر جواہر شہزادی کی کہ انھون نے نکال کر دیکھی تھی دیکھکر اُسپر عاشق زار ہو گیا اور تمام رات جواہر کے خیال مین لوٹا کیا فجر کو اسی خیال مین اُٹھا اور کھانا پینا بولنا چالنا مطلق چھوڑ دیا جب ملک صالح اپنی بہن گلنار سے رخصت ہونے آیا بدر کا حال متغیر پا کے پوچھا اس نے اپنے عاشق ہونے کا حال جواہر شہزادی پر پوشیدہ کر کے کہا ماموں جان میرا دل یہان بہت گھبراتا ہو مجھے آپ اپنے ساتھ رکھیے اور اپنے ملک کو لے چلیے میرا ارادہ ہو کہ دو تین دن کے لیے شکار کھیلنے آپ کے ساتھ کسی طرف جاؤن اور دل مین قصد کیا کہ اس بہانے سے اپنے ماموں کے ساتھ ہو کر واسطے تلاش جواہر شہزادی کے نکل جاؤن۔ اس امر کو اپنی والدہ گلنار سے بھی چھپایا کہ وہ ہرگز میری جدائی کی روادار نہوگی اور بظاہر گلنار سے اجازت شکار کی مانگی اور اسباب و سامان شکار کا ہمراہ لے ملک صالح کے ساتھ ایک طرف روانہ ہوا اور مطلق اس راز کو ملک صالح سے نہ کہا یہانتک کہ ایکدن بسبب شدت حرارت آفتاب کے وہ تلاش مین شکار کے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اُسوقت کوئی افسر اور نوکر بدر کے پاس نہ تھا وہ ماندہ ہو کے اپنے گھوڑے سے اُترا اور اُسکو کسی درخت سے باندھ کنارے ایک ندی کے درختون کے سایے مین بیٹھ گیا اور ڈاڑھین مار کے رونے لگا دیر تک اسی حال مین بیٹھا رہا ادھر صالح گھبرایا اور ہر ایک سے اُسکا حال پوچھا کوئی نہ کہہ سکا کہ وہ کہان ہو پھر وہ آپ اُسکی تلاش کو نکلا اور دور سے دیکھا کہ نہایت سوز و گداز عشق سے زار زار رو رہا ہو تب اُسے یقین ہوا کہ بیشک اسنے حال جواہر کا مجھ سے سُنا اور اُسی کے عشق مین گرفتار ہوا پھر وہ گھوڑے سے اُترا اور اُسکو درخت سے باندھ آہستہ اُسکی آڑ مین کھڑے ہو کے سُنا کہ وہ ان باتون کو کہہ رہا تھا کہ میری نازنین شہزادی ملک سمندال کی تمھاری تصویر کو دیکھکر میرا یہ حال ہوا اور مجھے یقین ہو کہ تم دنیا کی سب شہزادیون بلکہ آفتاب و ماہتاب سے بھی حسن و جمال مین فائق ہو مین نے اپنے دلکو تمھاری نذر کیا مگر حیران

ہون کہ تمھین کہان جاکر ڈھونڈھون ملک صالح اُسکے پاس گیا اور کہا مجھے معلوم ہوا کہ تم نے سب باتین جواہر شہزادی کی جو میرے اور تمھاری مان کے درمیان مین کل ہوئی تھین سُن لین اور ہماری احتیاط کچھ کام نہ آئی بدر نے کہا کہ ماموں صاحب مین نے سب آپکی باتین سُنین اور جو امر کہ شدنی تھا ہوا اب اگر تم کو میری زندگی درکار ہے تو میری شادی کی درخواست اُسکے باپ سے کرکے راضی کرو ملک صالح نے اُسکی تسلی کی کہ تم اب اپنے شہر کو جاؤ مین ملک سمندال کو جاتا ہون بدر نے کہا تم کو میرے ساتھ کچھ محبت معلوم نہین ہوتی کہ مجھے اکیلے چھوڑے جاتے ہو اگر مجھے پیار کرتے ہو تو اپنے ساتھ لے چلو ملک صالح نے کہا بدون اطلاع اور اجازت ملکہ گلنار کے کیونکر مین تمھین لیجا سکتا ہون بدر نے کہا وہ مجھے خوشی سے کاہے کو اجازت جانیکی دینگی مجھے اپنے ساتھ لیچلو ملک صالح نے اپنی انگلی سے ایک انگشتری جسپر اسم اعظم کندہ تھا اُتار کر اُسے دی اور کہا اسکو تو اپنی انگلی مین پہن لے اور کچھ ذرا دریاے عمیق سے خوف نہ کیجیو جب بدر نے اُسے پہن لیا ملک صالح نے اُس سے کہا اب جو کچھ کہ مین کرون تو بھی اُسکو کیجیو پھر وہ دونون ہوا پر اُڑے اور کنارے دریا کے پہونچکر فوراً دونون اُس مین در آئے اور منازل دریائی طے کرنے لگے تھوڑے عرصہ مین دونون مملکت دریائی مین پہونچے اور ملک صالح بدر کو اپنی مان کے پاس لیگیا بدر نے اپنی نانی کو دیکھکر دست بوسی کی اور ہر ایک دوسرے کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر ملکہ نے اسکی خیر و عافیت پوچھکر حال ملکہ گلنار کا پوچھا بدر نے اپنی مان کی خیر و عافیت کہکر اُسکو تسلی دی پھر اُسنے دوسری شہزادیون سے جو اُسکے اقربا سے تھین بدر کو مُلوایا بدر اُنسے باتون مین مشغول ہوا ملک صالح نے فرصت پاکر اپنی مان سے خلوت مین حال عاشق ہونے بدر کا جواہر شہزادی پر اور اُسکی بیقراری کا بیان کیا اور کہا اب مین ملک سمندال کو جاتا ہون اور دختر ملک سمندال کی درخواست بدر کے لیے کرتا ہون اُسکی مان نے اُسے بہت ملامت کی اور کہا تجھکو حال بدمزاجی ملک سمندال کا کیا معلوم نہ تھا کہ تو نے تذکرہ اُسکا کرکے بدر کو اُسکے عشق مین ڈالا ملک صالح نے کہا کہ اگر خدانخواستہ کوئی صورت کتخدائی کی شہزادی کے ساتھ بدر کی نہوئی تو وہ بیشک اپنے تئین ہلاک کریگا اور مین اس امر مین کوشش کرتا ہون تمھارے نزدیک بھی صلاح ہے کہ سمندال مین جاکر اُس امر کی درخواست کرون اور پہلے کچھ تحفہ اُسکے حضور مین گذرانون اُسکی مان نے کہا کیا مضائقہ مگر ذرا سمجھ بوجھ کر اُس سے گفتگو کیجیو اور بدر کو یہان میرے پاس چھوڑ جائیو پھر اُس ملکہ نے اپنے پاس سے جواہر بے بہا بکثرت نکالے اور ایک صندوقچے مین رکھکر ملک صالح کو دیے

کہ یہ تحفہ گذرانیو بعد اسکے درخواست کیجیو ملک صالح نے صندوقچہ لیا اور اپنی فوج سے کئی ایک افسر اور سپاہیون کو انتخاب کر سمندال کو روانہ ہوا اور جلد پہونچکر بادشاہ سمندال کے پاس گیا بادشاہ نے اُسکی بڑی تعظیم کی اور تخت سے اُٹھ ملک صالح سے معانقہ کیا اور اپنے پہلو مین بٹھلایا ملک صالح آداب شاہی بجالا کے بیٹھ گیا پھر بادشاہ سمندال نے خیر و عافیت پوچھکر کہا اگر کوئی کام تمھارا ہو تو مین اُسکو بسر و چشم بجالاؤن ملک صالح نے کہا مین نے مدت سے آپکو نہین دیکھا تھا سوا اسکے ایک مطلب اور ہی اگر آپ سُنین تو عرض کرون پھر اُس نے صندوقچہ جواہرات کو اپنے ہاتھ سے گذرانا کہ اس ہدیۂ دوستانہ کو قبول فرمائیے بادشاہ سمندال نے اُسے قبول کیا پھر اُسنے بعد تمہید شایستہ کے مطلب اصلی بیان کیا اور کہا کہ مین بسبب یکجہتی کے کہ ہمیشہ سے درمیان میرے اور آپکے مربوط ہی بے تکلف اپنا گھر سمجھکر آیا ہون آپ کو خوب معلوم ہو کہ ہماری ہمشیرہ شہزادی گلنار ایک بڑے بادشاہ ایران کے ساتھ منسوب ہوئی تھی اُسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ ایسا حسین ہی اپنا نظیر نہین رکھتا اور زیور علم و دانش سے بھی آراستہ ہی شاہ ایران نے چودہ برس کے سن مین اسے اپنا ولیعہد کیا چنانچہ بعد رحلت اپنے باپ کے وہ شہزادہ فرمانروا اُس ملک کا ہی اب خدا کے فضل سے قابل شادی کے ہوا اسلیے ملتمس ہون کہ اُسکو اپنی فرزندی مین لے کر شہزادی جواہر کے ساتھ کہ آپکی دختر نیک اختر ہو کتخدا فرمائیے کہ سبب زیادتی محبت دونون سلطنت کا ہو شاہ سمندال اس پیغام سے نہایت برہم ہو کہنے لگا کہ ای ملک صالح آجتک مین تجھین بڑا عاقل جانتا تھا آج تمھاری عقل کیا ہوئی کہ ایسا سخن نامناسب منھ پر لائے اور میری لڑکی کا نام میرے سامنے لیا تم میرے رتبے سے کیا واقف نہین ان دونون سلطنتون مین زمین و آسمان کا فرق ہی مگر تمھاری موت تمھین یہان لائی ہی ملک صالح نے کہا آپ شاید یہ سمجھے کہ یہ درخواست مین نے اپنے لیے کی ہی ای بادشاہ یا مرد واسطے بدر بادشاہ ایران کے جو میرا بھانجا ہی عرض کرتا ہون بادشاہ سمندال نے برہم ہو کے کہا کہ تم نے مجھے آگے سے زیادہ گالی دی پھر تو نہایت غیظ میں آیا اور کہا ای ملعون تو نے میری دختر کو بدر گلنار کے بیٹے سے برابر کیا تیرا باپ کون تھا اور تیری ہمشیرہ کیا بلا ہی اور تیرا بھانجا کیا چیز اُسکا باپ نہ تھا مگر ایک حشرات الارض اور تو بھی علی ہذا القیاس پھر اپنے لوگون سے کہا اس شخص کا سر کاٹکر پھینکدو اُسکے افسرون نے چاہا کہ مار ڈالین ملک صالح فرصت پاکے اسیوقت اپنی اُن کی فوج بھیجی ہوئی مین جا ملا اُنھون نے کہا ہمین آپ ذرا حکم دیجیے پھر دیکھیے کہ ہم کیا کرتے ہین ملک صالح اُس فوج کو ہمراہ لیکر چڑھ گیا اور تھوڑے افسر

ٹے

اور لوگ جو دریا مین شاہ سمندال کے تھے اُنھین بھگا دیا اور شاہ سمندال کو قید کر لیا اور تھوڑے لوگون کو وہان
چھوڑ کر آپ مع اقربا اُسکے محل مین گیا تا اُسکی لڑکی کو پکڑ لے جواہر نے آگے اُس کے پہونچنے کے یہ خبر سنتے ہی
چند خواصون کے ساتھ دریا سے نکل راہ جزیرہ کی لی اور ایک جنگل مین جا چھپی بعضے خدمتگارون نے
ابتدائے حال مین غصہ شاہ سمندال کا دیکھ خبر حکم مار ڈالنے ملک صالح کی اُسکی مان سے جا کر کہی ملکہ کو
نہایت تشویش ہوئی اور بدر بھی اُسوقت نہایت اپنے دل مین پشیمان ہوا کہ افسوس میرے سبب سے
یہ سب آفت ملک صالح پر پڑی اب یہان رہنا کسی طرح صلاح نہین فقط دریا سے نکل راہ ایران کی
لی مگر راہ سے آگاہ نہ تھا گذر اُسکا اُس جزیرے مین جہان جواہر شہزادی چھپی تھی ہوا اور وہ تھک کے نیچے
ایک بڑے درخت کے بیٹھ گیا کہ تھوڑی دیر دم لون اتنے مین آواز آدمیون کی سنائی دی کہ آپس مین کچھ
باتین کرتے ہین ہر چند اُسنے چاہا کہ سنون لیکن اچھی طرح سُن نہ سکا آخر چپکے سے دبے پانون وہان گیا
جہان سے آواز آتی تھی وہان جواہر شہزادی کو بیٹھے ہوے دیکھ کر فریفتہ ہوا اور جانا کہ یہ بیشک شہزادی
جواہر ہے کہ اپنے باپ کو گرفتار دیکھ کے یہان آ چھپی پھر بدر نے اُس کے روبرو جا کر کہا الحمد للہ کہ مین
تمھارے دیدار سے مشرف ہوا آپ مجھے ایسے وقت مین اپنا رفیق کیجیے تا مین آپ کی سب طرح اعانت
کرون اُسنے کہا بہت بہتر مین بھی یہی چاہتی ہون کہ تم ایسا میرا رفیق ہو اور میرا نام جواہر ہے
اور مین بیٹی شاہ سمندال کی ہون اپنے محل مین آرام سے تھی ناگہان ایک شور سُنا اور ساتھی اُسکے

تصویر شہزادی جواہر کی مع خواصون کے جنگل مین چھپنے کی اور شہزادہ بدر کا اُس سے گفتگو کرنا

معلوم ہوا کہ ملک صالح نے ایک بارگی آکر میرے باپ کو قید کر لیا اور اُسکے لوگون کو مار کے نکال دیا مین نے اپنے تئین یہان آکر چھپایا بدر نے بے تامل اپنا سب حال مفصل اوس سے کہدیا اور کہا سبب اس جنگ وجدل کا مین ہی ہون میرا نام بدر ہے بادشاہ ایران کا بیٹا ہون میرے ماموں ملک صالح نے تمھارے باپ سے میری شادی کے لیے تمھارے ساتھ درخواست کی تھی جب تمھارے باپ نے انکار کر کے میرے ماموں کو ہلاک کرنا چاہا تو اُسنے تمھارے باپ کو قید کر لیا جواہر بدر کو دیکھکر مفتون اُس کے حسن و جمال کی ہوئی مگر جب اُسنے جانا کہ باعث اس سب مصیبت کا جو مجھپر اور میرے باپ پر پڑی یہی ہے اُسنے اپنا دشمن جانا اور اس سے بظاہر محبت کی اور کہا اے بدر مین تجھے دیکھکے کمال خوش ہوئی اور تو سزاوار ہے اس امر کا کہ تیری شادی میرے ساتھ ہو مگر میرے باپ نے بڑی غلطی کی اور وہ تجھے دیکھتا تو کبھی انکار نہ کرتا یہ کہکے جواہر نے اپنا ہاتھ آگے کو بڑھایا بدر نے نہایت خوش ہو کے اپنا ہاتھ بھی بڑھا کر چاہا کہ اُسکا ہاتھ پکڑ کے بوسہ دے شہزادی جواہر نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور بدر کے منھ پر تھوک دیا تا کہ مجھ پر سحر کرنے کے لیے پیدا ہوا اور کہا اے کمبخت اپنی شکل چھوڑ اور چڑیا سرخ پشت اور پانون کی بنجا سلطان بدر چڑیا بنگیا پھر جواہر نے ایک خواص سے کہا کہ اس جانور کو جزیرہ خشک بے آب مین لیجا کے چھوڑ دے وہ جزیرہ فقط ایک پہاڑ تھا جس مین پانی کا نشان نہین خواص اس چڑیا کو پکڑ کر لے چلی راہ مین اُسے بدر پر بہت رحم آیا اپنے دل مین کہا یہ شہزادہ ناز و نعمت مین پلا ہے اس جزیرہ بے آب و دانہ مین بھوک پیاس سے مر جائیگا اور یہ شہزادی کہ نہایت رحیم و کریم ہے گو اس وقت غیظ مین آکر ایسی بدسلوکی سے پیش آئی مگر بعد فرو ہونے غصے کے پچتائیگی بہتر یہ ہو کہ اُسے ایسی جگہ چھوڑا چاہیے کہ نہ مرے وہ خواص اُسے ایک جزیرہ آباد مین چھوڑ آئی جہان بڑی آبادی تھی اب یہان سے حال ملک صالح کا سنیئے اُسکے افسرون نے ہر چند جواہر شہزادی کو ڈھونڈھا مگر نہ پایا آخر ملک صالح نے حکم کیا کہ بادشاہ سمندال کو اُسی مکان مین بسختی قید رکھو اور ایک افسر واسطے خبرگیری کے مقرر کر کے آپ اپنی ماں کے پاس آیا اور سب حال بیان کیا پھر جب اُسنے سُنا کہ بدر کسی طرف چلا گیا گھبرا کے اسکا حال ملکہ سے پوچھنے لگا ملکہ نے کہا جس روز مین نے تمھاری مغلوبی کی خبر سُنکر یہان سے فوج دوسری بھیجی تھی اسی روز سے بدر گم ہے اُسکا کچھ حال معلوم نہین شاید کسی طرف چلا گیا ملک صالح نہایت مغموم اور شرمندہ ہوا کہ مین نے جسکی خوشی کے لیے یہ مصیبت اُٹھائی وہی شخص اب

ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا ملکہ گلنار کو کیا منھ دکھاؤنگا پھر اُسنے دور دور چارون طرف اپنے افسرون کو اُسکی تلاش کے لیے بھیجا مگر کہین اُسکا ٹھکانا نہ لگا تب ملک صالح آپ ملک سمندال کو گیا اسی روز گلنار اپنے دار الملک سے نزدیک اپنی مان کے پہونچی وجہ آنے کی یہ ہوئی کہ جسدن گلنار کا فرزند بدر شکار کو گیا تھا اور رات کو پھر نہ آیا بیقراری اُسپر طاری تھی وہ سمجھی کہ شاید کسی شکار کا تعاقب کیا ہوگا مگر جب وہ کئی دن تک غائب رہا تب وہ نہایت بیقرار ہوئی اور اُن افسرون سے جو شکار مین شریک تھے اُن دونون کا حال پوچھا اُنھون نے کہا اُن دونون نے ایک شکار کے پیچھے اتنا تعاقب کیا کہ ہماری نظر سے غائب ہو گئے ہر چند ہم نے کئی روز جا بجا ڈھونڈھا مگر نہ پایا لیکن دونون کے گھوڑے البتہ ہمارے ہاتھ لگے ملکہ گلنار نے دل مین کہا کہ ماموں بھانجے دونون شاید مملکت دریائی مین گئے ہونگے پھر اُن افسرون کو حکم کیا کہ تم اب اُس جگہ جا کر خوب تلاش کرو پھر ملکہ گلنار نے قصد ملک دریا کا کرکے بے اطلاع خواصون کے اپنے تئین دریا مین ڈالا اور تھوڑے عرصہ مین اپنی مان کے گھر پہونچی مان اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئی پھر اُس سے کہا کہ شاید تم نے بدر کی موجودگی یہان سُنکر تکلیف کی ہے اُس کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب وہ اپنے ماموں کے ہمراہ یہان آیا تو مین اُسے دیکھکر کمال خوش ہوئی تھی مگر جب اُس کے ماموں نے سمندال مین جا بادشاہ سمندال سے درخواست شادی جواہر شہزادی کی اس کے واسطے کی شاہ سمندال نے اس بات سے نہایت برہم ہو کے ارادہ ملک صالح کے قتل کا کیا اُس کے آدمیون نے مجھ سے آکر یہ سب حال کہا مین نے فوراً فوج اُسکے پاس بھیجدی چنانچہ ملک صالح اُسپر غالب ہوا مگر بدر ماموں کی مغلوبی کا حال سنکر یہان سے کسی طرف بے اطلاع چلا گیا ہو اور اُس کا ماموں بادشاہ سمندال کو قید کرکے میرے پاس آیا تھا جب اپنے بھانجے کی خبر گم ہو جانے کی سُنی پھر سمندال کو اُسے ڈھونڈھنے گیا گلنار یہ حال سُنکر بہت روئی اور ملک صالح کو بہت ملامت کی اسکی مان نے کہا واقعی اس سے بڑی خطا ہوئی لیکن مجھے یقین پڑتا ہے کہ بدر جلد تم کو آکر ملیگا تم خاطر جمع رکھو اور اسکے ملک کی حفاظت جا کے کرو گلنار مان سے رخصت ہو کے ایران مین پہونچی اور اُن افسرون کو جو بدر کو ڈھونڈھنے گئے تھے بلوایا اور کہا کہ وہ جلد یہان آیا چاہتا ہے پھر گلنار نے حکم کیا کہ تم اس خبر کو تمام قلمرو ایران مین مشتہر کرو وزیر اعظم اور اہل دفتر وہان کے اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہوے اور بدلجمعی تمام اپنے اپنے کام کرنے لگے یہان سے پھر حال

سلطان بدر کا لکھا جاتا ہے جب خواص جواہر کی بدر کو جزیرہ آباد مین چھوڑ آئی بدر اپنے تئین تنہا اور قالب حیوان مین پا کے نہایت متحیر ہوا کہ مین کہان ہون اور ایران کسطرف ہے بہرحال وہ دن کو مانند اور چڑیون کے اُس جزیرہ مین چرتا چگتا اور رات کو درختون پر جا بیٹھتا اب کئی دن کے ایک چڑیمار وہان آیا اور اس چڑیا کو نئی وضع کا دیکھ کر نہایت حیران ہوا اور دل مین کہا مین نے تمام عمر مین ایسی چڑیا خوبصورت نہین دیکھی غرض اُسنے جال کو بچھا کر اُسے پکڑا اور اُسے علیحدہ سب چڑیون سے ایک پنجرے مین رکھ شہر کی طرف لیگیا جب چوک مین پہونچا شہر کے لوگ اُس چڑیا کو نئی شکل کا دیکھ کر گرد چڑیمار کے جمع ہوے ایک شخص نے اُسکا مول پوچھا شکاری نے کہا میان تم اسے کیا کروگے اُسنے کہا ہم اس کے کباب بنائینگے شکاری نے کہا تم اسکو نہ لے سکوگے بہت دوگے اسکی قیمت تو ایک اشرفی اور مین اس قیمت کو کبھی نہ بیچونگا مین تو اسے بادشاہ کے حضور مین گذرانونگا یقین ہے کہ وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوگا اور مجھے بہت کچھ انعام دیگا یہ کہہ کے شکاری بادشاہ کی ڈیوڑھی پر گیا اتفاقاً بادشاہ بالاخانے پر بیٹھا ہوا سیر بازار کی کر رہا تھا کہ یکایک نظر اُسکی اس چڑیا پر پڑی دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور ایک خواجہ سرا سے کہا جا اس چڑیا کو مول لا خواجہ سرا نے آکر چڑیمار سے اسکی قیمت پوچھی اُسنے کہا مین اسے بادشاہ کی نذر گذرانے کے لیے لایا ہون اور پنجرہ اُس چڑیا کا اُس کے حوالے کیا خواجہ سرا پنجرے کو بادشاہ کے حضور مین لے گیا بادشاہ نے دس اشرفیان اُسے دلوا کر رخصت کیا اور حکم دیا کہ اس چڑیا کو سونے کے پنجرے مین رکھو اور کلھیان دانے پانی کی جواہرات کی لگاؤ اُسوقت بادشاہ کہین سوار ہوکے چلا گیا جب وہان سے پھر آیا تو وہ پنجرہ اپنے آگے منگوایا اور اُس چڑیا کو اپنے ہاتھ پر بٹھالیا اور خواجہ سرا سے پوچھا کہ اسنے دانہ پانی کچھ کھایا پیا اُسنے عرض کیا ذرا بھی نہین بادشاہ نے ہر قسم کے کھانے دسترخوان پر چنوا دیے اور اُس چڑیا کو بٹھا دیا وہ چڑیا دسترخوان پر جا بیٹھی اور ہر ایک رکابی سے کود کود کے کھانے لگی بادشاہ نہایت متعجب ہوا اور ایک خواجہ سرا سے کہا ملکہ کو بلا لا تا وہ بھی یہ تماشا دیکھے خواجہ سرا نے ملکہ کو پیغام پہونچایا وہ فوراً آئی اور اُس چڑیا کو دیکھتے ہی مُنھ چھپا لیا بادشاہ نے پوچھا کہ بی بی یہان کون نامحرم ہے جس سے تم نے منھ چھپایا ملکہ نے کہا یہ جانور جسے تم چڑیا سمجھتے ہو چڑیا نہین بدر نامے بادشاہ ایران کا بیٹا ہے ملکہ گلنار کا جو شہزادی ملکون دریائی سے مشہور ہے اور بھانجا ملک صالح اور نواسہ ملکہ فراشی کا اور اسے جادو سے جواہر

شہزادی

شہزادی ملک سمندال نے غصہ مین چڑیا بنا ڈالا اسواسطے مین نے اپنا چھپایا بادشاہ نے یہ سُنکر بڑا قلق کیا اور ملکہ سے کہا کسی طرح یہ بادشاہ پھر اپنی صورت اصلی پر آسکتا ہی اُس نے کہا آپ ذرا دوسرے حجرے مین اس چڑیا سمیت تکلیف کیجیے مین اسکو ایکدم مین اصلی صورت پر لاتی ہون بادشاہ اُس چڑیا سمیت دوسرے مکان مین گیا ملکہ نے ایک پیالہ پانی پر کچھ کلمات پڑھنے شروع کیے کہ بادشاہ اُنکو مطلق نہ سمجھا یہان تک کہ وہ پانی کھولنے لگا تب ملکہ نے تھوڑا پانی بادشاہ کو دیا بادشاہ نے چڑیا پر چھڑک یہ لفظین کہین کہ ببرکت ان کلمات کے جو ملکہ نے اس وقت پڑھے ہین خدا کے حکم سے اپنے قالب اصلی مین توآ بدر بادشاہ فوراً اصلی صورت مین آگیا وہ بادشاہ اسکو ایک جوان حسین دیکھکر بہت خوش ہوا اور بدر اسکے قدمون پر گر کر خدا کا شکر بجا لایا اور بادشاہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور بہت شکرگزاری کی بادشاہ نے اُسے اپنے گلے سے لگایا اور بڑی تسلی کی بدر نے اُسی طرح اُس ملکہ کی بڑی شکرگزاری اور دعاے خیر کی ملکہ اپنے مکان کو چلی گئی پھر اس بادشاہ نے بدر کو دسترخوان پر اپنے ساتھ بٹھلایا اور سبب جواہر شہزادی کے جادو کرنے کا پوچھا بدر نے سب حال اُس سے کہا بادشاہ نے سب حال سُنکر کمال حیرت سے کہا جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اب تمھاری کیا مرضی ہی بدر نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ تمام عمر خدمت مین حاضر رہون کہین نہ جاؤن لیکن مدت گذری کہ مین اپنے ملک سے نکلا ہون اسلیئے منظور ہی کہ اپنی مملکت کو جاؤن اور وہان کا انتظام کرون امیدوار ہون کہ ایک جہاز مجھے عنایت ہو تا اپنے ملک کو پہونچون بادشاہ نے اپنے اہلکارون کو حکم کیا کہ جلد ایک جہاز تیز رفتار سازو سامان سمیت تیار کرو چنانچہ جہاز تیار ہوا اور بدر اس پر سوار ہو دس دن تک باآرام تمام مسافت طے کرتا رہا گیارھوین دن ایک طوفان عظیم ایسا پیدا ہوا کہ رسیان جہاز کی ٹوٹ گئین اور وہ ایک پہاڑ سے ٹکر کھا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اکثر اہل جہاز ڈوب گئے تھوڑے لوگون کی جان بچی جن مین بدر بھی ایک ٹوٹے ہوے تختے پر بہتا ہوا کنارے پر پہونچا وہان سے ایک شہر قریب تھا اسنے کشان کشان اپنے تئین خشکی مین پہونچایا اور پانی سے نکل کر چاہتا تھا کہ کسی طرف کو جائے یکایک گھوڑے گاے بیل خچر وغیرہ چارون طرف سے دوڑے اور شوروغل مچاکر اسکو دریا کے باہر آنے سے مانع ہوئے اور شہر کی طرف جانے سے باز رکھا بدر اُن سے بچکر ایک کھوہ مین پہاڑ کی جا چھپا اور دم لے کے اپنے کپڑے سکھائے جب ذرا طاقت آئی تب

اُسنے شہر کے اندر قصد جانے کا کیا شہر کے دروازے پر پھر سب اُس قسم کے جانوروں نے جمع ہو کے اُسے روکا وہ جانور گویا اشارہ کرتے تھے کہ یہ شہر بہت بُرا ہے اسمین جا کر مصیبت مین پڑیگا بدر بہرکیف شہر کے اندر گیا اور اس شہر کو نہایت اچھا اور وسیع اور صاف پایا مگر کسی آدمی کو نہ دیکھا بہت متحیر ہوا اور سمجھا کہ شہر کا آدمیون سے خالی ہونا اور جانورون کا جمع ہو کے مسافر کو باز رکھنا خالی بھید سے نہین کچھ نہ کچھ اسرار ہے پھر وہ جرأت کر کے آگے گیا تو اُسنے دکانون کو بے دکانداروں کے پایا اور اسی طرح تمام شہر مین پھرا نہین آدمی نہ دیکھا پھر بازار مین آگے ایک کانبڑا اچھے اچھے میوے رکھے دیکھے اور وہان ایک پیر کو بیٹھا ہوا پایا اور دیکھا کہ میوے صاف کر کے دوکان مین رکھتا جاتا ہے بدر نے اُس سے صاحب سلامت کی وہ بدر کو دیکھ کر اور

تصویر بدر کی شہر کیطرف جانے اور گاؤن بھینسون بیلون خچرون وغیرہ کے مانع آنیکی

حسن و جمال اور وضع شاہانہ ملاحظہ کر کے متعجب ہوا کہ یہ کیونکر اس شہر مین پہونچا پھر اُسنے جواب سلام دیکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کدھر سے آئے بدر نے مختصر حال اپنا اُس سے بیان کیا اُس بڈھے نے پوچھا تمنے اس شہر مین کسی آدمی کو دیکھا بدر نے کہا نہین بڈھے نے کہا جلد اندر چلا آ اور باہر نہ کھڑا رہ مبادا کسی مصیبت مین گرفتار ہو جاے مین اس شہر کا حال تجھ سے کہونگا بدر اندر دکان کے جا کر اُسکے پاس بیٹھ گیا بڈھے نے بدر کو پہلے کھانا کھلایا پھر یہ کہا کہ اس بستی کا نام شہر جادو ہے اور حاکم اسکی ایک شہزادی خوبصورت ہے کہ مثل اپنا

۲۲

روے زمین پر نہین رکھتی اور جادوگری مین بےنظیر وہ سب جانور جو تمھین لب دریا اور لب شہر روکتے تھے ہر ایک آدمی تھا اس ملکہ نے اپنے جادو سے اُن کو جانور بنا رکھا ہی اگر کوئی جوان حسین مانند تمھارے اس شہر مین آنکلتا ہی تو اس شہزادی کے جاسوس دیکھکر بعضون کو برغبت و بعضونکو بجبر اُسکے پاس لیجاتے ہین وہ شہزادی اول بظاہر اسکی ایسی خاطر کرتی ہی کہ وہ سمجھتا ہی کہ شہزادی اُس پر مرتی ہی آخر ناخوش ہوکر اُسکو جانور بنا کے چھوڑ دیتی ہے اگر کوئی مسافر بھولے سے یہان آتا ہی تو وہ جانور اُسے مانع ہوتے ہین مگر مسافر انکے مطلب کو نہین سمجھتا اور اُس ملکہ کے ہاتھ مین پڑکر آخر جانور ہو جاتا ہے بدر بڈھے سے یہ حال سُنکر اپنے دل مین بہت گھبرایا اور کہا کہ ایک جادو سے ابھی نجات پائی تھی اب دوسری کے ہاتھ مین پڑا مین عجب بدقسمت ہون پھر سب اپنا حال اُس مرد پیر سے کہا اُسنے اُسکے حال پر افسوس کیا اور اسکی تشفی کی کہ اگرچہ حال یہان کا اور یہان کی ملکہ کا ایسا ہی جیسا مین نے کہا مگر تو خوش قسمتی سے میرے پاس آیا اب تو اس دُکان کے اندر رہا کر اور جو مین کہون وہ کیا کر اور یہان کسی سے سروکار نہ رکھ مجھے یہان کے باشندے سب جانتے ہین تو سب مصائب سے محفوظ رہیگا بدر اُس بڈھے کی بہت شکرگزاری کرکے اُس دُکان پر بیٹھا اور جو کوئی اُسکو وہان بیٹھا ہوا دیکھتا تو اُسکی جوانی اور خوبصورتی پر تاسف کرتا اور حیران ہوتا کہ یہ جوان کیونکر اس ملکہ کے ہاتھ سے ابتک بچا اکثر لوگ بدر کو اُس بڈھے کا غلام جانتے اور وہ بڈھا اُن سے کہتا کہ صاحبو یہ جوان میرا بھتیجا ہی غلام نہین باپ اسکا مر گیا مین نے بسبب بے اولادی کے اسے اپنا فرزند کیا اور اپنے ملک سے اسے بلا بھیجا تا میرے پاس رہا کرے وہ سب یہ حال سنکر بڈھے کو مبارکباد دیتے اور کہتے کہ جتنا ہم اس مرد سے خوش ہوے اُتنا ہی ہمکو رنج ہوتا ہی جب ہم خیال کرتے ہین کہ ملکہ اس جوان کو دیکھتے ہی اپنے ساتھ لیجاویگی بعد چند روز کے وہی سلوک اسکے ساتھ کریگی جیسا اورون کے ساتھ کیا بڈھا انکی شکرگزاری کرتا کہ جو حق دوستی کا ہی تمنے ادا کیا مگر مجھے یقین ہی کہ جب ملکہ اس جوان کو طلب کریگی تو مین اُس کی خدمت مین عرض کرونگا کہ میرا بھتیجا ہی مین اسے اپنی فرزندی مین لایا ہون ملکہ میری خاطر سے کچھ تعرض نہ کریگی غرض بدر ایک مہینے تک اُس بڈھے کے ساتھ نہایت آرام سے رہا اور کسی طرح کی اُسے بے آرامی نہین پہونچی ایک دن بدر اُس دکان پر بیٹھا تھا یکایک سواری ملکہ کی جاتی ہوئی دیکھی در وہ اُٹھ کے اندر دکان کے گیا اور اُس بڈھے سے پوچھا یہ سواری کس کی آتی ہی اُسنے کہا اُسی ملکہ کی جسکا حال

مین نے تمسے کہا تھا مگر تم کچھ ڈر و نہین اپنی جگہ پر بیٹھے رہو پھر بدر نے دیکھا کہ ملکہ کی اردلی کے سپاہی ہزار
جوان سب لباس ارغوانی پہنے اور تلوارین علم ہاتھ مین لیے ہوے جاتے تھے اور ان مین کوئی افسر
ایسا نہ تھا کہ بڈھے سے آکے سلام علیک نہ کرتا اور پیچھے اُنکے اُسی قدر ایک جماعت خواجہ سراؤن
کی کہ بھاری کمخاب کی قبایئن پہنے ہوے اچھے ساز و یراق سے گھوڑون پر سوار نکلے جب برابر دکان کے
آئے تو اُن کے افسرون نے بھی اس بڈھے سے صاحب سلامت بڑے تپاک سے کی اور انکے بعد ایک
گروہ عورتون کا کہ سب جوان ہمسن اور ہم حسن پوشاک عمدہ اور زیور مرصع پہنے ہوے برچھیان ہاتھون
مین پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم بقدم جاتا تھا اور انکے حلقہ مین ملکہ لیپ اسپ گلگون پر سوار کہ جسکا زین
و ساز سب سونے کا اور جا بجا بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے جڑے ہوے تھے بڑے تجمل سے چلی آتی
تھی اُن سب عورتون نے بھی اُس بڈھے کو جھک جھک کر سلام کیا جب سواری ملکہ کی مقابل
دکان کے آئی ملکہ نے دیکھتے ہی بدر کو اُس پر عاشق ہو گھوڑے کی باگ روکی اور ٹھہرتے ہوے عبداللہ
اُس بڈھے کا نام پکارا اور پوچھا کہ یہ جوان نازنین حسین کیا تمھارا غلام ہی عبداللہ نے دست بستہ عرض
کیا کہ یہ جوان میرا بھتیجا ہی بہت دن ہوے کہ باپ اسکا مر گیا مین نے بسبب لا ولدی کے اپنا
فرزند کیا اور اپنے پاس بلا کے رکھا کہ بعد میرے میرا وارث ہو ملکہ بدر کو دیکھ کے نہایت مشتاق ہوئی
اور چاہا کہ کسی طرح اُسکو عبداللہ سے لیکر وصل سے اُسکے کامیاب ہو یہ سوچکر کہا میرے اچھے باپ
اس جوان کو مجھے دو مین قسم آگ ور روشنی کی کھاتی ہون کہ اُسے بہت اچھی طرح رکھونگی اور کسیطرح اُسکو
رنج نہ دونگی اور مین ہمیشہ تیری ممنون رہونگی عبداللہ نے کہا بھتیجا میرا آداب شاہی سے واقف نہین
اسلیے مین حضور کی خدمت مین بھیجنے سے تامل کرتا ہون ملکہ نے کہا اس امر کا تم کچھ خیال نکرو ایکدن
مین واقف ہو جائیگا اور مین بحلف اقرار کرتی ہون کہ مین اسکو کوئی تکلیف نہ دونگی عبداللہ نے کہا
مین راضی ہون مگر کل وہ آپکی حضور مین حاضر ہوگا ملکہ لیپ راضی ہو کے اپنی فوج اور نوکرون
سمیت وہان سے گئی عبداللہ نے بدر سے کہا اس ملکہ نے تمھارے واسطے اسقدر اصرار کیا جیسا تمنے
دیکھا اگر مین انکار کرتا خدا جانے غصے سے میرے اور تمھارے حق مین کیا کرتی اور جو اُسنے آتش کی کہ
اُسے اپنا معبود جانتی ہی قسم کھائی یقین ہی کہ تمھارے ساتھ کسیطرح کی برائی نہ کرے اور مین تمھاری ہمیشہ
خبر لیا کرونگا اور اُسکے دربار کے سب لوگ مجھ سے نہایت راہ و رسم رکھتے ہین وہ سب بھی تمھاری مدد کرینگے

غرض بدر کی تسلی ہوئی اور اپنے مقسوم پر راضی ہو کر کہا جو میری قسمت مین ہو ضرور وہ سب ظہور مین
آئیگا عبد اللہ نے کہا تم ذرا اندیشہ نہ کرو ملکہ لیب باوجود سحر سازی کے کسی طرح میرے خلاف نہین
کر سکتی اور اگر کریگی تو کچھ پیش نہ جائیگا مگر قبل جانے کے یہ بات میری یاد رکھو کہ ملکہ اپا ک آخر کو ارادہ
بدسلوکی کا کریگی اسوقت چاہیے کہ تم ہوشیار رہو اور جو امر کہ خلاف معمول اس سے دیکھیو اسکی اطلاع
مجھ سے جھٹ پٹ کیجیو دوسرے دن وہ جادوگرنی عبد اللہ کی دکان کے پاس ہو کر اپنی اسی شوکت
وحشمت کے ساتھ نکلی اور کھڑے ہو کے عبد اللہ سے کہا تمھارے بھتیجے کے اشتیاق مین تمام رات مجھکو نیند نہین
آئی اب تم اپنے وعدہ کو وفا کرو عبد اللہ نے ہر طرح اس سے معاہدہ لے کر بدر کو اسکے ہمراہ کر دیا ملکہ نے
عبد اللہ کی شکر گزاری کی اور ایک توڑا اشرفیون کا عبد اللہ کو دیا ہرچند اسنے عذر کیا مگر ملکہ کی حجت سے
بمجبوری لیکے آداب بجالایا پھر ملکہ نے بدر کو ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار کر کے عبد اللہ سے پوچھا کہ تمھارے
بھتیجے کا کیا نام ہو اسنے کہا بدر ملکہ نے کہا بڑی غلطی کی اسے شمس کہنا مناسب تھا غرض بدر گھوڑے پر سوار
ہو کر ملکہ کے پیچھے ہولیا ملکہ اسے آگے بلا اور اپنے تئین بائین طرف کر کے محل کو روانہ ہوئی راہ مین شہر کے لوگ
بدر کو دیکھتے اور خوش ہوتے اور ملکہ کی طرف بنظر کراہت دیکھتے اور آپس مین اسکی بدخصلتی پر نفرین
کرتے کوئی کہتا کہ اسنے نیا شکار پایا ہو آخر اسکے ساتھ بھی وہی سلوک کریگی جو اورون کے ساتھ کیا ہی
حق تعالی اس جوان پر رحم کرے دوسرا کہتا تھا کہ اگر یہ جوان خوش نصیب ہوتا تو اس موذی کے چنگل مین نہ
پڑتا پھر ملکہ محل مین جا کے بدر بادشاہ کا ہاتھ پکڑ اپنی خواصون اور خواجہ سراؤن سمیت خاص محل مین گئی جسکا
بالکل اسباب اور سامان سونے کا مرصع جواہرات سے تھا اور سب اپنے مکانات اور باغ مین اسکے
واسطے سیر کے لے گئی بدر ہر ایک مکان اور چیز دیکھ کر خوشامد کی راہ سے تعریف کرتا اور اس کی فصاحت
اور بلاغت اور نشست و برخاست سے سب محل کے لوگون نے جانا کہ یہ بھتیجا عبد اللہ کا نہین معلوم ہوتا
بلکہ کوئی شہزادہ کسی سرزمین کا ہو پھر ملکہ نے بدر کے ساتھ کھانا کھایا اور بعد کھانا کھانے کے ایک گلاس
نفیس شراب کا سلامتی بدر کے پیے پیا اور بدر نے بھی ایک گلاس سلامتی ملکہ نوش کیا پھر گانے والی خواصین
گانے بجانے لگین دیر تک یہی شغل رہا جب رات بہت گئی دونون نے پلنگ پر جا کر آرام کیا فجر کو دونون
حمام مین گئے اور نفیس پوشاکین تبدیل کین اور خاصہ تناول کیا پھر دیر تک سیر باغ کی اور باہم اختلاط
کرتے رہے یہان تک کہ رات ہوئی اور بعد کھانے اور دور شراب کے آرام کیا اسی طرح سے

چالیس روز تک اُس ملکہ نے بدر کے ساتھ بڑے عیش سے بسر کی اب اُس نے چاہا کہ اُسکے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو اوروں کے ساتھ کیا تھا چنانچہ ایک شب کو کہ دونوں موافق معمول کے چھپر کھٹ پر سوتے تھے آدھی رات کو ملکہ بیدار ہوئی اور بدر کو کہ جاگتا تھا سوتا جان کر پلنگ سے چپکی اُٹھی بدر سوچا کہ یہ کسی نئی بات کے لیے اُٹھی ہو پس اپنے تئیں وہ بھی سوتا بنا کر اُسکی طرف دیکھنے لگا ملکہ نے ایک صندوقچہ کھولا اور اُس میں سے ایک چھوٹا بکس زرد سی ہوئی مٹی سے بھرا نکالا اور ایک جانب اُس کمرے کے جادو سے ایک چشمہ صاف پانی کا پیدا کیا بدر ڈر سے لرزنے لگا اور اپنے تئیں ایسا بےحس و حرکت بنایا کہ ملکہ نہ جانے کہ یہ جاگتا ہے پھر اُسنے ایک کوزہ پانی کا اُس چشمہ سے بھر لیا اور اس پانی کو ایک برتن میں کہ تھوڑا سا میدہ اُسمیں تھا ڈال کر گوندھا اور دیر تک اُسے اپنے ہاتھ سے خمیر کرتی رہی بعد اسکے کئی ایک دوائیں چھوٹی چھوٹی ڈبیوں سے نکال کر اُسمیں ملائیں اور اُسکی ایک ٹکیہ بطور کلچے کے بنائی اور آگ بہم پہونچا کے بہت سے کوئلے سلگائے اور اُس کلچے کو ایک آہنی توے پر رکھ اُن کوئلوں پر لگایا جب وہ روٹی پک چکی تب اُسنے اس توے اور دوسری چیزوں کو جہاں سے نکالا تھا وہیں رکھدیا اور وہ چشمہ بھی اُسکے افسون پڑھنے سے غائب ہوگیا اور اُس کلچہ کو احتیاط سے کسی حجرے میں رکھ کے آپ پھر آکر بدر کے ساتھ سو رہی بدر نے وہ سب حال دیکھکر جانا کہ اس میں کچھ فنی ہے بہر حال یہ حال عبداللہ سے کہا چاہیے غرض صبح کو دونوں حمام میں گئے اور لباس تبدیل کیا بدر نے ملکہ سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں گھڑی سکنڈ اپنے چچا عبداللہ کو دیکھ آؤں ملکہ نے کہا دیکھ آؤ پھر اُسے ایک گھوڑا سونے کے ساز و یراق کا دیکر رخصت کیا جب بدر عبداللہ کے گھر پہونچا عبداللہ اُسے دیکھکر خوش ہوا اور پوچھا کہ کہو تم نے اس ساحرہ کو اپنے حق میں کیسا پایا بدر نے کہا کہ اب تک مجکو اُسنے معشوقوں کی طرح رکھا مگر رات کے حال سے میرے دل میں کچھ شبہہ گذرتا ہے کہ اُسنے مجھے غافل سوتا سمجھکر ایسا ایسا کیا اور کلچہ پکا کے رکھا اب تم کچھ ایسی تدبیر بتاؤ کہ میں اسکے فریب سے بچوں عبداللہ نے مسکرا کے کہا ہر چند اس مکارہ نے تمھاری خاطر کی ہو اور تمکو جانور بنانا چاہا ہے مگر خوب ہوا کہ تم نے مجھے آگے سے خبردار کر دیا اب تم کچھ نہ ڈرو میں اسکی تدبیر بتاتا ہوں پھر عبداللہ نے دو کلچے اُسے دے کر کہا انکو اپنے پاس رکھو جب رات کو وہ عورت اپنے کلچے کا ٹکڑا تمھیں کھانے کو دے تو تم اُسے چالاکی سے اپنی آستین میں چھپا لینا اور اس کلچے کا ٹکڑا جو میں نے دیا ہے کھا لیو اور جب وہ جانے گی کہ تم نے اسکا

کلیجہ کھایا تو تمکو قصد جانور بنانیکا کریگی مگر تم پر کچھ اثر اسکے افسون کا نہ ہوگا پھر تم اُسی کا کلیجہ بزور اسے کھلائیو
وہ البتہ اُسکو کھائیگی پھر تم تھوڑا پانی اپنے ہاتھ مین لیکر اُسکے چہرے پر چھڑک کے کہیو اپنے قالب کو چھوڑ اور
دوسرے قالب مین آ اُسیوقت وہ اُس قالب مین جس جانور کا نام لوگے ہو جائے گی پھر تم میرے پاس
اُسے لے آئیو مین جو مناسب ہوگا کرونگا بدر عبداللہ کی اس تدبیر سے نہایت شاکر ہوکے ملکہ پاس
پھر آیا ملکہ اسے دیکھ کر کہنے لگی ای بدر تم نے بہت دیر کی مین تمھارے لیئے بہت بیقرار تھی بدر نے کہا مین
تم سے زیادہ بیقرار رہا مگر چچا کی ملاقات مین کچھ دیر ہوگئی ہر چند اُسنے میرے لیے کھانا پکوایا تھا لیکن مین نے
فقط کلیجے پر اکتفا کی اور اُسے اپنے ساتھ لیے آیا چنانچہ ایک کلیجہ دکھا کے کہا کہ بی بی اس مین سے کچھ تم بھی کھاو
ملکہ نے کہا مین کھاؤنگی چچا تمھارا میرا بڑا دوست ہے مگر پہلے تم ذرا میرا کلیجہ کہ مین نے تمھارے پیچھے بنایا تھا
کھاو بدر نے کہا بہت اچھا مین تمھاری اس عنایت کا شکر بیان نہین کر سکتا پھر اسنے ٹکڑا اس کلیجے
کا لیکر اپنی آستین مین رکھ لیا اور ٹکڑا دوسرے کلیجے کا جو عبداللہ نے اُسے دیا تھا توڑ کر کھایا اور بڑی
تعریف کی کہ بی بی اس ذائقے کا کلیجہ مین نے اپنی عمر بھر نہین کھایا جب اُس ساحرہ نے جانا کہ بدر نے
میرا بنایا کلیجہ کھایا پانی اُسکے منھ پر چھڑک کے کہا اپنی صورت اصلی کو چھوڑ ایک کانے لنگڑے بدصورت
گھوڑے کی صورت بنجا اس افسون نے کچھ اثر نہ کیا ملکہ نے بہت تعجب کیا کہ اُس کلیجے اور میرے افسون
نے کچھ تاثیر نہ کی آخر بدر نے کہا بی بی ہم نے تمھارا کلیجہ کھایا نہایت مزے کا تھا اب تم ہمارے
کلیجے کو کھاؤ پس وہی کلیجہ کہ اُسی ساحرہ کا بنایا ہوا تھا دیا ملکہ جانتی تھی کہ یہ وہ کلیجہ ہے جو عبداللہ کے
پاس سے لایا تھا بے وسواس کھا گئی بدر نے جلد چلو پانی اُسکے منھ پر چھڑک کے کہا اپنا اصلی
قالب چھوڑ اور گھوڑی کے قالب مین آ بمجرد کہنے اس کلمے کے وہ خوبصورت گھوڑی بن گئی اور مغموم ہوئی
اور رونے لگی اور اپنے سر کو بدر کے پانون پر ڈالا تا کہ اس پر رحم کھائے مگر بدر کو اتنی طاقت نہ تھی کہ پھر ملکہ
کو صورت اصلی پر کرے آخر گھوڑی کو کھینچکر اصطبل مین لے گیا اور سائیس کو دے کر کہا کہ زین لگام اسکو
دے کے میرے پاس لا سائیس جو لگام اُسکے منھ مین دیتا تھا کوئی اُسکے منھ کے موافق نہین ہوتی تھی بدر
نے دو گھوڑے تیار کیے اور ایک پر آپ سوار ہوا اور دوسرے پر سائیس کو سوار ہونے کا حکم کیا اور کہا کہ
اس گھوڑی کو کھینچکر عبداللہ کے گھر لے آ جب وہ دونون اس مادیان کو لیے ہوے عبداللہ کے
گھر پہونچے عبداللہ نے دور سے دیکھکر دریافت کیا کہ بدر اُسپر غالب آیا اور اُس جادوگرنی کو گھوڑی بنا کر

لایا ہی بہت خوش ہوا اور کہا ای ملعونہ شفیقہ حق تعالی نے تجھے سزا تیرے اعمال کی دی بدر گھوڑے سے اُتر کر عبد اللہ کی دُکان پر گیا عبد اللہ نے اُسے گلے لگایا اور اُسکی بڑی تعریف کی پھر بدر نے سارا حال عبد اللہ سے ظاہر کر کے کہا اب کوئی لگام اس مادیان کے لائق دو عبد اللہ نے ایک لگام اُسکے منہ مین دی کہ وہ اُسکے منہ مین ٹھیک آگئی پھر عبد اللہ نے بدر سے کہا تم اب شہر مین ایک ساعت نہ ٹھہرو اس گھوڑی پر سوار ہو کے اپنے ملک کو روانہ ہو اور خبردار اس لگام کو اُسکے منہ سے کبھی نہ اُتارنا بدر اُس مادیان پر کہ حقیقت مین ملکہ لیب ساحرہ تھی سوار ہوا اور ایک دوسرے سے خیر باد کہہ کے اپنے ملک کی راہ لی اور اُس شہر سے نکلکر کمال خوش ہوا اور منزلین طے کرتا ہوا اپنے ملک کی طرف جاتا تھا دفعتہً تین روز کے بعد کسی بڑے شہر مین پہونچکر ایک بڈھے سے دوچار ہوا دیکھنے مین وہ معقول معلوم ہوتا تھا اور پیادہ پا اپنے گھر کی اُسنے راہ لی تھی اُسنے بدر سے بعد صاحب سلامت کے پوچھا تم کدھر سے آتے ہو بدر ٹھہر گیا پھر اُس بڈھے نے اُسے یہانتک باتون مین لگایا کہ ایک بڑی بوڑھی وہان آئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی بدر نے سبب پوچھا اُسنے کہا میرے بیٹے کی گھوڑی بھی جو مرگئی ایسی ہی تھی جس پر تم سوار ہو اگر تم اسکو میرے ہاتھ بیچو تو نہایت احسان ہو اور تم جو قیمت مانگو مین وہ دون بدر نے کہا ای بور مہربان اس مادیان کو مین بیچ نہین سکتا اس نے کہا اللہ

تصویر بدر کا گھوڑی پر سوار ہوکر جانے اور راہ مین ایک شخص ضعیف کا ملاقات کرکے بدر کو باتون مین لگانے پھر ضعیفہ کے آنے اور گھوڑی مول لینے کی

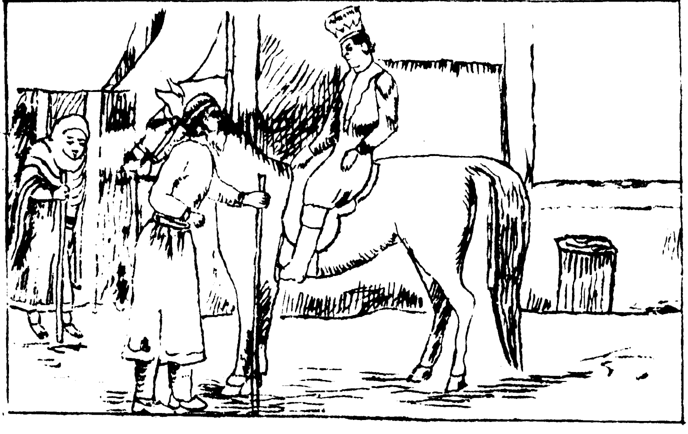

انکار نہ کرنا ورنہ مین اور میرا بیٹا دونون مرجائین گے بدر نے کہا اسکی قیمت بڑی ہے تم نہ دے سکوگی بڑھیا
نے کہا جو تم کہو وہ مین دون بدر نے یہ سمجھ کے کہ یہ بڑھیا نہایت شکستہ حال ہے اسقدر قیمت کہان سے
لائے گی جو مجھے دیگی کہا قیمت اسکی ایک ہزار اشرفی ہے اُس بڈھی نے ہزار اشرفی بدر کو گن دین اور کہا تم
گن لو اور مادیان سے اُترو بدر متعجب ہو کے کہنے لگا ای مادر مہربان مجھے یہ مادیان بیچنا کسی طرح منظور
نہین مین نے ہنسی کی تھی اُس بڈھے نے جو وہان کھڑا تھا بدر سے کہا صاحب تم اس مادیان کو بیچ چکے
اب کچھ عذر نہ کرو کیا تم اس شہر کا دستور نہین جانتے کہ جو کوئی معاملات مین بدمعاملگی کرتا ہے جان سے
مارا جاتا ہے اب بھین لازم ہے کہ پیرزن کو گھوڑی حوالے کرو بدر نہایت ملول ہو کے اُتر پڑا اور پیرزن
جلد اُس کی لگام پکڑ کے کنارے نہر کے کہ اُس کوچے مین بہتی تھی لے گئی اور زین لگام اُتار کر ایک چلو
پانی اُس مادیان پر چھڑکا اور کہا ای میری لڑکی اپنی اصلی شکل مین آ فوراً وہ مادیان ملکہ لبیب ہو گئی اور بدر
مارے خوف کے غش مین آکر چاہتا تھا کہ زمین پر گرے کہ اُس بڈھے نے تھام لیا اس پیرزن نے کہ
مان ملکہ لبیب کی تھی اور اُسے سب اسرار سحر کے سکھائے تھے اپنے گلے سے لگایا اور نہایت خوش
ہوئی اس مابین مین مغرب سے ایک جن نہایت ہیبت ناک پیدا ہوا اور ایک ہاتھ سے بدر بادشاہ

تصویر جن ہیبت ناک کے پیدا ہونے اور بدر کو مع ملکہ لبیب اور ضعیفہ کے اُڑا لیجانیکی

کو اور دوسرے ہاتھ سے اُس پیرزن اور ملکہ لیپ کو اُٹھا کر لے اُڑا اور ایکدم مین تینون کو ملکہ لیپ کے محل مین کہ بیچ شہر جادو کے تھا پہونچا دیا ملکہ لیپ نے وہان پہونچکر بدر کو ملامت کرنا شروع کیا اور کہا اے کمبخت میری خدمت کا نتیجہ یہی تھا کہ تو نے اور تیرے چچا نے میرے ساتھ کیا دیکھ تو اب مین تجھے کیسی سزا دیتی ہون یہ کہ ایک چلو پانی اُسپر چھڑک کے کہا اُلّو بنجا بدر فوراً اُلّو بن گیا پھر ملکہ لیپ نے اپنی ایک خواص کو حکم کیا کہ اس جانور کو ایک قفس مین کر کے دانہ پانی کچھ نہ دیجیو اُس خواص نے اُسے پنجرے مین رکھ لیا ملکہ سے مخفی دانہ پانی اُسے دیا کرتی اور وہ خواص دوستدار عبد اللہ کی تھی پوشیدہ اُسکو خبر کہلا بھیجی عبد اللہ نے جانا کہ اب مقدمے نے طول کھینچا اور عذر معذرت سے کام گذر گیا یہ خیال کر کے اُسنے ایک آواز اسطرح کی کہ ایک جن نہایت شریر برق نام جس کے چار بازو پردار تھے حاضر ہوا اور عبد اللہ سے عرض کیا مجھے کیون یاد فرمایا عبد اللہ نے کہا اے برق پہلے تو جان بدر بادشاہ ایران کی بچا اور اُس خواص کو جس کے سپرد وہ بادشاہ بوم کے قالب مین ہے لیکر اُسی وقت بیچ ملک ایران کے محل گلنار مین پہونچا اور اُسکی مدد کے لیے وہان حاضر رہیو جو وہ کہے سو کیجیو برق فوراً ملکہ لیپ کے محل مین جا اور اُس خواص کو عبد اللہ کے حکم سے آگاہ کر اُسے لے آسمان کو اُڑا اور طرفۃ العین مین بیچ ملک ایران کے پہونچا یا اور گلنار کے محل کی چھت پر لیجا کر استادہ کیا اُس خواص نے زینے کی راہ سے نیچے جا کے ملکہ گلنار اور ملکہ فراشتی کو کہ دونون باہم اپنے درد دکھ کی باتین کر رہی تھین بڑے آداب سے سلام کیا اور بدر کی گرفتاری کا حال عرض کیا گلنار نے اُس خواص کو گلے لگایا اور اُسکی بہت ممنون ہوئی اور اُس نے اہلکارون کو حکم دیا کہ تم نقارے بجوا کے تمام شہر مین اشتہار کر دو کہ بدر جلد یہان پہونچا چاہتا ہے پھر اُسنے خوشبو دار چیزین آگ پہ رکھ اپنے بھائی ملک صالح کو مملکت دریائی سے طلب کیا جب وہ پہونچا تو ملکہ گلنار نے کہا بھائی تمھارا بھانجا ملکہ لیپ کے ہاتھ مین قید ہے اب ہم تم اُس ملک مین چل کے اُسے قید سے چھڑا لائین ملک صالح نے اپنی دریائی فوج کو حکم دیا کہ تم جلد اپنے تئین دریا کی راہ سے ملک جادو مین پہونچاؤ مین قبل پہونچنے تمھارے وہان پہونچتا ہون بعد اُس کے فوج جنات کی بیشمار اپنے ساتھ لے کے ملکہ گلنار اور ملکہ فراشتی اور دوسری شہزادیون سمیت کہ دریائی تھین ہوا پر سوار ہوا اور ایک دم مین بیچ ملک جادو کے پہونچا اور ملکہ لیپ اور دوسرے آتش پرستون کو ایک بارگی قتل کیا اور ملکہ گلنار نے اُس خواص کو جو بدر کی خبر پہونچانے ایران

مین گئی تھی فرمایا کہ جلد وہ قفس جسمین بدر ہے لاؤ خواص پنجرہ اٹھا لائی ملکہ گلنار نے بدر کو اُسمین سے
باہر نکالا اور پانی اُسپر ڈال کے کہا اپنے اصلی قالب مین آ اُسی وقت بدر اپنی شکل اصلی مین آیا ملکہ نے
اُسے سینے سے لگایا اور بہت خوش ہوئی پھر بدر اپنے ماموں اور اپنی نانی سے ملا اور ہر ایک سے پہچان
پہچان گلے ملتا گیا پھر ملکہ گلنار وہان سے عبداللہ کے گھر آئی اور اُس سے ملاقات کر کے بڑی شکر گذاری
کی اور کہا اب جو خدمت ہمارے لائق ہو کہو کہ ہم اُسکو بخوشی بجا لائین عبداللہ نے کہا تم بدر کی شادی
اس بی بی سے جسے مین نے تمھارے پاس بھیجا تھا کر دو کہ وہ نہایت حسین اور دانشمند ہے ملکہ گلنار
نے منظور کر کے اُس بی بی کو لباس فاخرہ شاہانہ پہنا کے بدر بادشاہ کی شادی اُسکے ساتھ کر دی
بدر نے کہا مین آپکا فرمانا اور عبداللہ کا کہ میرا محسن اور مربی ہے بجا لایا مگر حقیقت مین شادی
جواہر شہزادی ملک سمندال سے کرونگا اُسکی ماں نے مسکرا کے کہا بہت اچھا اُسکی بھی تدبیر کیجائیگی
یہ کہہ کے اُسنے فوج دریائی اور فوج جنات کو جو حاضر تھی حکم کیا کہ تم سب جا کر شہرون دریائی اور
خشکی مین تلاش کرو کہ اگر کوئی شہزادی حسن اور سلیقہ مین مانند بدر میرے فرزند کے ہو تو مجھے خبر کرو
تاکہ مین اُسکی شادی کی درخواست بدر کے لیے کرون بدر نے کہا تم جانتی ہو کہ مین شہزادی سمندال پر
عاشق ہون اور مثل اسکے کوئی نہین اور بظاہر وہ جو میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئی تھی محض اپنے
ماں باپ کے قید ہونے سے اب اگر ملک سمندال کو قید سے چھوڑ کر آپ درخواست اُسکی میرے
واسطے کیجیے گا تو وہ بھی کبھی انکار نہ کرے گا پھر بدر یہ سب حال ملک صالح سے کہہ کے ملک سمندال
کی رہائی کی گفتگو زبان پر لایا ملک صالح نے بھانجے کی خاطر سے ایک انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی
منگوائی اور کچھ چیز اُسمین ڈال کر افسون پڑھا بجرد اٹھنے دھوئین کے زمین کو جنبش ہوئی اور
ملک سمندال افسردہ کچھ ساتھ حاضر ہوا بدر نے اپنے تئین ملک سمندال کے قدمون پر
ڈالا اور پھر بکمال ادب اُس سے کہا جس شخص کے لیے تم سے ملک صالح نے درخواست
کی تھی وہ مین ہون بادشاہ پارس کا اب اُمیدوار ہون کہ میرے حال پر مہربانی فرمایئے اور
مجھے شہزادی جواہر کے عقد سے سرفراز کیجیے ملک سمندال نے بدر کو گلے لگایا اور کہا جواہر کو مین نے
بخوشی تمھین دیا وہ اب تمھاری ہے پھر ملک سمندال نے اپنے ایک افسر کو حکم کیا کہ جلد جاؤ
شہزادی جواہر کو جہان کہین ہو ڈھونڈھ کر لاؤ وہ افسر شہزادی جواہر کو اُسکی خواصون سمیت

ڈھونڈھکر لے آیا بادشاہ سمندال نے اُسے اپنے گلے لگاکے کہا اے فرزند مین نے تیری شادی بادشاہ ایران سے جو سامنے موجود ہی کردی اس بادشاہ کے سنجیدہ اور فہمیدہ ہونے مین کچھ شک نہین سب شہزادیون سے تیری عزت زیادہ کریگا اور ہم کو اور تجھے راضی رکھے گا جواہر نے کہا آپ نے جو کچھ فرمایا مین نے قبول کیا لیکن مین اُمیدوار ہون کہ بادشاہ پارس میرا قصور جو غصّے مین مجھ سے سرزد ہوا ہو معاف کرے ملک سمندال نے بادشاہ پارس سے اُسکو معاف کردینے کو کہا پھر رسوم اُسکی شادی کے بڑے دھوم اور تکلفات سے اُسی شہر جادو مین ہوے اور جتنے عاشق کہ ملکہ لیب کے جادو کے سبب سے چارپائے بنے آوارہ پھرتے تھے سب اپنی اصلی شکلون مین آئے اور واسطے شکرگزاری بدر اور ملکہ گلنار اور ملک صالح کے حاضر ہوے اور اُن سے رخصت ہو ہوکر اپنے اپنے ملکون کو گئے پھر ملک صالح اور ملک سمندال نے اپنے ملک وکشور دریا کی راہ لی اور بادشاہ ایران ملکہ گلنار اور ملکہ فراشی اور دوسری شہزادیون کے ساتھ مع شہزادی جواہر وغیرہ کے روانہ ملک ایران کا ہوا اور بعد کتنے روز کے ملک صالح کشور ایران مین آیا اور ملکہ فراشی اور دوسری شہزادیون کو کہ اُسکے اقربا اور رشتہ دارون سے تھین ساتھ لیکر اپنی ولایت دریا کی طرف روانہ ہوا

تمام ہوئی جلد دوسری ترجمہ الف لیلہ کی